امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 4 ذی الحجۃ 1436ھ بمطابق اکتوبر 2015ء شمارہ 8

عیدالاضحیٰ کی مناسبت سے
امیرالمومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ
کا پیغام

ہاں! امارت اسلامیہ جیسے متحد تھی ویسی ہی متحد رہی۔

نئی قیادت، نئی آزمائشیں اور نئی ذمہ داریاں

ملا محمد عمر مجاہد... ہماری ذمہ داری

نئے امیر کے خطاب سے چند نکات

ملا محمد عمر... بڑی کامیابی

قندوز کی فتح... مگر کیسے..؟

عوام مجاہدین کی آمد پر بہت مطمئن اور خوش ہیں
جس کا ثبوت ان کی جانب سے مجاہدین کا بھرپور استقبال ہے۔

قندوز کے عسکری کمیشن کے مسئول سے خصوصی گفتگو

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن ابن عباسٍ رضی اللہُ عنہ قال قال رسولُ اللہ صلی اللہُ علیہ وسلم مَن رَأی من أمیرِہ شیئًا یَکرَھہ فلیَصبِرْ فانَّہ لیس احدٌ یفارِق الجماعۃَ شبرًا فیموت الامات میتۃً جاھلیَّۃً۔ (متفق علیہ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے امیر میں کوئی ایسی بات دیکھی جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ صبر کرے [فتنہ فساد کھڑا نہ کرے] اس لئے کہ کوئی بھی شخص ایسا نہیں جو مسلمانوں کی جماعت سے ایک بالشت بھی الگ ہوا اور مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

فرمان امیر المومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ

مسلمان بھائیو!

14 سال سے افغانستان میں امریکا کی قیادت میں جارحیت پسندوں کے خلاف افغانستان کے مسلمان عوام کا جہاد ایک جہادی قیادت کے تحت جاری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان شدید حالات میں ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت اور رہنمائی، ان کا خلوص، مضبوط عزم اور ان کا خاص روحانی مقام ہی اس اتحاد کی وجہ تھی۔ یہ انہیں کا کارنامہ تھا کہ امارت اسلامیہ کی عسکری، سیاسی، ثقافتی، انتظامی اور دیگر مختلف معاملات بہت اچھے طریقے سے انہوں نے منظم رکھے اور ان کی رہنمائی کی۔

ان کے علاوہ امارت اسلامیہ کی رہبری شوری کے ارکان، بلند رتبہ قائدین، جہادی کمانڈر، ذمہ داران، محاذوں کے مجاہدین اور افغان مجاہد عوام نے انتہائی خلوص، صداقت، وفاداری سے ان کا ساتھ دیا اور یوں سب کی مشترکہ محنت سے اللہ تعالیٰ کی نصرت کی بدولت یہ روشن کاروان کئی کٹھن منازل سے گذرا اور مسلمانوں کی مادی اور روحانی تعاون سے مکمل فتح کی منزل کے قریب پہنچا۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 4 ذی الحجة 1436ھ بمطابق اکتوبر 2015ء شمارہ 8

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس درون

نمبرشمار	عنوان	صفحہ
1	ہاں! امارت اسلامیہ جیسے متحد تھی ویسی ہی متحد رہی۔	2
2	عید الاضحی کی مناسبت سے عالیقدر امیر المومنین کا پیغام	4
3	قندوز شہر کی فتح کی مناسبت سے امارت اسلامیہ کے امیر کا پیغام	8
4	قندوز کے عسکری کمیشن کے رکن مولوی رحمت اللہ صاحب سے خصوصی گفتگو	9
5	جس کی زندگی اور موت وحدت کا پیغام تھی	13
6	امت سوگوار ہے	14
7	حق ناحق کا معیار!؟	15
8	ملا محمد عمر مجاہد.... ہماری ذمہ داری	17
9	جس نے دین و سیاست کو یکجا کیا	20
10	اے امیر المؤمنین!	24
11	نئے امیر کے خطاب سے چند نکات	25
12	فتوحات کا سلسلہ جاری ہے	26
13	قندوز کی فتح... مگر کیسے..؟	28
14	مولوی میر احمد گل ہاشمی شہید کو نذرانہ عقیدت	30
15	واہ میرے دشمن!	34
16	نئی قیادت، نئی آزمائشیں اور نئی ذمہ داریاں	35
17	ملا محمد عمر... بڑی کامیابی	37
18	افغانستان اگست 2015 میں	39
19	جنگی جرائم (اگست)	43
20	ذی قعدہ کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول	44

مدیر اعلیٰ
ولید افغان

نائب مدیر
شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ
مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ زر تعاون: 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک.......40 ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات.......30 ڈالر

بنگلہ دیش.......28 ڈالر

www.shahamat-urdu.com

shariatmagazine@yahoo.com

www.twitter.com/shariatmagazine

www.facebook.com/shariatmagazine

ہاں! امارت اسلامیہ جیسے متحد تھی ویسی ہی متحد رہی۔

یہ حقیقت ہے کہ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات تاریخ اسلام کے بڑے سانحات میں سے ہے، امارت اسلامیہ ان کی وفات کو اپنی لئے ایک عظیم حادثہ سمجھتی ہے، ان کے جانے سے پیدا ہونے والی خلا پر ہونے میں شائد بہت دیر لگے گی خصوصا ان شب وروز میں جب امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے ہاتھوں صلیبی اتحادیوں کی شکست کے دن آپہنچے ہیں۔ ان حالات میں واقعی امیر المومنین کی رحلت کی خبر مسلمانوں پر کوہ گراں بن کر گری اور پھر اس دکھ، غم اور فکر میں اس وقت اور بھی اضافہ ہوا جب دشمن نے اس حادثہ سے فائدہ اٹھانے کی کوششیں شروع کردیں۔ امارت اسلامیہ کی دیواروں میں دراڑیں ڈالنے، قوم کے اعتماد کو متزلزل کرنے، پوری دنیا کے مسلمانوں کو تشویش اور ناامیدی میں مبتلا کرنے کے لئے دشمن نے اپنی غلام میڈیا کو استعمال کرتے ہوئے انتہائی غلط پروپیگنڈے کئے۔ کبھی کہتے کہ ملا محمد عمر [رحمہ اللہ] کی وفات سے طالبان کو پہنچنے والے نقصان کا ازالہ کبھی نہیں ہوپائے گا، کبھی کہتے: طالبان اندرونی اختلافات کا شکار ہوگئے ہیں اور نئے امیر کے انتخاب میں دو گروہوں میں تقسیم ہوکر ایک دوسرے کے خلاف جنگ کی تیاریوں میں ہیں، شائد بہت جلد پورے ملک میں طالبان کی آپس میں لڑائیاں شروع ہوجائیں۔ بعض نے تو جھوٹ اور غلط پروپیگنڈوں کی انتہا کرتے ہوئے کہا کہ صوبہ زابل کے ضلع خاک افغان میں طالبان ایک دوسرے سے مشت وگریباں ہیں، امارت اسلامیہ کے مجاہدین ان لوگوں سے برسرپیکار ہیں جنہوں نے نئے امیر کی بیعت سے انکار کیا ہے اور اس سلسلے میں ہلاکتیں بھی ہوئی ہیں .... حالانکہ اس مفتوحہ ضلع میں نہ تو مجاہدین کے درمیان اختلافات تھے اور نہ ہی کسی لڑائی جھگڑے کا نام ونشان۔

چند نام نہاد مبصرین اور خودساختہ تجزیہ کاروں نے یہ بھی کہا کہ اب افغانستان میں جاری جنگ میں کمی ہوواقع ہوگی اور کئی طالبان دشمن کے ساتھ لڑائی سے دستبردار ہوجائیں گے۔ لیکن الحمدللہ! دشمن کی یہ تمام کوششیں مکمل طور پر ناکام ہوگئیں ہیں، امارت اسلامیہ میں پھوٹ ڈالنے کے ناپاک عزائم اور ساری امیدیں خاک میں مل گئیں ہیں۔

اس بات میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ امیر المؤمنین رحمہ اللہ دور حاضر کی وہ شخصیت تھی جنہیں صرف افغانستان کی عوام نہیں بلکہ پوری دنیا کے مخلص مسلمانوں کے ہاں وہ مقام ومرتبہ حاصل تھا جو کسی اور کو حاصل نہیں۔ انہوں نے شریعت کے احکامات پر پابندی، غیر متزلزل قیادت، خداپرستی، شجاعت وبہادری، دیانتداری، ایفائے عہد، حق بات پر قائم رہنے، امانت داری، جہادی اہداف کے ساتھ وفاداری، عدل وانصاف، اپنی رعایا پر رحم وکرم، مسلمانوں کی ہمدردی اور غمخواری، انسان دوستی، دشمن کے مقابلے میں عزم مصمم، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل واعتماد اور تعلق مع اللہ کے ایسے زریں اور سنہرے باب قائم کئے ہیں اور تاریخ میں اپنے لئے ایسا مقام پیدا کرلیا ہے جس پر مسلمان رہتی دنیا تک فخر کریں گے اور ان کے تاریخی کارناموں کو یاد رکھیں گے۔

وہ کوئی عام انسان نہیں تھے، انہیں اللہ تعالیٰ نے ایسی عظمت، شان وشوکت اور اوصاف حمیدہ سے نوازا تھا جو واقعی انہیں کا حصہ تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی شخصیت جس کے کمالات، اوصاف اور کارناموں کی مثال اس کے ہم عصروں میں ملنا مشکل ہو، کی رحلت امارت اسلامیہ کے لئے نقصان ہے لیکن ایسا بھی نہیں کہ یہ نقصان ناقابل تلافی ہو۔ وہی رب کائنات! جس نے انہیں پیدا کیا تھا اور یہ ساری صفات وکمالات ان میں رکھی تھیں، اب بھی ہے اور قادر ہے کہ ان کی رحلت پر ان جیسا صاحب کمال بلکہ ان سے بھی بہتر پیدا کرے اور دنیا کے لئے خیر وبھلائی کا باعث بنائے۔

ایسا نہیں ہے کہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی رحلت سے خدانخواستہ امارت اسلامیہ کی عمارت کو نقصان پہنچے گا، یا دشمن اور اس کی کٹھ پتلیوں کے خلاف جاری مقدس جہاد رک جائے گا۔ اس لئے کہ انہوں نے امارت اسلامیہ کے باغ میں جو پودے لگائے تھے اور انہیں اپنے خون سے سینچا تھا اب الحمدللہ وہ ہر پودا اپنی جگہ ایک تناور درخت بن چکا ہے جسے اپنی جگہ سے اکاڑنا تو در کنار ہلانا بھی خزاں کے بس میں نہیں۔ امارت اسلامیہ کا ہر ہر فرد امیر المومنین رحمہ اللہ کے فکر اور مشن کا سچا وفادار ہے اور شریعت کے مطابق ان کے نقش قدم پر چلنے ہی میں اپنی کامیابی و کامرانی یقینی سمجھتا ہے۔

یہی وہ حضرات تھے جنہوں نے گزشتہ تیرہ، چودہ برسوں سے امیر المومنین رحمہ اللہ کی ہدایات کی روشنی میں دنیا کی سب سے بڑی کفری اتحاد کے مقابلے میں کامیابی کے ساتھ اپنی مقدس جنگ بھی جاری رکھی اور امارت اسلامیہ کی نظم و نسق اور وحدت کو بھی قائم رکھا۔ اور اب جبکہ امیر المومنین رحمہ اللہ کی وفات کا اعلان کیا گیا تو حالات کی سنگینی اور دشمن کی ریشہ دوانیوں کے باوجود بہتر طریقے، سمجھداری اور کامل احتیاط کے ساتھ لوگوں کو اس نئے امیر پر جمع کیا جن پر امیر المومنین رحمہ اللہ کو سب سے زیادہ اعتماد تھا اور جنہیں انہوں نے سب سے زیادہ اہل سمجھتے ہوئے اپنی زندگی ہی میں اپنا نائب اور جانشین بنالیا تھا۔ یوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہوں نے امارت اسلامیہ کی دیوار میں دراڑ پڑنے سے بچالیا۔

میں ان حضرات کے حوصلہ مندی، بلندی ہمت اور فہم و دانش کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے باوجود اس کے کہ پوری امارت اسلامیہ ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کی قیادت و امارت پر متفق و متحد تھی، گنتی کے ان چند افراد کے بارے میں زبان سے کوئی نامناسب جملہ بھی نکالنا مناسب نہ سمجھا جو نئے امیر کی بیعت کرنے میں لیت و لعل سے کام لے رہے تھے ،انہیں دھمکیاں دینا اور ان کے خلاف کارروائی کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ انہوں نے نرمی اور ہمدردی کے ساتھ انہیں نئے امیر کی بیعت کی طرف راغب کیا اور بالآخر ان کی مخلصانہ کوششوں کے نتیجے یہ مسئلہ بحسن و خوبی حل ہوا اور امیر المومنین رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند مولوی محمد یعقوب، بھائی ملا عبدالمنان اور دیگر حضرات نے برضا و رغبت ملا اختر محمد منصور سلمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور امارت اسلامیہ جیسے متحد تھی ویسی ہی متحد رہی۔ الحمدللہ!

قوم اور پوری امت مسلمہ مطمئن رہے اور دشمن کے غلط پروپیگنڈوں پر کان نہ دھریں۔ ان شاء اللہ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا دشمن کے خلاف جاری کردہ مقدس جہاد اسی طرح جاری رہے گا اور ان کی رحلت سے اس میں کمی نہیں بلکہ تیزی آئے گی۔ اس لئے کہ یہ جہاد ذاتی مفادات اور شہرت کے لئے نہیں بلکہ حکم الٰہی، دین کی حفاظت، ملک وملت کی دفاع، غاصب قوتوں سے وطن عزیز کی آزادی اور یہاں خالص اسلامی نظام نافذ کرنے کے لئے تھا اور ان شاء اللہ جب تک یہ اہداف حاصل نہیں ہوپاتے تب تک یہ جہاد جاری و ساری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے دشمن کی تمام تر کوششوں کو ناکامی سے دوچار کیا اور مجاہدین کو کامیابی پر کامیابیاں عطا فرمائیں، خاص کر ان دنوں میں جب امیر المومنین رحمہ اللہ کے انتقال کا اعلان ہوگیا تھا، اللہ کے فضل سے ملک کے چاروں اطراف میں مجاہدین فتوحات حاصل کر رہے تھے، بڑے بڑے اضلاع مجاہدین کے قبضے میں آئے، فوجی اڈوں اور بیسز پر امارت اسلامیہ کا پرچم لہرانے لگا، دشمن پر ایسی کاری ضربیں لگیں کہ وہ سر اٹھانے کے قابل نہ رہا۔ غزنی جیل کو توڑ کر تقریباً 450 مجاہدین اور کمانڈروں کا نکلنا کامیابی کے اس سلسلے کی ایک ناقابل فراموش کڑی ہے۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ امارت اسلامیہ کے مسئولین، پوری امت مسلمہ اور ہماری عزیز عوام اپنے نئے امیر ملا اختر محمد منصور سلمہ اللہ کے بارے میں پوری طرح مطمئن ہیں، انہیں یقین ہے کہ وہ عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلیں گے، بیرونی غاصبین سے وطن عزیز کی آزادی اور یہاں شفاف اسلامی نظام نافذ کرنے تک یہ مقدس جہاد جاری رکھیں گے، نہ اپنے موقف سے انحراف کریں گے، نہ ہی کبھی اپنے عالی اہداف پر کسی کے ساتھ سودابازی کریں گے، نہ دشمن کی بالادستی تسلیم کریں گے اور نہ کبھی دشمن کے سامنے سر تسلیم خم کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

عیدالاضحیٰ کی مناسبت سے

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ

کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، فَمَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ محمد صلى الله عليه وسلم ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ .

اما بعد: قال الله تبارك وتعالى: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ) ﴿١٠٣﴾ ال عمران.

افغانستان کے مسلمان عوام، جہاد کے محاذ پر سر گرم عمل مجاہدین اور پوری امت مسلمہ کو عید الاضحی کی مناسبت سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالی ان مبارک ایام میں مسلمانوں کی قربانیاں، صدقات، عبادات اور حج کے مناسک قبول فرمائے۔ خصوصا مکہ مکرمہ مسجد الحرام میں کرین کے گرنے کے المناک حادثے میں شہید ہونے والے تمام حجاج کرام کی شہادتیں قبول فرمائے اور زخمیوں کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

- امارت اسلامیہ کے موسس اور محترم سربراہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی رحلت پر تمام مسلمانوں سے تعزیت کرتا ہوں اور جس نے بھی اس عظیم سانحے پر ہم سے ہمدردی کا اظہار کیا اور امارت اسلامیہ کو متحد رکھنے میں ہم سے تعاون کیا میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالی سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ عالیقدر امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اللہ تعالی سے مغفرت اور رحمت کی امید رکھتا ہوں

- اللہ تعالی ان کی عظیم جہادی خدمات اور اس مقدس راہ میں ان کی تمام تکالیف اور صعوبتیں قبول فرمائے اور اعلی درجات نصیب فرمائے۔ ان کے قابل قدر خاندان کو اللہ تعالی صبر جمیل اور اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

- میں چاہتا ہوں اس عظیم دینی مناسبت اور فرصت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے افغانستان کے حالیہ جہادی اور سیاسی واقعات کے حوالے سے امارت اسلامیہ کے موقف کی وضاحت کر دوں۔

مسلمان بھائیو!

14 سال سے افغانستان میں امریکا کی قیادت میں جارحیت پسندوں کے خلاف افغانستان کے مسلمان عوام کا جہاد ایک جہادی قیادت کے تحت جاری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان شدید حالات میں ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت اور رہنمائی، ان کا خلوص، مضبوط عزم اور ان کا خاص روحانی مقام ہی اس اتحاد کی وجہ تھی۔ یہ انہیں کا کارنامہ تھا کہ امارت اسلامیہ کی عسکری، سیاسی، ثقافتی، انتظامی اور دیگر مختلف معاملات بہت اچھے طریقے سے انہوں نے منظم رکھے اور ان کی رہنمائی کی۔

ان کے علاوہ امارت اسلامیہ کی رہبری شوری کے ارکان، بلند رتبہ قائدین، جہادی کمانڈر، ذمہ داران، محاذوں کے مجاہدین اور افغان مجاہد عوام نے انتہائی خلوص، صداقت، وفاداری سے ان کا ساتھ دیا اور یوں سب کی مشترکہ محنت سے اللہ تعالی کی نصرت کی بدولت یا روشن کاروان کئی کٹھن منزلوں سے گذرا اور مسلمانوں کی مادی اور روحانی تعاون سے مکمل فتح کی منزل کے قریب پہنچا۔

ابھی جب امارت اسلامیہ کے زعیم کی حیثیت سے میرے کاندھوں پر بھاری بوجھ رکھا گیا ہے، میں ایک بار پھر تکرار کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان مشکل حالات اور حساس وقت میں اللہ تعالی کی نصرت اور ساتھیوں کے تعاون کے بغیر اس ذمہ داری کی انجام دہی اکیلے طور پر ممکن نہیں ہے۔ اس لیے جس طرح امارت اسلامیہ منسوبین، ذمہ داران اور مجاہدین سے تعاون اور دعاوں کی درخواست کرتا ہوں۔ تمام ھمدرد علماء کرام، دانشوروں اور صاحب نظر لوگوں سے میری درخواست ہے کہ امارت اسلامیہ کی صحیح رہنمائی اور عسکری، سیاسی، تعلیمی، تربیتی، ثقافتی، اقتصادی اور دیگر اجتماعی معاملات میں مثبت، معیاری اور موثر خدمات انجام دینے، منصوبوں کی تشکیل اور ان کو عملی شکل دینے میں مفید مشوروں اور عملی تعاون سے گریز نہیں کریں گے۔ امارت اسلامیہ نہ صرف ایک جہادی اور سیاسی تحریک ہے بلکہ مسلمان عوام کی بیداری، تربیت اور ہمہ پہلو ترقی کا ضامن ایک نظام ہے۔ اپنے عوام کی خوشحالی اور ترقی کے لیے اس کا تعاون کرنا چاہیے۔ اس مشترکہ گھر میں تمام افراد اور طبقات ... خصوصا عصری اور دینی استعدادوں کے درمیان قربت، ہم آہنگی اور مضبوط تعاون کا رشتہ ہونا چاہیے۔

میں اپنے تمام مجاہدین اور عوام کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اللہ تعالی کی توفیق سے اپنی حد تک شریعت مقدسہ پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ عالیقدر امیر المومنین رحمہ اللہ کی راہ پر چلوں گا۔ اس صف کو جس طرح ماضی میں متحد تھا اسی طرح متحد رکھوں گا۔ علماء کرام کی اسلامی رہنمائی کی روشنی میں اپنے معاملات کو لے کر آگے بڑھوں گا۔

- چونکہ جارحیت کے خلاف ہمارا چودہ سالہ جہاد کامیابی سے ہم کنار ہونے کو ہے۔ اور دشمن ہر میدان میں شکست کھا چکا ہے۔ اب وہ اس کوشش میں ہے کہ پروپیگنڈے کے حربے آزما کر مجاہدین کے درمیان بے اتفاقی اور بد اعتمادی کی فضا قائم کر دے۔ مجاہدین کی متحد صف میں تقسیم کی بے بنیاد افواہیں باقاعدہ یا بے قاعدہ طور پر پھیلائی جا رہی ہیں۔ عوام اور مجاہدین دشمن کے اس طرح کے پروپیگنڈوں کی طرف باقاعدگی سے متوجہ رہیں۔ خصوصا وہ ساتھی جنہیں شکوے ہیں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ دشمن کے اس طرح کے پروپیگنڈوں اور دیگر شیطانی چالوں کا راستہ روکیں۔ کیوں کہ امارت اسلامیہ ہمارے اور آپ کی قربانیوں سے چلا ہوا ہم سب کا مشترکہ کاروان ہے۔ آپ کی اور اس پریشان حال عوام کی عزت اور حیثیت اسی گھر کو متحد رکھنے میں ہے۔ ان حساس مراحل میں اپنی صف متحد اور متفق رکھیں۔ اپنے شہداء کے پاکیزہ خون اور ان کی آرزوؤں کا احترام سب سے زیادہ ضروری ہے۔

مجاہدین کو چاہیے دشمن کے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں اور بدگمانی سے بچیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچو۔ کیوں کہ بے شک کچھ بدگمانیاں گناہ ہیں۔

مومنوں اور اللہ تعالی کے مکلف بندوں کی حیثیت سے یہ ہمارا فریضہ ہے کہ متحد اور متفق رہیں۔ قومی، علاقائی اور لسانی تعصبات سے انتہائی سختی سے خود کو بچائیں۔ اپنے عوام کا زیادہ خیال رہے۔ اور ان کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھیں۔

- کابل انتظامیہ، جارحیت پسند اور کچھ دیگر فسادی عناصر ملک کے مختلف حصوں میں ہمارے مظلوم ہم وطنوں کو مختلف بہانوں سے تشدد اور مظالم کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ عام شہریوں کو دشمن کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان سے زندگی کا حق چھین کر ناجائز الزامات لگا کر جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے۔ جیلوں میں ان قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے۔ حتی کہ مظلوم عوام کے بے گناہ قیدیوں کو بے رحمانہ اور وحشیانہ طریقے سے شہید کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کچھ فسادی عناصر اور مخصوص انٹیلی جنس حلقے مجاہدین کو بدنام کرنے کے لیے بے گناہ لوگوں پر مظالم ڈھاتے ہیں۔ ہم ان تمام ظالمانہ اقدامات کی نہ صرف شدید مذمت کرتے ہیں بلکہ ایسے جرائم کے مرتکبین کو اسلامی اصولوں کے مطابق سزا دیں گے۔ انشاء اللہ۔ اگر مجاہدین کی صف میں کوئی عوامی نقصانات کے حوالے سے بے پروائی کا مظاہرہ کرے یا قصدا ایسا کرے یا قیدیوں کے ساتھ غیر شرعی سلوک کرے ہم فوری طور پر اس کی پوچھ گچھ کریں گے اور شریعت مقدسہ کی روشنی میں انہیں سزائیں دیں گے۔ ہم اپنی صف پاک اور مخلص لوگوں کے ذریعے مضبوط بنانا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں جو غیر شرعی اعمال کا ارتکاب کر کے مجاہدین کو بدنام کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کا راستہ روکیں گے۔ انشاء اللہ۔

- مجاہدین اس بات کی جانب پوری شدت سے متوجہ رہیں کہ کارروائیوں کے دوران بے گناہ لوگوں کا خون نہ بہے۔ امارت اسلامیہ اپنے عوام کے تحفظ کا ذمہ دار ہے۔ اور میں امارت اسلامیہ کے امیر کی حیثیت سے کبھی بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ بے

احتیاطی کے باعث لوگوں کے جان یا مال کو نقصان پہنچایا جائے۔

- مجاہدین کو کسی بھی معاملے میں اس بات کی اجازت نہیں کہ اپنی طرف سے ایسے احکامات جاری کریں جو شریعت سے متصادم ہوں، یا ایسی کوئی مصلحت جس سے اللہ تعالی ناراض ہو اور تمھارے نفسوں کو اس سے خوشی ملے۔ ایسا سلوک اپنے ساتھیوں سے آپس میں ہو یا عوام کے ساتھ۔ حتی کہ دشمن سے بھی ایسا سلوک نہیں کرنا چاہیے جس سے اللہ تعالی کی ناراضگی کا اندیشہ ہو۔ نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی کریں۔ ہر عمل اسلامی قانون اور نبوی اخلاق کی روشنی میں انجام دیا کریں۔

- جنگ ہم پر مسلط کی گئی ہے۔ ہماری اسلامی حکومت اور قوم پر زیادتی ہوئی ہے۔ ہماری سرزمین جارحیت کا شکار ہوئی ہے۔ اس لیے ہر لحاظ سے اور ہر قانون کے مطابق ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ اپنے عقیدے اور اپنی سرزمین کا دفاع کریں، آزادی حاصل کریں اور شرعی نظام کی حاکمیت قائم کریں۔ افغانستان کے تمام طبقات کو شامل ایسا شرعی نظام قائم کریں جس کے سائے میں پوری قوم کے حقوق محفوظ ہوں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور بھائی چارے کی فضا میں زندگی گذاریں۔ جو ان کے عزائم کا مظہر، استقلال اور زمینی آزادی کے لیے دفاعی حصار اور انکے تمام تر شرعی، جہادی اور قومی مفادات کے تحفظ کے ساتھ ساتھ عالمی دنیا سے دوطرفہ مثبت معاملہ رکھے۔

- جارحیت پسند اور ان کے داخلی معاونین جنھوں نے مجاہدین کے مقابلے میں شدید شکست کھائی ہے اب کوشش کر رہے ہیں کہ شمالی علاقوں میں ہماری فتوحات کو شمالی پڑوسیوں کے سامنے خطرہ بنا کر پیش کر دیں۔ اور اس طرح سے انہیں اپنا ساتھی بننے پر مجبور کریں۔ مگر ہمارے پڑوسیوں کے لیے ہماری پالیسی واضح ہے۔ ہمیں ہمارے دشمنوں کے کرائے ہوئے تعارف سے نہ پہچانا جائے۔

- ملک کی نئی نسل کے لیے دینی اور عصری تعلیم بڑی اور اہم ترین ضرورت ہے۔ میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین سے کہتا ہوں کہ اپنے اپنے علاقوں میں دینی اور عصری تعلیم کے لیے حالات سازگار بنائیں اور ان سے تعاون کریں۔

ملک کا دانشور طبقہ، دیندار تعلیم یافتہ طبقے، قومی تاجر اور تمام ہنر مند اور تیکنیکی ماہرین ملک کے مستقبل کے معمار ہیں۔ مجاہدین ان کے استعداد اور صلاحیت کی قدر کریں گے اور انہیں تحفظ فراہم کریں گے۔ سب لوگ پورے اطمینان سے کام اور خدمت جاری رکھیں۔ امارت اسلامیہ تمام عام المنفعت اور ذاتی تاسیسات اور خدمات عوام کا حق اور قومی دولت سمجھتی ہے۔ اور کسی کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ انہیں نقصان پہنچائیں۔ بلاکسی مخصوص ایجنڈے کے محض خدمت پر یقین رکھنے والے اداروں اور اہل خیر کی وہ خدمات جو انہوں نے ہمارے عوام کی خیر خواہی اور خوشحالی کے لیے انجام دی ہیں قابل قدر ہیں۔ کاموں میں سہولیات فراہم کرنے کے لیے ہم ان سے تعاون کریں گے۔

- ہم افغانستان میں جارحیت پسندوں کی ہر حوالے سے موجودگی افغانستان اور پورے خطے کے خلاف ایک جنگ کو جنم دینے اور اسے طول دینے والا ایک عامل سمجھتے ہیں۔ کیوں کہ یہ خطے کے تحفظ کے لیے خطرہ اور یقینی نقصان ہے۔ اس لیے ہر وہ شخص جو افغانستان اور خطے کی خوشحالی اور امن چاہتا ہے وہ افغان عوام کے ساتھ جارحیت کے خاتمے کے لیے تعاون کرے۔

- امارت اسلامیہ اپنی دیگر سرگرمیوں کے ساتھ سیاسی کوششیں بھی کر رہی ہے۔ اور اس راہ میں عملی اقدامات بھی کر چکی ہے۔ اور اس مقصد کی خاطر امارت اسلامیہ کا خصوصی سیاسی دفتر بھی ہے جو گذشتہ چند سالوں سے سرگرم عمل ہے۔ مختلف جہات سے روابط اور مذاکرات کا اختیار انہیں سونپ دیا گیا ہے۔ سیاسی دفتر نے امارت اسلامیہ کا یہ پیغام ہر کسی کو پہنچا دیا ہے کہ ہم پڑوسی ممالک، خطے اور دنیا کے تمام ممالک خصوصا اسلامی ممالک سے اچھے اور قانونی روابط چاہتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے جنگ زدہ اور دکھی ملک سے جارحیت کے خاتمے میں دنیا کے آزاد ضمیر والے لوگ ہمارا تعاون کریں۔

- ہم مذاکرات کے حوالے سے وقت کے تقاضے کے مطابق وہ پالیسی آگے بنائیں گے جو شریعت مقدسہ کے اصولوں، جہادی آرزوؤں اور قومی مفادات کے مطابق ہو۔

- امارت اسلامیہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ ملک جارحیت کا شکار نہ ہو۔ افغانوں کی آپس کی مشکلات آپس کی افہام تفہیم کے ذریعے حل کیے جا سکتے ہیں۔ مسئلہ افغانستان کے حل کے بہانے ہر طرح کا بیرونی دباو، نہ صرف یہ کہ مسئلہ حل نہیں کر سکتا بلکہ مزید مسائل پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔

کابل انتظامیہ اگر چاہتی ہے کہ ملک میں جنگ کا خاتمہ ہو اور امن قائم ہو جائے تو جارحیت کے مکمل خاتمہ اور جارحیت پسندوں سے ہونے والے تمام معاہدے فسخ کر کے ہی ایسا ممکن ہو گا۔

- یہ جو زبانی کلامی مصالحت اور امن کے نعرے لگتے ہیں مگر عملی طور پر جنگ کے محاذ علاقائی، قومی، مذہبی اور تنظیمی جھگڑوں سے گرم رکھے جاتے ہیں۔ خود سر اور بدنام زمانہ جنگجوؤں کو بے مہار چھوڑ کر انہیں اختیارات اور وسائل دیے جاتے ہیں، جو مظلوم عوام

کو مظالم کا نشانہ بناتے ہیں یہ مصالحت اور امن کا مذاق اڑانے سے زیادہ کچھ نہیں۔

- جارحیت کے سائے تلے مختلف گروپوں کو پیدا کرکے مجاہدین کے خلاف انہیں لڑانا افغانستان میں امریکا کی پراکسی جنگ کو جاری رکھنے کا تازہ ترین حربہ ہے۔ جو افغانوں سے اپنا انتقام لینے کے لیے شروع کیا گیا۔ مگر انشاء اللہ افغان مسلمان عوام اپنی وحدت مضبوط کرکے ان کی یہ سازش بھی اسی طرح ناکام بنائیں گے جس طرح امریکا کی دیگر تمام کوششیں ناکام ہو چکی ہیں۔
- افغانوں کو بیدار رہنا چاہیے۔ جارحیت پسند ممالک کے خفیہ حلقے ہماری قوم کو شعوری طور پر قوم، قبیلے اور علاقہ پرستی کی بیماری میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہمارے متحدہ ملک کی تقسیم کا راستہ ہموار کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اب ہمارے تاریخی اسلامی ملک کی اسلامی اور افغانی تشخص کو بھی متنازع بنانے کی کوشش کی جارہی ہے جس کی بہترین مثال حالیہ الیکٹرانک تذکرے ہیں۔
- جارحیت پسندوں نے گذشتہ چودہ سالوں میں اربوں ڈالر کے امداد کے اعلان کے باوجود افغانستان میں کوئی ایسا بنیادی کام نہیں کیا جس کے ثمرات ہمیشہ افغانوں کو ملتے رہیں۔ ہر اسکیم مختصر عرصے کے لیے، مبہم اور فریب پر مبنی رہی۔ البتہ فکری تخریب اور آپس کی دشمنی کے لیے زہر پوری طرح پھیلایا گیا۔
- ہم امریکا سے کہتے ہیں کہ ستمبر کے واقعے کے بہانے تم نے افغانستان پر جارحیت کی۔ آج اسی دن کو چودہ سال گذرے ہیں۔ افغانستان پر جارحیت کرکے بجائے اس کے کہ تم مزید گیارہ ستمبر کے جیسے واقعات کی روک تھام کرتے آج تمھاری زندگی کا ہر لمحہ دنیا کے ہر کونے میں تمھارے لیے گیارہ ستمبر کا خوفناک حادثہ بن چکا ہے۔ ہر جگہ تم حملے کا نشانہ ہو اور تمھاری زندگی کو خطرات لاحق ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ اس طرح کے حوادث کی روک تھام اور اپنے تحفظ کی خاطر اپنی استعمارانہ پالیسی پر پھر سے نظر ثانی کریں۔ نہ یہ کہ مزید عوام کو مار کر اور جارحیت کرکے اپنے تحفظ کے خواب دیکھنے لگو۔
- امارت اسلامیہ افغانستان اسلامی دنیا اور مسلمانوں کے ساتھ دینی ہمدردی کی بنیاد پر تعلق رکھتی ہے۔ اور خود کو ان کے غموں میں شریک سمجھتی ہے۔ اسی لیے فلسطینی عوام کے مطالبات اور دیگر کمزور مسلمانوں کے برحق مطالبات کے لیے ہر وقت آواز اٹھاتی ہے۔
- آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ للہ الحمد مجاہدین نے اللہ تعالی کی نصرت سے دشمن کو ہر میدان میں واضح شکست دی ہے۔ افغانستان کے ہر گوشے میں مجاہدین نے بہت فتوحات حاصل کی ہیں۔ دشمن کی تمام سازشیں ناکام کردیں۔ مزید اللہ تعالی کی نصرت کا مستحق بننے کے لیے اپنا جہاد کلمہ الہی کی سربلندی اور اپنے دکھی عوام کی آسودگی اور ان کی خدمت کی نیت سے آگے لے کر چلیں۔ عوام کے جان، مال اور انسانی حیثیت کا تحفظ اپنی شرعی اور اخلاقی ذمہ داری سمجھیں۔ ان کے ساتھ معاملات کے وقت نرمی، مہربانی اور ہمدردی سے کام لیں۔ جہادی سرگرمیوں کی ادائیگی کے لیے عوامی حمایت حاصل کریں۔ عام مسلمانوں کے مسائل علماء کرام اور قومی وسماجی رہنماوں کے مشورے اور تفاہم سے حل کریں۔ عوام کے ساتھ حاکم نہیں بلکہ خادم کی حیثیت سے رویہ رکھیں۔
- آخر میں ایک بار پھر افغانستان کے مجاہد عوام، محاذوں کے مجاہدین، دشمن کی جیلوں میں اسیر مجاہدین اور پوری امت مسلمہ کو عیدالاضحی کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالی مجاہدین اور تمام مسلمانوں کی تمام وہ قربانیاں اور سرگرمیاں جو اللہ تعالی کی رضا کے لیے انجام دی ہیں قبول فرمائے۔ اللہ تعالی پوری امت مسلمہ کو دشمن کی ہر طرح کی سازشوں سے محفوظ رکھے۔ اور اللہ تعالی سب کو توفیق دے کہ عید کے خوشیوں بھرے لمحات میں شہداء، قیدیوں، مجاہدین، مہاجرین اور تمام بے بس اور بے سہارا مسلمانوں کے خاندانوں کو بھی عید کی خوشیوں میں اپنے ساتھ شریک کریں، اور اپنی بساط کے مطابق ان کی ضروریات پوری کریں۔

اللهم حبب إلينا الإيمان وزينه في قلوبنا وكره إلينا الكفر والفسوق والعصيان، واجعلنا من الراشدين، اللهم انصرنا على أعدائنا وأصلح أمورنا واهدنا لما فيه الخير والصلاح في ديننا ودنيانا. آمین

والسلام

(امیرالمؤمنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ)

قندوز شہر کی فتح کی مناسبت سے

امارت اسلامیہ کے امیر کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقام حمد وشکر ہے کہ بالآخر اللہ تعالی کی بے پایاں نصرت اور رحمت سے ملک کے شمال میں اہم صوبہ قندوز کا مرکزی شہر پہلے صوبائی دارالحکومت کے طورپر امارت اسلامیہ کے مجاہدین ہاتھوں فتح ہوگیا۔ الحمد للہ والمنۃ

امارت اسلامیہ کی قیادت تمام مجاہدین اور عام لوگوں کو اس بڑی فتح پر مبارک باد پیش کرتی ہے اور درخواست کرتی ہے کہ اللہ تعالی کے حمد اور شکرانے کی عبادت سے اس عظیم فتح کی خوشی منائیں۔

قندوز کے واقعے کے حوالے سے امارت اسلامیہ ذیل کی چند نکات قابل ذکر سمجھتی ہے جس پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

1۔ مجاہدین اس آپریشن کے اختتام پر عسکری اہداف حاصل کرنے کے بعد زیادہ توجہ قندوز شہر کے قابل قدر عوام کی جان ومال، املاک اور عزتوں کی حفاظت پر دیں۔ بعض اوقات اس طرح کے جنگی ماحول میں کی شرپسند عناصر اور ڈاکو لٹیرے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مجاہدین بیدار رہیں اور انہیں اس بات کی اجازت نہ دیں کہ عوام کے جان ومال یا بیت المال کے املاک کو نقصان پہنچائیں۔

2۔ قندوز کے شہری اس بات سے واقف رہیں کہ امارت اسلامیہ لوگوں کے ذاتی املاک پر قبضے، ماورائے عدالت لوگوں کے قتل، لوٹ مار اور کسی کے گھریلو حریم کو پامال کرنے سے احتراز کرتی ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتی اس طرح کے ظالمانہ سرگرمیوں میں ملوث ہوں۔ جولوگ جنگی ماحول کا غلط فائدہ اٹھاتے ہیں وہ مجاہدین نہیں ہیں۔ شہری اس طرح کے حرکتوں کے خاتمے اور جرائم پیشہ عناصر کی گرفتاری اور انہیں سزا دلانے میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین سے تعاون کریں۔

3۔ قندوز کے شہری اپنے جان ومال کی حفاظت کے حوالے سے کسی تشویش کا شکار نہ ہوں۔ بے فکر ہوکر معمول کے مطابق اپنے روزانہ کی معمولات پر توجہ دیں۔ قومی تاجر، کارگر، ہسپتالوں، تعلیمی اداروں، سیکریٹریٹ اور تمام رفاہی اداروں کے کارکن اور ملازمین بے فکری اور اطمینان سے اپنے روزانہ کے معمولات جاری رکھیں۔ کسی تشویش یا خوف کا شکار نہ ہوں۔ مجاہدین ان کے بھائی ہیں۔ ان کے جان ومال کا تحفظ مجاہدین کی ذمہ داری ہے۔ مجاہدین کسی کی بھی اہانت یا اسے تکلیف میں مبتلا دیکھنا نہیں چاہتے۔ بلکہ عوام کی خیر خواہی اور خوشحالی کے ارادے رکھتے ہیں۔

4۔ کابل انتظامیہ سے تعلق رکھنے والے جو حکام یا فوجی جو ابھی تک کچھ حصوں میں لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا انتقام کے خوف سے چھپ گئے ہیں۔ انہیں ہمارا پیغام ہے کہ امارت اسلامیہ کے متعلق دشمن کا پروپیگنڈا ذہن سے اتار دیں۔ مجاہدین انتقام نہیں لینا چاہتے۔ بلکہ عفو کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ پہلے اگر یہ لوگ مجاہدین کا ہدف تھے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ جارح دشمن کی صف میں کھڑے تھے اور باقاعدہ ذمہ داریاں نبھارہے تھے۔ ابھی اگر یہ لوگ اپنے اس کردار سے منحرف ہورہے ہیں اور مخالف صف سے اپنا تعلق توڑ رہے ہیں تو امارت اسلامیہ کے عفو کے دروازے ان کے لیے کھلے ہیں۔ یہ لوگ دعوت وارشاد کمیشن کے ذریعے پورے اطمینان سے مجاہدین سے رابطہ کرکے اپنے جان ومال کے تحفظ کی ضمانت حاصل کرسکتے ہیں۔

5۔ یہ فتوحات اللہ تعالی کی نصرت اور مجاہد عوام کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اس لیے کابل انتظامیہ پوری جرات سے اپنی شکست کا اعتراف کرے اور مجاہدین کی کامیابی کو بیرونی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی جانب منسوب نہ کریں۔ اور نہ اپنی شکست کابدلہ اندھی بمباری اور گولہ باری کرکے عام لوگوں سے لیں۔ مجاہدین کی پیش رفت کو ایک تلخ حقیقت کے طورپر سہی مگر تسلیم کرلیں۔ اور ٹھنڈے دل سے اپنے مستقبل اور پورے ملک کے مستقبل کے متعلق سوچیں۔ اب وہ وقت گذر چکا جب اشرف غنی کے دھوکوں پر مبنی وعدے، دوستم کی بڑی باتیں اور مغربی میڈیا کے کھوکھلے پروپیگنڈے سے عام لوگوں کو دھوکہ دے دیا جاتا تھا۔

والسلام

خادم اسلام امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور

14/12/1436ھق

28/9/2015-میلادی

کابل انتظامیہ کے ساتھ کام کرنے والے سول یا عسکری ملازمین اور این جی اوز کے تمام کارکنوں کے لیے عام معافی کا اعلان ہے۔

لوٹ مار اور بدامنی کی خبریں دشمن کا جھوٹا پروپیگنڈا ہے۔ عوام مجاہدین کی آمد پر بہت مطمئن اور خوش ہیں جس کا ثبوت ان کی جانب سے مجاہدین کا بھرپور استقبال ہے ۔ مجاہدین کی جانب سے تمام اداروں میں کام کرنے والے لوگوں کو بھرپور اعتماد دلایا گیا ہے کہ اپنی پوری توجہ کام پر رکھیں، ان کو تحفظ دینا امارت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔

فتح برقرار رہی تو امن وامان کے ساتھ ساتھ بہت جلد یہاں ترقیاتی کاموں کا آغاز کریں گے انشاء اللہ۔

قندوز کے عسکری کمیشن کے مسئول مولوی رحمت اللہ صاحب سے خصوصی گفتگو

انٹرویو: ابو عابد

نوٹ: الامارہ ویب سائٹ نے اس سے قبل ماہانہ انٹرویوز کے سلسلے میں قندوز کے عسکری کمیشن کے رکن مولوی رحمت اللہ صاحب سے قندوز کی صورتحال کے حوالے سے گفتگو کی تھی جو ماہنامہ شریعت کے اس شمارے میں شامل اشاعت کی جارہی تھی قندوز کی فتح کے بعد ادارے نے ان سے خصوصی رابطہ کیا اور قندوز کی تازہ ترین صورتحال پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ تازہ ترین صورتحال پر گفتگو ضمیمہ کے عنوان سے انٹرویو کا حصہ بنادیا گیا ہے۔ اب قارئین فتح سے پہلے اور فتح کے بعد کے حالات پر ان کی تفصیلی گفتگو یہاں پڑھ سکتے ہیں۔ ادارہ ماہنامہ شریعت

محترم قارئین

صوبہ کندز افغانستان کے شمال میں واقع ہے جس کے مشرق میں تخار، جنوب میں بغلان، مغرب میں بلخ اور شمال میں ہمسایہ ملک تاجکستان واقع ہے۔ 8040 مربع کلو میٹر پر پھیلے اس علاقے کی آبادی ایک آخری سروے کے مطابق 8 لاکھ افراد پر مشتمل تھی۔

صوبہ کندز مرکزی شہر امام صاحب سمیت چھ اضلاع چاردرہ، قلعہ زال، علی آباد، خان آباد اور دشتِ ارچی پر مشتمل ہے۔ کندز کے باسی پشتون، تاجک، ازبک، ترکمن، عرب، ایماق اور ہزارہ افغان قبائل ہیں۔ صوبہ کندز کا مرکز {کندز شہر} مزار شریف کے بعد افغانستان کا دوسرا بڑا شہر ہے۔

رواں سال عزم آپریشن کے سلسلے میں صوبہ کندز میں دوسرے صوبوں کی نسبت مجاہدین کو انتہائی اہم کامیابیاں ملی ہیں جہاں مجاہدین نے صوبے کے اہم اضلاع فتح کر لئے ہیں اور دشمن کو پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے۔ ان فتوحات کے بارے میں ہم نے اس صوبے کے ایک مسئول مجاہد سے تفصیلی گفتگو کی ہے جو نذرِ قارئین ہے۔

سوال: سب سے پہلے شریعت کے قارئین کو اپنا تعارف کرائیں۔

جواب: میرا نام مولوی رحمت اللہ ہے امارت اسلامی افغانستان کی تشکیلات میں صوبہ کندز کی فوجی کمیشن کے مسئول کے طور پر جہادی خدمت کی انجام دہی میں مصروف ہوں۔

سوال: رواں سال مجاہدین نے کندز میں بڑی فتوحات حاصل کی ہیں اور بہت سے علاقے مجاہدین کے قبضے میں آگئے ہیں اس بارے میں ہمارے قارئین کو کچھ معلومات دیں۔

جواب: عزم آپریشن کے دوران اس سال چار علاقوں میں مجاہدین کو بڑی فتوحات ملی ہیں، جن میں اس صوبے کے مرکز سے ملحق گورتیپے کا علاقہ، تولکہ اور شرکت نامی علاقے مجاہدین نے فتح کر لئے ہیں۔ دو اضلاع دشتِ ارچی اور چہار درہ مکمل طور پر طالبان کے قبضے میں آگئے ہیں، ضلع امام صاحب میں بھی وسیع علاقوں پر طالبان کا کنٹرول ہے۔

۶ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ کو مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے کندز کے مرکز سے ملحقہ سب سے اہم اور گنجان آباد علاقہ "گورتیپہ" مکمل طور پر فتح کیا اور دشمن کو اس

علاقے سے دم دبا کر بھاگنے پر مجبور کیا۔

گورتیپہ میں دشمن کے 21 چیک پوسٹ مکمل طور پر فتح، 4 ٹینک ایک رینجر گاڑی، ایک کرولا کار 100 عدد سے زیادہ چھوٹے اور بڑے ہتھیار، ہزاروں کلاشنکوف کی گولیاں اور مختلف النوع اشیاء غنیمت کے طور مجاہدین کے ہاتھ لگیں۔

اس کاروائی میں دشمن کے درجنوں فوجی، پولیس اور قومی ملیشیاء کے اہلکار ہلاک ہوئے جن میں اہم کمانڈرز بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ دشمن کے 55 اہلکاروں کو بھی کو طالبان نے گرفتار لیا۔

سوال: جزاک اللہ خیرا۔۔۔ گورتیپہ کی فتح واقعی ایک عظیم فتح تھی کیونکہ اس وقت میڈیا پر بھی یہ شور سنائی دینے لگا کہ مجاہدین صوبے کے مرکز سے صرف چار کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں جس سے دشمن کو اوسان خطا ہو گئے لیکن اس فتح کے بعد چہار درہ اور دشتِ ارچی میں قابلِ ذکر فتوحات دیکھنے میں آئیں، ان دونوں فتوحات کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

جواب: دیکھیں گورتیپے کی سقوط کے بعد دشمن کے اہلکار گھبرا گئے، مجاہدین نے ان کی بزدلی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کندز کے اہم ضلع چہار درہ پر آپریشن کا آغاز کیا، اور رمضان المبارک کی تیسری تاریخ تک مجاہدین نے ضلع چہار درہ کا مرکز اور اس کے ارد گرد 12 چیک پوسٹ مکمل طور پر فتح کر لئے۔ اس طرح یہ اہم ضلع بھی مجاہدین کے قبضے میں آ گیا۔

چہار درہ کے آپریشن میں دشمن کے 24 پولیس اہلکار ہلاک اور 19 زخمی ہوئے جبکہ 25 اہلکار طالبان کے ہاتھوں زندہ گرفتار ہوئے۔

اس جھڑپ میں بھاری تعداد میں غنائم جن میں 4 ٹینک، 4 رینجر گاڑیاں، درجنوں کی تعداد میں چھوٹے اور بڑے ہتھیار، ایک بڑی بکتر بند گاڑی جو اسلحے سے بھری ہوئی تھی مجاہدین کے ہاتھ آئیں اور اس طویل جھڑپ کے نتیجے میں 2 مجاہدین شہادت کے بلند مقام پر فائز ہوئے۔ جبکہ 4 مجاہدین زخمی بھی ہوئے۔

چہار درہ کی فتح کے دو دن بعد رمضان المبارک کی پانچویں رات کو امارت اسلامی کے مجاہدین نے ایک بڑے آپریشن کے نتیجے میں کندز کا ایک اور وسیع علاقہ ضلع دشتِ ارچی میں دشمن کے 14 چیک پوسٹ فتح کر کے یہ ضلع بھی فتح کر لیا۔

دشتِ ارچی کے آپریشن میں جہاں دشمن کے درجنوں اہلکار واصلِ جہنم ہوئے وہاں مجاہدین نے دشمن سے 8 ٹینک، 12 رینجر گاڑیاں، 3 کرولا کار، 130 ہلکے اور بھاری ہتھیار اور بڑی مقدار میں جنگی ساز و سامان بھی غنیمت کے طور پر حاصل کیا۔ واضح رہے کہ دشتِ ارچی کے آپریشن میں 2 مجاہدین شہید اور 6 زخمی ہوئے۔

سوال: دشتِ ارچی اور چہادرہ کے اضلاع جنگی نقطہ نظر سے کتنی اہمیت کے حامل ہیں۔ اور کیا آپ اسے دشمن کیلئے ایک بڑی شکست سمجھتے ہیں؟

جواب: چہار درہ انتہائی اہمیت کا حامل علاقہ ہے کیونکہ ایک تو یہ علاقہ کندز کا ایک گنجان آباد علاقہ ہے، جو بڑی تعداد میں دیہات پر مشتمل ہے اور یہاں سے مجاہدین مختلف جہادی خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ دوسری یہ کہ یہ علاقہ کندز مرکز کے بہت قریب واقع ہے اور یہاں سے مجاہدین کندز کے مرکز، کندز کا ہوائی اڈہ جو شمالی افغانستان میں دشمن کا ایک اہم ہوائی اڈہ ہے اور دشمن کے متعدد اہم مراکز کو آسانی سے نشانہ بنا سکتے ہیں۔

مختصر یہ کہ جب تک چہار درہ اور کندز کے دوسرے مفتوحہ علاقے مجاہدین کے قبضے میں ہوں دشمن صوبے کے مرکز میں غیر محفوظ ہے اور انشاء اللہ انہی مفتوحہ علاقوں سے استفادہ کرتے ہوئے مجاہدین صوبہ کندز کا مرکز بھی کٹھ پتلی حکومت سے چھین لیں گے۔

اسی طرح دشتِ ارچی اور امام صاحب کے اضلاع جن کے اکثر علاقے فتح ہو چکے ہیں کندز کے بڑے اور وسیع علاقے ہیں اور ان علاقوں کی فتح ملک کی آزادی اور شر و فساد کے خاتمے کے مشن کیلئے ایک اہم کامیابی ہے۔

سوال: حالیہ فتوحات کو دیکھتے ہوئے صوبہ کندز میں مجاہدین اور دشمن کے تسلط کا موازنہ آپ کیسے کریں گے؟ موجودہ حالات میں مجموعی طور پر کس کا پلڑا بھاری ہے؟

جواب: کندز کے دو اہم اضلاع جیسا پہلے بتا چکا ہوں مفتوحہ علاقے ہیں دوسرے اضلاع میں ضلع امام صاحب کا 90 فیصد علاقہ مجاہدین کے قبضے میں ہے صرف ایک بڑا ہوائی بیس جس میں سینکڑوں فوجی تعینات ہیں فتح نہیں ہوا، اگر یہ مرکز فتح ہو جائے تو ضلعی مرکز آسانی سے مجاہدین کے قبضے میں آ سکتا ہے۔

ضلع خان آباد کا 70 فیصد علاقہ مجاہدین کے کنٹرول میں ہے۔ علی آباد میں صرف اس سڑک پر دشمن کے چیک پوسٹ موجود ہیں جو کندز سے بغلان کی طرف جاتی ہے اور اس صوبے کو دارالحکومت کابل سے ملاتی ہے اس کے علاوہ یہ علاقہ مکمل طور پر آزاد ہے۔ اور مجاہدین آزادانہ طور پر بغلان کے "شہر کہنہ" سے علی آباد اور چہار درہ تک سفر کر سکتے ہیں۔ صوبہ کندز کے مرکز میں بھی شہر کے علاوہ بہت سے علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں یہاں تک کے مجاہدین شہر تک بھی پہنچ گئے ہیں۔ کندز میں فی الحال دو علاقوں میں دشمن کا کچھ اثر رسوخ نظر آتا ہے، جو ضلع قلعہ زال کے کچھ علاقے اور دوسری ضلع خان آباد کا علاقہ اختاش ہے جہاں کچھ قومی ملیشیاء کے ارکان موجود ہیں۔ اس کے علاوہ الحمد اللہ پورے کندز سے دشمن کا صفایا ہو چکا ہے اور مستقبل میں ان شاء اللہ ہم مزید فتوحات کی خوشخبری دیں گے۔

سوال: جو علاقے مجاہدین نے فتح کئے ہیں کیا دشمن نے اس کے دوبارہ حصول کی کوشش نہیں کی؟ اور اگر کی ہے تو نتیجہ کیا نکلا؟

جواب: دشمن نے مذکورہ علاقوں کے حصول کی متعدد بار کوشش کی ہے لیکن

کامیاب نہیں ہوا۔ اصل میں مجاہدین کی کامیابی کا ایک راز یہ بھی ہے کہ لوگوں کا حکومت سے اعتماد اٹھ گیا تھا۔ اب لوگوں کو نہ حکومت کا خوف ہے اور نہ حکومت کے ساتھ کسی قسم کے تعاون کیلئے تیار ہوتے ہیں۔ بلکہ عوام حکومت کے خلاف مجاہدین کا ساتھ دے رہے ہیں ایسے وقت میں جب ساری عوام مقابلے کیلئے اٹھ کھڑی ہو پھر حکومت کیلئے ان علاقوں پر قبضہ کرنا محال ہے۔

کندز شہر کے قریب "توکلی، شرکت اور چہار درہ" کے علاقے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ دشمن نے ان کے حصول کیلئے بہت کوششیں کیں۔ ملکی اہلکاروں کی حوصلہ افزائی کیلئے کندز ہوائی اڈے تک جرمنی کے سفیر بھی آئے۔ قومی ملیشیاء کے اہلکاروں کو لاکھوں روپے صرف اس مشن کیلئے دیئے تاکہ وہ ان علاقوں پر دوبارہ اپنا قبضہ بر قرار رکھ سکیں۔ اس مقصد کیلئے قومی ملیشیاء کے اہلکاروں اور پولیس نے مل کر کئی آپریشن کئے لیکن ہر مرتبہ بھاری جانی اور مالی نقصانات اٹھانے کے بعد شکست ان کا مقدر بنی اور کوئی کامیابی انہیں حاصل نہیں ہوئی۔

سوال: آخری سوال یہ ہے کہ مفتوحہ علاقوں میں حالات کیسے ہیں؟ کیا مجاہدین نے اس علاقے کے بنیادی مسائل حل کرنے کی صلاحیت حاصل کرلی ہے؟

جواب: جی ہاں۔۔ الحمدللہ مفتوحہ علاقوں میں حالات معمول پر آگئے ہیں لوگوں نے سکھ کا سانس لیا ہے۔ علاقے میں بنیادی خدمات جیسے عدلیہ، تعلیم، صحت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے شعبے اپنی خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ مجاہدین نے علاقے کی ترقی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے متعدد پراجیکٹ پر کام کا آغاز کر دیا ہے۔ اسی طرح کندز میں جہادی تربیت کے کام پر بھی خاص توجہ دی جارہی ہے اور یہ کام بھی احسن طریقے سے جاری ہے۔ وہاں مجاہدین نے منظم معسکر آباد کئے ہوئے ہیں۔ اور مجاہدین کو مختلف دوروں کے تحت جنگی اور تربیتی نصاب پڑھایا جاتا ہے، اسی طرح صحت کے شعبے میں بھی قابلِ ذکر کام ہوا ہے۔ اور الحمدللہ کندز کے مجاہدین اب اس میدان میں خود کفیل ہو چکے ہیں۔ مجاہدین اپنے زخمیوں کا علاج اب اپنے ہی علاقوں میں کرتے ہیں اور یہاں ہر قسم کے علاج و معالجے اور آپریشن کی سہولیات موجود ہیں۔ عصری تعلیم کیلئے سکول و مکتب کے کام اچھے اور منظم انداز میں جاری ہیں۔ سکولوں اور کالجوں میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کے ساتھ دینی مدارس میں بھی دینی علوم سیکھنے کا عمل جاری ہے۔ مجاہدین نے رواں سال عُشر کا ایک حصہ دینی مدارس کی بہتری اور نئے مدارس کے قیام کیلئے مختص کیا ہے تاکہ اس شعبے میں تعلیم کا سلسلہ مزید بہتر انداز میں جاری رہے۔

ضمیمہ

سوال: طالبان نے رواں ہفتے میں اپنی ایک بے مثال کارروائی میں ایک دن کی لڑائی کے بعد قندوز فتح کرڈالا اس حوالے سے کچھ روشنی ڈالیں۔

جواب: جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہمارے مجاہدین تقریبا چند ماہ پہلے ہی کچھ علاقے فتح کرکے قندوز شہر کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ہم اس وقت بھی قندوز شہر میں داخل ہوسکتے تھے۔ ہم شہر سے صرف چار کلومیٹر کے فاصلے پر تھے۔ مگر اس وقت ہماری قیادت نے ہمیں شہر کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ اس بار ہم نے قیادت کو اطمینان دلایا کہ اللہ جل جلالہ کی نصرت سے ہم شہر فتح کرسکتے ہیں اس لیے قیادت نے قندوز پر آپریشن کی اجازت دے دی۔

سوال: مولوی صاحب اس جنگ میں آپ کے نقصانات کتنے رہے اور دشمن کو کتنا نقصان ہوا۔ غنیمت کے حوالے سے بھی کچھ بتادیں۔

جواب: اس دن الحمدللہ ہمارے صرف دو افراد شہید ہوگئے۔ کچھ دیگر زخمی ہوگئے۔ اور اس کے بعد اگلے روز امریکی طیاروں نے بمباری کی جس میں 5 مجاہدین شہید اور 7 زخمی ہوگئے۔ ان تین دنوں کے لڑائی میں دشمن کے 80 کے قریب فوجی مارے گئے ہیں۔ رہی بات مال غنیمت کی تو ہم نے پورا صوبہ فتح کیا ہے۔ ماشاء اللہ سب کچھ بھرپور حد تک موجود ہے۔ 140 کے قریب لینجر گاڑیاں اور کئی بکتر بند گاڑیاں اور ٹینک اور چھوٹی گاڑیاں ہاتھ آگئی ہیں۔ چھوٹی گولیاں اور اسلحہ تو اتنا زیادہ ہے کہ دو سال تک ہمارے کام آسکتا ہے۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ قندوز میں طالبان کے داخلے کے بعد وہاں کچھ بدامنی ہوئی اور کچھ صرافوں یا بینکوں کو لوٹا گیا ہے۔

جواب: اس بات کی کوئی حقیقت نہیں۔ کابل انتظامیہ کے پاس اب پروپیگنڈے کے سوا کچھ رہا ہی نہیں۔ ہم نے پہلے ہی روز شہر کے تحفظ کے لیے مجاہدین کا ایک گروپ متعین کیا تھا۔ لوگوں کا ایک روپیہ بھی ادھر ادھر نہیں ہوا۔ ہمارے اس بات کا ثبوت قندوز کی جانب سے رکن پارلیمنٹ انجینیئر کمال کی وہ گفتگو بھی ہے جو انہوں نے پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کی۔ انہوں نے پوری وضاحت کے ساتھ کہا کہ میں قندوز کے نمائندہ کی حیثیت سے ہر طرح کے لوٹ مار کی تردید کرتا ہوں۔ طالبان کے لیے عوام کے دلوں میں ہمدردی ہے۔ ان کی ویڈیو سوشل میڈیا پر عام گردش کررہی ہے۔ اس حوالے سے حکومت طالبان کے خلاف جھوٹ بول رہی ہے۔

سوال: قندوز میں حکومت کے سابق ملازمین، نیشنل آرمی کے اہلکاروں اور این جی اوز کے کارکنوں کے ساتھ آپ کا سلوک کیا ہوگا؟

جواب: اس حوالے سے امارت اسلامیہ کے امیر ملا اختر محمد منصور صاحب کا پیغام بھی آچکا ہے۔ انہوں نے اس شرط پر کہ دوبارہ کابل انتظامیہ کے ساتھ کام نہیں کریں گے سب کے لیے عام معافی کا اعلان کر دیا ہے۔ ہماری طرف سے بھی ان سب کے لیے معافی کا اعلان ہے۔ آجائیں ہمارے شانہ بشانہ وطن کے دفاع اور آزادی کے لیے ہمارے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔ ہم نے کبھی انتقامی جذبہ سے کام نہیں لیا۔ ہمارا جہاد

صرف اور صرف اللہ تعالی کے دین کی سربلندی اور وطن کے دفاع کے لیے ہے۔

سوال: طالبان کی آمد پر عوام کا رد عمل کیا تھا؟ انہوں نے طالبان کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟

جواب: مجاہدین کی آمد پر عوام انتہائی مطمئن اور خوش نظر آرہے تھے جس کا ثبوت ان کی جانب سے مجاہدین کا بھرپور والہانہ استقبال ہے۔ یہ میرا دعوی نہیں ہے سوشل میڈیا تک تو آج کل ہر شخص کی رسائی ہے یہ چیزیں ہر وہ شخص جانتا ہے جو کسی نہ کسی حد تک میڈیا سے وابستہ ہے۔ مجاہدین اور عوام آپس میں گھل مل گئے۔ آپس میں کوئی فاصلہ اور دوری نہیں رہی۔ ہنستے مسکراتے رہے اور خوشی سے تکبیر کے نعرے لگاتے رہے۔ قندوز کے عام نوجوان، طالبان مجاہدین کی باہوں میں باہیں ڈالیں ان کے ساتھ محو گفتگو نظر آئے۔ یہ منظر ہمارے بہت اطمینان اور خوشی کا باعث تھا۔ ہر مجاہد نوجوانوں اور بڑے بوڑھوں کی محبت پر خوشی سے سرشار نظر آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اپنے عوام کی مجاہدین سے محبت پر میں آبدیدہ ہو گیا۔

سوال: رفاہی اداروں کے کارکنوں اور ملازمین سے مجاہدین کا رویہ کیسا رہا؟

جواب: رفاہی ادارے یعنی ہسپتالوں وغیرہ میں تو مجاہدین نے جاتے ہی سب کو اپنا اعتماد دلایا۔ وہاں کے ڈاکٹروں اور ملازمین سے کھل کے گفتگو کی اور انہیں اطمینان دلایا کہ ان کا تحفظ ہماری ذمہ داری ہے۔ وہ اپنا کام ہر حال میں جاری رکھیں۔ ہسپتال میں موجود مریضوں کی عیادت کی اور وہاں موجود مریضوں سے حسب استطاعت مالی تعاون بھی کیا۔

سوال: چار دن سے قندوز پر طالبان کا قبضہ ختم نہیں ہوا۔ آگے کس حد تک آپ کو یقین ہے کہ یہ قبضہ برقرار رہے گا؟

جواب: ہم نے گذشتہ تین دن سے دشمن کی بہت سی فوج کو پسپا کیا ہے۔ کابل سے آنے والی فوج کو ہم نے بغلان ہی میں گھیر کر مارا اور پسپا کر دیا۔ امریکی طیاروں کی بمباری سے بھی دشمن اپنی کوشش میں ناکام رہا۔ اس دوران کابل انتظامیہ اور بذات خود اشرف غنی نے دعوی کیا کہ انہوں قندوز پر سے قبضہ چھڑا لیا ہے تو وہ سب جھوٹ ثابت ہو چکا ہے۔ آگے کا علم تو اللہ کو ہے کہ ہم کب تک یہاں قبضہ برقرار رکھیں گے۔ جنگوں میں الٹ پھیر ہوتی رہتی ہے۔ قندوز کی فتح سے ہم نے چار اہداف حاصل کر لیے ہیں:

1۔ کابل انتظامیہ، امریکا اور پوری دنیا کو معلوم ہو جائے کہ طالبان اب اتنے مضبوط ہو چکے ہیں کہ وہ کبھی بھی پورا ایک صوبہ فتح کر سکتے ہیں۔ اور کابل انتظامیہ کا مورال نیچے آکر آخری انتہاؤں کو چھو رہا ہے۔

2۔ یہاں کی جیل میں موجود سینکڑوں مجاہدین کی رہائی ایک بڑا مقصد تھا جو پورا ہو چکا۔

3۔ بڑے پیمانے پر اسلحہ، گاڑیاں، خصوصا بکتر بند گاڑیاں اور ٹینکوں کا مال غنیمت میں حصول، جس سے آگے اور بہت سے علاقے فتح کیے جاسکتے ہیں۔

4۔ لوگوں کے درمیان سے دشمن کے پروپیگنڈے سے پیدا کردہ اس خوف کا خاتمہ کرنا کہ اگر طالبان دوبارہ آگئے تو ان کا عوام کے ساتھ سلوک کیا ہوگا۔ ان کے جان و مال کو تحفظ ملے گا یا نہیں۔ وہ بھی الحمدللہ پورا ہو چکا۔

سوال: قندوز کی فتح پر کیا پیغام دینا چاہتے ہیں عوام، مجاہدین یا عام مسلمانوں کو؟

جواب: تمام مسلمانوں کے لیے میرا پیغام ہے کہ آج الحمدللہ مجاہدین نے ثابت کر دیا ہے کہ ہم اپنے وطن کی مکمل آزادی تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اس راہ میں جو تکلیفیں ہم پر گذریں سو گذر گئیں اس پر ہم اللہ تعالی سے اجر کے خواستگار ہیں۔ ابھی جب منزل قریب تر ہے تو دشمن میڈیا کی دو چار خبریں پڑھ کر مجاہدین کی مخالفت نہ کرنے لگو۔ امارت اسلامیہ افغانستان نے شروع دن سے اپنے وطن کی آزادی اور اسلام کی سربلندی کے لیے قدم اٹھایا تھا آج بھی اسی عزم پر قائم ہے۔ اپنی ہمدردیاں اور وفاداریاں مجاہدین کے ساتھ رکھو۔

افغان عوام کے لیے پیغام ہے کہ آپ کو دنیا میں حریت پسند، باعزت اور آزاد و خود مختار اقوام کی صف میں جگہ دلانے کے لیے امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے اپنی قیمتی جانیں قربان کیں۔ آج بھی آپ کا تحفظ اور باعزت زندگی گذارنے کا حق دلانا امارت اسلامیہ اپنا فریضہ سمجھتی ہے۔ قندوز میں جس طرح عوام نے مجاہدین کا حسن سلوک دیکھ کر ان کا استقبال کیا ہے آپ بھی دشمن کے پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں بلکہ آگے بڑھ کر مجاہدین کا ساتھ دیں۔ اب بہت ہو چکا۔ یہ ملک مزید تباہیاں سہنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اپنے وطن کو غیروں کے غلاموں کی غلامی سے نجات دلا کر خود اس کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیں۔

مجاہدین کے لیے پیغام یہ ہے کہ عوام سے دلی محبت رکھو۔ اس قوم نے جہاد کی محبت میں بہت دکھ اٹھائے ہیں۔ یہ نہتے لوگ دشمن کے خوف سے اظہار نہیں کر پاتے ورنہ قندوز کی طرح ہر جگہ عوام مجاہدین کے لیے نگاہیں فرش راہ کیے ہوئے ہیں۔ جہاد کی راہ میں تکالیف کو عوام پر احسان نہ سمجھو بلکہ اس پر اللہ سے خصوصی اجر طلب کرو۔ دشمن کے اہلکاروں کو بھی جہاں تک ہو سکے معاف کرو اور احسان کرکے انہیں امارت اسلامیہ کا تابع فرمان بناو۔ کبھی بھی شدت سے کام نہ لو کیوں کہ شدت بغاوت کو جنم دیتی ہے۔ انسان احسان کا غلام ہوتا ہے۔ اللہ تعالی تمھاری سعی قبول فرمائے۔

– مولوی صاحب بہت شکریہ

– آپ کا بھی بہت بہت شکریہ

جس کی زندگی اور موت وحدت کا پیغام تھی

شاھد غزنیوال

ہم ملا محمد عمر مجاہد کو پندرہویں صدی ہجری کا مجدد بھی کہہ سکتے ہیں۔ وہ دیگر خصوصیات کے علاوہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد کی ایک علامت سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے طالبان تحریک کی تاسیس کر کے افغان عوام کے اتحاد کا نعرہ بلند کیا۔ تنظیمی اور جماعتی تفرقہ بازیوں کو غلط کہا اور انہیں ختم کرنے کی کوشش۔ جب افغان عوام نے اسلامی جہاد کی برکت سے سوویت یونین کی جارحیت سے تازہ آزادی حاصل کی تھی تو وہ غیر ارادی طور پر خانہ جنگی کا شکار ہو گئے تھے۔ اللہ تعالی کے سوا کسی سے یہ امید نہیں تھی کہ تباہ حال افغان عوام کو ان خون ریز جنگوں اور آپس کے اختلافات سے نجات دلائے اور شر سے ان کی حفاظت کرے۔

جب یک قطبی دنیا افغانستان کی تقسیم کی سازشیں تیار کر رہی تھی، ملا محمد عمر مجاہد نے افغانستان کے جنوب مغربی علاقے قندھار میں طالبان کے نام سے اسلامی تحریک کی بنیاد رکھ رہے تھے۔ انہوں نے اللہ تعالی کی نصرت اور پھر اپنے خصوصی اخلاص اور مضبوط عزم کے ذریعے افغانستان کی تقسیم کے حوالے سے تمام منصوبے خاک میں ملا دیے۔ انہوں نے لاقانونیت اور جنگوں کا خاتمہ کیا اور بہت کم وقت میں افغانستان کی 95 فیصد سرزمین پر شریعت کے زیر سایہ اعتماد اور امن قائم کیا۔ امیر المؤمنین رحمہ اللہ کے کارناموں کا احاطہ طوالت کے باعث ممکن نہیں۔ کیوں کہ ان کی شروع کردہ تحریک کی خصوصیت صرف امن کا قیام نہیں، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ شرعی احکام کا نفاذ، ملک کے تمام قضاۃ، مقننہ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں میں مطلوبہ اصلاحات کا قیام... شرعی حدود کے نفاذ کے ساتھ ساتھ دنیا کے کمزور مسلمانوں کا دفاع اور مظلوم لوگوں کو اپنی حکومت کے زیر سایہ میں پناہ عطا کرنا... یہ ان کی تحریک کی اہم خصوصیات تھیں۔

امیر المؤمنین مرحوم کی شخصیت ان تمام صفات کی جامع تھی، جو ایک مسلمان قائد میں ہونی چاہیے تھیں۔ تقوی، تواضع، خود فراموشی، ایثار اور ہمدردی ان کی زندگی کی اہم خصوصیات تھیں۔ ان کے دور حکومت میں مسلمانوں کی عالمی سطح پر افغانستان میں واحد ایسی حکومت تھی، جس نے دنیا کی ظالمانہ قوتوں کے حکم کے مقابلے میں حرف انکار کہتے ہوئے اسلامی نخوت اور سربلندی کی مثال قائم کی۔ ان فاتحانہ قیادت کے دوران پہلی بار نصرانیت کے پادریوں کو ارتدادی دعوت کے جرم میں گرفتار کیا گیا اور جیلوں میں ڈال کر انہیں شرعی عدالت میں اپنے ناجائز اعمال کے ارتکاب پر سزا دی گئی۔ ان کے دور حکومت میں شرعی حدود نافذ ہوئیں اور مسلمانوں نے معاشرے میں حدود کے نفاذ کے مثبت اثرات دیکھے۔ بالآخر ان کی شرعی حکومت کے دوران ملک میں علی الاعلان شرک، بدعت اور دیگر منکرات کے خلاف حکومتی سطح پر کوششیں شروع کیں۔

واقعتا امیر المؤمنین کی قیادت میں امارت اسلامیہ کے 7 سالہ دورِ حکومت میں سخت حالات اور اقتصادی بحرانوں کے دوران زندگی کے مختلف شعبوں میں توقع سے بڑھ کر کام ہوا۔ انتظامی اصلاحات سے لے کر قضاۃ اور عدلیہ، ثقافتی، اقتصادی اور تعلیمی تبدیلیوں تک کے نظام کے تمام شعبوں میں مطلوبہ اصلاحات لائی گئیں۔ عمرانی شعبے میں بہت سے نامساعد اقتصادی حالات میں بہت پیش قدمی ہوئی۔ حکومتی اداروں کی دوبارہ فعالیت میں اتنا کام ہوا کہ ملک کے بہت سے دور دراز علاقوں میں تمام حکومتی نظم ونسق 'ضلع بندی' اور علاقہ داری مکمل طور پر فعال ہوئی۔ افغانستان کی گزشتہ 276 سالہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ باوجود اس کے کہ امارت اسلامیہ کے سات سالہ حکومت میں ایک دن بھی جنگ کے بغیر نہیں گزرا، مگر جنگ کے محاذوں سے ذرا پیچھے کسی بھی علاقے میں امن وامان کی صورت حال انتہائی مثالی رہی اور ہر طرح کی بدنظمی کا خاتمہ رہا۔ ایک طاقت ور مسلمان قائد کی حیثیت سے ملا محمد مجاہد رحمہ اللہ کی زندگی اور اسلامی حکومت میں کچھ ایسی خصوصیات تھیں، جو تبع تابعین کے دور سے کسی اور مسلمان حکمران کے دور میں نہیں دیکھی گئیں۔ ان خصوصیات میں سے ایک اہم بھی ہے کہ ملا محمد عمر مجاہد کو عالمی سطح پر جہادی صف کے رہنماؤں نے تسلیم کیا ہے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ جو صلیبی اتحاد ملا محمد عمر مجاہد کے حکومت کے خاتمے کے لیے امریکا کی قیادت میں تشکیل دیا گیا تھا، غزوہ احزاب کے بعد کسی اسلامی ملک یا قیادت کے خلاف اتنا بڑا کفریہ اتحاد تشکیل نہیں دیا گیا۔ مگر ملا محمد عمر مجاہد نہ اس کے

زور سے ڈرے اور نہ اپنے مؤقف سے دست بردار ہوئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق:

"الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ" (۱۷۳)

اپنے اسلامی مؤقف پر ثابت قدم رہتے ہوئے تمام صلیبیوں سے مقابلہ شروع کر دیا۔ انہیں اس جنگ میں اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اپنی کامیابی کا پورا یقین تھا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ وہ جابر قوت ملا محمد عمر مجاہد کے نہتے مجاہدین کی قربانیوں اور سرفروشیوں سے شکست کھا کر ناکام اور شرمندہ ہوئیں۔

ملا محمد عمر مجاہد کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ مجاہدین ان کی زندگی میں ایسے ہی متحد اور منظم رہے۔ باوجود اس کے کہ دشمن نے انہیں الگ کرنے کے لیے بہت کوششیں کیں۔ مگر اللہ رب العزت کے فضل اور ان کی پُرحکمت قیادت کی برکت سے دشمن کی یہ تمام کوششیں ناکام ہوگئیں۔ سب سے اہم خصوصیت یہ کہ جیسے ان کی زندگی مسلمانوں کے لیے اتحاد اور یگانگت کی علامت تھی، ان کی وفات بھی تمام مسلمانوں کے لیے اتفاق اور وحدت کا پیغام چھوڑ گئی۔

ملا محمد عمر مجاہد کی وفات پر دنیا کے تمام مسلمانوں اور جہادی تنظیموں کے رہنماؤں نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور امارت اسلامیہ کے ساتھ ہمدردی اور غم میں شرکت کا اظہار کیا۔ ان متاثرین میں ایسے افراد بھی تھے، جو ملا محمد عمر مجاہد کے ساتھ ان کی زندگی میں ان کی بعض پالیسیوں کے مخالف رہے۔ مگر وفات کے موقع پر انہوں نے اپنے تمام فکری اختلافات پس پشت ڈال دیے اور ان کی وفات کو اسلامی دنیا کے لیے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ خلاصہ یہ کہ ملا محمد مجاہد مرحوم امت مسلمہ کے ایک ہمدرد قائد تھے، جن کی زندگی بھی مسلمانوں کے لیے باعث فخر اور وفات بھی ان کے اتحاد کا باعث بنی۔ آج اسلامی دنیا کو ایسے قائد کی ضرورت ہے، جو اس کی منتشر قوت کو ایک قیادت کے تحت جمع کرے اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت اور طاقت پھر سے حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ پر رحمتیں نازل فرمائے۔ ان کے اخلاص، صداقت اور اسلام سے وفاداری کی برکت سے اسلامی دنیا کو دشمنوں کی سازشوں اور مکروفریب سے محفوظ فرمائے۔

آمین یارب العالمین

★ ★ ★

امت سوگوار ہے

قاری حبیب

غزہ سے برونائی تک... مراکش سے انڈونیشیا تک... قفقاز سے کاشغر تک اور شام سے قندھار تک... آج امت مسلمہ ایک مشترکہ کرب میں مبتلا ہے۔ فیس بک اور ٹوئٹر استعمال کرنے والے احباب شدت غم سے پریشان دکھائی دیتے ہیں۔ چہار دانگ عالم میں غم اپنا چھایا ہوا ہے۔ ہر دل غمگین ہے۔ تعزیتی پیغامات موصول ہو رہے ہیں اور چاروں طرف دعاؤں کا اہتمام کیا جارہا ہے۔ اگرچہ تعزیتی پیغامات اور دعا کے الفاظ رسم الخط کے اعتبار سے مختلف ہیں، پشتو... اردو... عربی... فارسی... ترکی... انگریزی... بنگالی... ازبکی... کردی اور دیگر زبانوں کا ہے، لیکن سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔

امت مسلمہ اپنے مخلص اور محبوب رہنماء عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نور اللہ مرقدہ کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کر رہی ہے۔ امت کا درد اسی غم کے لیے وقف ہے۔ آج عرب نژاد افغانی، ازبک اور چیچن بھائیوں کے بچے اور خواتین اپنے اس محسن کی یاد میں آنسو بہا رہے ہیں۔ پریشان اور غم زدہ ہیں۔ جنہوں نے مشکل حالات میں انہیں پناہ دی تھی، انہوں نے ان مصیبت زدہ مسلمان بھائیوں کو ایسی حالت میں گلے سے لگایا، جب دنیا نے ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا۔ مشترکہ کلمے کے رشتے سے اخوت کا حق ادا کر دیا۔ اپنی حکومت سمیت سب کچھ قربان کر دیا۔

آج جمعہ کے روز میں یہ لکھنے بیٹھا ہوں تو ٹوئٹر پر مختلف زبانوں میں یہ جملہ بار بار شایع ہو رہا ہے:

"#صلاۃ_الغائب_علی_الملاعمر_بعد_الجمعۃ"

جمعہ کے بعد عالمِ اسلام اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھے گا۔ قطبِ شمالی سے قطبِ جنوبی تک ملا محمد عمر مجاہد کی غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے مختلف زبانوں اور علاقوں میں ان کے لیے دعاؤں کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس عمل سے ثابت ہوتا ہے ہم ایک ہیں۔ عقیدے کی بنیاد پر ہمارا رشتہ مضبوط ہے۔ اگرچہ استعماری قوتوں نے ملکی سرحدات کے نام پر ہمیں مختلف علاقوں اور ملکوں میں تقسیم کر دیا ہے، لیکن ہماری روحوں کا رشتہ باہم مربوط اور مضبوط ہے۔

ملا محمد عمر مجاہد نور اللہ مرقدہ کے پاس جامعہ ازہر یا علی گڑھ یونیورسٹی کی ڈگری نہیں تھی۔ وہ اپنی (پشتو) زبان کے علاوہ کسی اور زبان پر عبور نہیں رکھتے تھے۔ وہ کسی سیاسی مدبر کے نام سے بھی مشہور نہیں تھے، لیکن اس کے باجود امت مسلمہ کی جانب سے وفات کے بعد انہیں جس انداز میں یاد کیا جارہا ہے اور انہیں جو مقام دیا ہے، وہ کسی کسی کے ہی نصیب میں آتا ہے۔ ثابت ہوا کہ مسلمان اب جاگ گئے ہیں۔ اب امت ہر حکمران کو کردار اور اسلام کے مقاصد کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔ اب مسلمان کسی تصنیف کو نہیں، بلکہ عملی کردار کو دیکھ رہے ہیں اور اسی کو ترجیح دے رہے ہیں۔

حق ناحق کا معیار!؟

محمد فرہاد جانباز

یہ بات کہ معاصر جہادی جماعتوں اور تنظیموں یا 'جہاد کے نام پر برسرِ پیکار' تحریکوں کے بارے میں آئے روز ایک نیا پروپیگنڈا ہوتا ہے یا کوئی نئی رائے پیدا ہوتی رہتی ہے۔ پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ جس جماعت سے کسی جہاد دوست شخص کو محبت ہو تو وہ اپنی محبت میں بے حد غلو کرتا ہے اور محبت و تعلق کی جو ایک "شرعی حد" ہوتی ہے، اس سے باہر نکل جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ اپنی محبوب جماعت کی ہر اچھائی کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور اگر اس جماعت سے کوئی غلطی سرزد یا صادر ہو جائے تو وہ اُسے جائز و ناجائز تاویلوں کے طومار باندھ کر اس کا دامن صاف کرنے کی کوشش میں اپنا وقت صَرف کرنے لگتا ہے۔ وہ اپنی پسندیدہ جماعت کی غلطیوں کو بھی گلاب بنا کر پیش کرتا ہے۔ وہ اپنی محبوب جماعت کو "سر سے لے کر پاؤں تک خیر ہی خیر" کہتا اور کہلوانا چاہتا ہے۔

اسی طرح اس کے برعکس ایک معاملہ ہے۔

اگر کسی کو کوئی جماعت کسی بھی وجہ سے راہِ راست سے بھٹکی ہوئی معلوم ہوتی ہے تو وہ مخالف شخص اُس کے خلاف ایک محاذ کھول لیتا ہے۔ جہاں وہ اپنی مخصوص دوربین سے قریب دور کے معاملات کو 'اپنی بصیرت' کی روشنی میں دیکھنے لگتا ہے۔ یوں بھی ہوتا ہے کہ وہ مخالف اپنے اختلاف میں "شرعی حد" کو روند دیتا ہے۔ اور اسی کے نتیجے میں وہ مخالف جماعت کی چھوٹی سے چھوٹی غلطی کو بھی پہاڑ بنا کر پیش کرتا ہے۔ وہ اپنے مخالف کی اچھائی کو بھی گالی بنا کر پیش کرتا ہے۔ اگر اس جماعت سے کوئی اچھائی بھی "سرزد" ہو جائے تو وہ اسے درخورِ اعتناء نہیں جانتا، صرف اس وجہ سے کہ وہ اختلاف کی حدود اور اخلاقیات کا لحاظ نہیں کر پا رہا۔ وہ اپنی مخالف جماعت کو "سر سے لے کر پاؤں تک شر ہی شر" کہتا ہے اور کہلوانا چاہتا ہے۔

ظاہر ہے یہ دونوں رویے کسی بھی طور مہذب اور حقیقت پسندانہ نہیں کہلائے جا سکتے۔ اور یہ دونوں طریقے محبت و اختلاف کے "شرعی معیار" پر بھی پورے نہیں اُترتے۔

اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ شریعت کا وہ معیار کیا ہے، جو ان دونوں مذکورہ بالا رویوں کو اعتدال سے ہٹا ہوا باور کرتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''أَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَا عَسَى أَنْ يَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَا، وَأَبْغِضْ بَغِيضَكَ هَوْنًا مَا عَسَى أَنْ يَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَا''

ترجمہ: "اپنے دوست سے اعتدال کے ساتھ دوستی نبھاؤ، شاید کسی دن وہ آپ کا دشمن بن جائے۔ اور اپنے دشمن سے اعتدال کے ساتھ دشمنی نبھاؤ، شاید کسی دن وہ آپ کا دوست بن جائے۔"

یہ اس لیے ہے کہ عدمِ اعتدال کی وجہ سے دوستی اور دشمنی میں جو ناروا شدت پائی جاتی تھی، اب وہ دشمنی یا دوستی میں بدل جائے تو سابقہ شدت پسندانہ رویہ شرمندگی کا باعث نہ بنے۔ اسی لیے ہر عمل میں اعتدال کی تلقین کی گئی ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''أَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ''

محبت اور نفرت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے!

ان دونوں حدیثوں کی روشنی میں ہمیں وہ معیار دستیاب ہو جاتا ہے، جس کی ضرورت ہے۔ یعنی کہ "اگر ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کو سامنے رکھا جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ انسان شریعت کی جانب سے ناجائز قرار دی گئی شدت کا شکار ہو سکے۔ اور نہ ہی اسے مذکورہ بالا شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان شاء اللہ!"

اس تمہید کا پسِ منظر ضرور جان لیں:

ایک دوست کے ساتھ جہادی تنظیموں میں پائی جانے والی سختی کے حوالے سے گفتگو ہو رہی تھی۔ (اگرچہ فی الواقع جہاد اور سختی کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے) جس میں دنیا کے مختلف خطوں میں برسرِ پیکار جماعتوں کی کارکردگی زیرِ بحث آئی تھی۔ جب ہماری طرف سے ایک جماعت کی جانب سے "زاید از ضرورت" سختی کے مظاہرے پر تنقیدی الفاظ کہے جا رہے تھے تو میرے محترم دوست کہنے لگے:

"جناب! آپ جس جماعت کی سختیوں کو زاید از ضرورت کہہ کر تنقید کر رہے ہیں، اگرچہ اس جماعت کا مجموعی تاثر کچھ ایسا ہی ہے، لیکن آپ اس بات کو ہرگز مت بھولیں کہ اُس میں انفرادی سطح پر مخلص افراد کی بھی ایک طویل قطار موجود ہے، جو یقیناً تنقید سے محفوظ رہنے کا بجا طور پر استحقاق رکھتی ہے۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ضرور سامنے رکھیں کہ:

'اپنے دوست سے اعتدال کے ساتھ دوستی نبھاؤ، شاید کسی دن وہ آپ کا دشمن بن جائے۔ اور اپنے دشمن سے اعتدال کے ساتھ دشمنی نبھاؤ، شاید کسی دن وہ آپ

کا دوست بن جائے۔"

ہم نے اپنے دوست کی بات پر عرض کیا کہ:

" جنابِ من! ہم آپ کی اس بات کہ "...... اس جماعت کی لارج اسکرین اور مین اسٹریم سے بھلے سے اختلاف ہو، مگر اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انفرادی سطح پر مخلصین وہاں بھی کافی ہیں......" سے اس سوچ میں پڑ گئے ہیں کہ اگر کسی آدمی کے "خیر یا شر" ہونے کا فیصلہ کیا جائے، خاص طور پر مجاہدین کے بارے میں تو اُس خیر... جس سے امت کا سوادِ اعظم مستفید ہو سکے اور اُس شر... جس سے امت کا سوادِ اعظم پناہ چاہے، کا معیار کیا ہونا چاہیے..؟ کیا اس فرد یا گروہ کا مجموعی تاثر، جسے آپ "لارج اسکرین" کہہ رہے ہیں یا ان کا انفرادی اخلاص اور انفرادی خیر، جسے آپ "انفرادی مخلصین کی موجودگی" سے تعبیر کر رہے ہیں...؟

دستیاب معلومات کی بنیاد پر جہاں تک میرا ناقص ذہن رسائی کر سکا ہے، اُس سے ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ "...... اس خیر یا شر کا فیصلہ تو یقینی طور پر مجموعی تاثر اور لارج اسکرین کو دیکھتے ہوئے ہی ہونا چاہیے۔ کیوں کہ امت کا سوادِ اعظم اس سے ہی مستفید بھی ہو رہا ہے اور اس سے ہی پناہ بھی مانگ رہا ہے۔ یعنی یہ فیصلہ کہ "یہ گروہ حق پر ہے یا باطل پر..؟" (اور یہ فیصلہ عالمِ اسلام کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے تمام تر مناسب مصلحتوں کے لحاظ کے ساتھ دوٹوک انداز میں ہونا چاہیے) لیکن اس گروہ میں "انفرادی مخلصین کی موجودگی" کو قطعاً نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بنیادی طور پر ہر انسان میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھی ہوئی ہے۔ اس لیے اِسی صلاحیت کو پیشِ نظر رکھ کر ان انفرادی مخلصین پر محنت کرنی چاہیے 'اور حق راستہ کیا ہے..؟' اُن کے سامنے اس بات کی نشان دہی "بالحکمة و الموعظة الحسنة" کی بنیاد پر کرنی چاہیے۔ یقیناً یہ عمل بہت مفید ہے۔ اور یہ بات بہت اہم ہے کہ جب ہماری طرف سے کسی جماعت یا کسی نظریے پر کوئی تنقیدی رویہ اختیار کیا جاتا ہے تو اس میں ہمیں کوئی ذاتی فائدہ یا نقصان نہیں ہے، بلکہ خالص اسلام کے "خیر خواہی کے نقطۂ نظر" سے ایسا کیا جاتا ہے۔

مَیں چاہوں گا یہاں اپنی بات کو مثال سے واضح کر سکوں۔ امارت اسلامی کے اشرف غنی حکومت کے بارے اختیار کردہ معاملے کو دیکھیں تو ہمیں اپنی یہ بات حق بہ حق نظر آتی ہے۔ کیوں کہ اگر افغان حکومت کی انفرادی کارکردگی ملاحظہ کریں تو ہمیں بہت اچھائیاں دکھائی پڑتی ہیں۔ مثلاً افغان نوجوانوں کو روزگار فراہم ہوا۔ پہلے کی بہ نسبت (جیسے بھی ہو) معیشت قدرے بہتر ہوئی ہے۔ سڑکیں تعمیر ہوئی ہیں۔ یونی ورسٹیاں، کالج اور اسکول قائم ہوئے ہیں۔ اقوام متحدہ ان کی حکومت کو تسلیم کرتی ہے۔ یعنی اس طرح انفرادی طور پر اس میں بہت اچھائیاں بھی ہیں، لیکن کیا ہے کہ افغان حکومت کا مجموعی تاثر اِن اچھائیوں کو درخورِ اعتناء نہیں سمجھنے دیتا۔ اقوامِ متحدہ سے ہٹ کر امت مسلمہ اشرف غنی کو اپنا لیڈر ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ وہ انہیں قاتل، غاصب اور ڈاکو کہتی ہے۔ وہ کفار کے ساتھ مل کر اپنے کلمہ گو بھائیوں کو بے وجہ ہی تعزیر و سلاسل کی اذیتیں دیتے ہیں۔ اسلام کی قائم حکومت یا اسے قائم کرنے والوں کے راہ کی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے پورے ملک کو کافروں کا غلام اور بھکاری بنا کر رکھ دیا ہے۔ اور اس سے بھی بنیادی بات تو یہ ہے کہ ہمیں "انفرادی مخلصین کی موجودگی" کا فائدہ بھی تو تب ہے، جب وہ ذاتی حیثیت میں آزاد اور کوئی مناسب کارکردگی دکھانے کے قابل ہوں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انفرادی مخلصین کا فائدہ اپنی جماعت کے مجموعی تاثر کا قیدی ہے۔ اب اس قیدی کی آزادی کے لیے محنت ہی کی جاسکتی ہے، ایسے "قیدی" سے عام مسلمان طبقے کو کوئی فائدہ نہیں حاصل کیا جاسکتا۔

لہٰذا یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام نے افغان حکومت کے 'خلافِ شرع' اور مبنی بر حق نہ ہونے کا فیصلہ دے رکھا ہے۔ اور یہ بات آپ کی دل چسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ "طالبان افغان حکومت کی اِس بدنام لارج اسکرین کے باوجود اس بات کی اہمیت کو اچھی طرح جانتے ہیں، جسے آپ نے "اس گروہ میں انفرادی مخلصین کی موجودگی" کہا ہے۔ اور اسی لیے انہوں نے اپنا ایک کمیشن "جلب و جذب" کے نام سے بنا کر اپنا کام شروع کر رکھا ہے۔ آپ دیکھتے ہوں کہ اکثر ایسی خبریں میڈیا کی زینت بنتی رہتی ہیں کہ "آج افغان حکومت کے اتنے فوجی طالبان سے مل گئے۔" یقیناً اس ملاپ کا سارا کریڈٹ اسی انفرادی مخلصین کی موجودگی کی اہمیت کو سمجھنے والے دماغوں کو جاتا ہے۔

اب اس تفصیل کا خلاصہ یہ نکلا کہ کسی کے بارے میں جس بھی نوعیت کا فیصلہ ہو، وہ اس کے مجموعی تاثر پر ہی ہو، لیکن اس فیصلے میں اس "تاثر" کی موجودگی ایک ناگزیر عنصر کے طور پر ظاہر و باہر ہونی چاہیے کہ "یہ فیصلہ خالص شرعی اصولوں اور اَلْحُبُّ لِلّٰہ وَالْبُغْضُ لِلّٰہ کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔" البتہ انفرادی مخلصین کی موجودگی کو اُن مخلصین کے لیے بھی مفید بنانے کے لیے حکمت و عقل مندی پر مبنی کوئی ایسی پالیسی ضرور بنانی چاہیے، جس سے وہ مخلصین خود بھی بہرہ مند ہو سکیں اور ان کے اخلاص سے امت کا سوادِ اعظم بھی مستفید ہو سکے۔

البتہ یہ بات واضح رہے کہ "محبوب سے محبت اور مبغوض (جس سے نفرت کی جاتی ہے) سے بغض ایک حد تک ہونا چاہیے۔" اس سے ذرا سا بھی انحراف، جو حدیث کے مقتضاء سے ہٹا ہوا ہو، وہ باعثِ شرمندگی ہے۔ لیکن یہ بات کہ "...... کسی سے ہمدردی اور بعد ازاں اس کی مخالفت اگر یقینی بنیادوں پر خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو...... تو اس میں انتقالِ نظریہ... "بدنام زمانہ نظریہ ضرورت"... کے تحت داخل نہ ہونے کی وجہ سے باعثِ شرمندگی نہیں ہے۔"

ملا محمد عمر مجاھد...

ہماری ذمہ داری

شہید زوی

جب سے دنیا آباد ہوئی ہے، تب سے عام لوگوں کے ساتھ ساتھ عظیم شخصیات بھی گزری ہیں۔ تاریخ نے ان کے تمام کارناموں کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو محفوظ کیا ہے، مگر ان کے کم یا زیادہ منفی پہلو بھی نہیں بھلائے۔ اسی طرح جو مشہور خون خوار اور سفاک لوگ گزرے ہیں، وہ اور ان کے تمام منفی اعمال تاریخ نے محفوظ کئے ہیں... مگر ان کی کچھ ایسی مثبت صفات بھی ہیں، جو تاریخ نے بھلائی نہیں ہیں اور یہی انصاف کا تقاضا ہے۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ ساری تاریخ مستند نہیں ہے اور نہ پوری طرح قابل اعتماد ہے۔ تاریخ نے افراد، اقوام اور ملتوں کی تعریف اور تنقیص میں انتہائی مبالغے سے کام لیا ہے۔ بہت سے مقامات پر تاریخ نگاروں نے مذہب اور ملت کے اختلاف کی بنیاد پر تعصب کا شکار ہو کر اپنے کم تر افراد اور چھوٹے کارناموں کو بھی بہت بڑے اور دیگر اقوام کی عظیم شخصیات اور کارناموں کو بھی ناقابلِ التفات قرار دیا ہے۔ اس لیے تاریخ کو اتنا بڑا مقام بھی نہیں دینا چاہیے، جتنا اسے دیا جاتا ہے... مگر ایسا بھی نہیں کہ تاریخ نگاری میں صرف مبالغہ آرائی سے کام لیا جاتا ہے۔ اس میدان میں بہت سے سچ بولنے والے بھی ہیں۔ جو ہر طرح کے تعصب سے پاک ہیں اور صرف حقائق اور سچ بولتے ہیں۔ ہم بھی ایسے لوگوں سے امید رکھتے ہیں کہ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے حوالے سے انصاف کا فیصلہ کریں گے۔ حقائق نہیں چھپائیں گے اور اپنی ذمہ داری ادا کریں گے۔ میں یہ نہیں کہتا اور نہ کوئی اور شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ تمام افغانوں کے درمیان ایسی متفقہ شخصیت تھی کہ ان کے تمام اعمال اور افعال کو لوگ مثبت سمجھیں۔ ان کی فکر، پالیسی، حکومت سازی، بیرونی اور اندرونی سیاست، پالیسی اور آئیڈیالوجی سے کوئی بھی کسی قسم کی مخالفت نہ کرے۔ وہ انسان تھے۔ ان سے سہو اور خطا کا ہونا ناممکن نہ تھا۔ انہوں نے انتہائی سخت حالات میں ملک کے سربراہ کی حیثیت سے قوم کی خدمت کی اور دو عشرے تک ایک ایسی تحریک کے سربراہ رہے... کہ چند ممالک کے علاوہ پوری دنیا ان کی مخالف تھی۔ 14 سال تاریخ کے سب سے بڑے مغربی اتحاد کے ساتھ جنگ میں گزرے۔ اس لیے ہو سکتا ہے ان کی کوئی غلطی لوگوں کو نظر آجائے اور وہ واقعتہ غلطی ہی ہو۔ ان کی اس سہو کی مخالفت کرنا معقول بات ہے۔ البتہ ان کے مثبت کارناموں کو منفی نظر سے دیکھنا، ان کی خوبیوں پر آنکھیں بند کرنا اور بڑے کارناموں کا اعتراف نہ کرنا بھی بڑی بے انصافی ہو گی۔ انصاف کا مطالبہ یہ ہے کہ تمام مثبت کاموں کو مثبت نظر سے دیکھا جائے اور ہر کارنامے کا کھلے دل سے اعتراف کیا جائے۔

جی ہاں! جیسا کہ ان کے نام کے ساتھ ملاؔ اور مجاہد کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور یہی حقیقت ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ نہ شیخ الاسلام تھے نہ علامہ اور نہ ڈاکٹر... وہ کسی یونی ورسٹی کے استاد بھی نہیں تھے۔ شیخ القرآن اور نہ شیخ الحدیث... وہ لندن گئے تھے نہ واشنگٹن... وہ کیمبرج اور آکسفورڈ کا سند یافتہ بھی نہ تھے... وہ مشہور مقرر تھے اور نہ ہی شہباز خطابت... اور نہ ہی اسلامی دنیا پر مسلط بعض کٹھ پتلی، مکار، عیار اور حیلہ باز حکمرانوں کی طرح بہت سی زبانوں میں بات کر سکتے تھے... وہ صرف ایک ملا اور مجاہد تھے۔ انہوں نے افغانستان میں رائج علوم و فنون کے سادہ طریقہ کے مطابق دینی علوم اور فنون سیکھے۔ بقیہ ساری زندگی جہاد میں گزری اور یہی ان کی امتیازی شان اور روحانی خوب صورتی ہے۔

دھوکے باز ڈاکٹر اور جاہ طلب انجینئر

ہم نے اقتدار پرست فریب کار اساتذہ دیکھے تھے۔ ان کے مظالم اور درندگی ان کے سامنے تھی۔ اس لیے آپ رحمہ اللہ کی زندگی اور گفتگو کی سادگی سب سے زیادہ قابل اطمینان تھی۔ ان کی دین داری، تقوی، جہادی اہداف سے وفاداری، شریعت پر استقامت اور غیر متزلزل قیادت... ان کی عوامی محبوبیت کی سب سے بنیادی وجہ ہے۔ یہی ان کی امتیازی شان اور انہیں اسلامی دنیا کا قائد بنانے کی اصل وجہ تھی۔ دنیا بھر کے مسلمان اور جہادی تحریکوں نے انہیں امیر المؤمنین کا خطاب دیا، ان کے کارناموں پر فخر محسوس کیا جاتا ہے۔ وفات پر ان کے لیے دعائیں کی گئیں۔ ان کے حوالے سے نیک تاثرات کا اظہار کیا گیا۔ ان کی انہی عالی صفات کی وجہ سے طالبان کی فوج کو جہادی تحریک کا ہر اول دستہ سمجھا جاتا ہے۔ ان کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ امارت اسلامیہ کے نئے امیر کے ہاتھ پر بڑے فخر اور جذبے سے بیعت کی گئی۔ اس لیے یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ انہوں نے پوری دنیا میں جہادی جذبہ، اسلامی ریاست کی بیرونی اور اندرونی شکل اور اصل اسلامی حکمرانی کی مثال پھر سے زندہ کر دی۔ اس بنا پر وہ اس بات کے حق دار ہیں کہ عملی جہاد، عملی اسلامی سیاست اور حقیقی اسلامی حکومت میں انہیں اس زمانے کا مجدد قرار دیا جائے۔ انہوں نے جہادی تنظیموں میں تقسیم تمام مجاہدین کو ایک صف میں کھڑا کر دیا۔ ناقابل

تحریف اصول وضع کیے۔ ملک میں روسیوں کے خلاف ہونے والے چودہ سالہ جہاد کے بعد قومیت، علاقائیت اور لسانیت کے نام پر جلنے والی آگ بجھائی اور تمام افغانوں کو... چاہے وہ کسی بھی قوم سے ہوں، وہ جس زبان میں بھی بات کرتے ہوں، شمال سے ہوں یا جنوب سے، مشرق یا مغرب سے... امارت اسلامیہ کے ایک پرچم تلے جمع ہو گئے۔ غیروں کے اشارے پر بغض، حسد اور دشمنیوں کی جلنے والی آگ کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا۔ اسی متحدہ صف کی برکت سے مسلمان سرخ رو ہوئے۔ جہاد کامیاب ہو گیا اور دنیا کی بڑی طاقتوں کا تشکیل کردہ صلیبی اتحاد شکست کی دہلیز پر پہنچ گیا۔

وہ حقیقتاً مسلمانوں کے قدر دان حاکم تھے۔ انہوں نے دنیا کو دکھا دیا کہ مسلمان کتنا قابل احترام ہوتا ہے۔ انہوں نے ایک مسلمان شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ پر اپنی ایمانی غیرت کا مظاہرہ کیا۔ اس حوالے سے دنیا کا کوئی دباؤ قبول نہیں کیا۔ وہ سپر طاقتوں سے کبھی خوف زدہ نہیں ہوئے۔ جب چیچنیا مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوا تو اکیلے ہی چیچنیا حکومت کو انہوں نے باقاعدہ تسلیم کیا۔ یہ ان کا وہ تاریخ ساز کارنامہ تھا کہ جس کے ذریعے قفقاز کے مسلمانوں سمیت پورے خطے کے مسلمانوں کا جہادی حوصلہ بلند ہوا اور ان میں آزادی کی تحریک اٹھنے لگی۔

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے جس تحریک کی بنیاد رکھی اور دو عشرے تک اس کی قیادت کی، اس تحریک نے انتہائی مایوسی کی حالت میں عوام کے لیے وہ ناقابل فراموش کردار ادا کیا جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ آپ دیکھیں! جارحیت پسند سوویت یونین کے مقابلے میں ہونے والے جہاد اور ہجرت میں افغانوں نے شدید تکالیف اٹھائیں۔ قربانیاں دیں۔ ڈیڑھ ملین افغان باشندے شہید ہوگئے اور افغانوں کے مقدس جہاد اور قربانیوں کے نتیجے میں روس نے شکست کھائی تو افغانوں سمیت دنیا کے تمام مسلمانوں کی توقعات کے مطابق یہاں عدل اور امن سے بھرپور خالص اسلامی نظام نافذ ہونے والا تھا... مگر بد قسمتی سے ہمارے رہنماؤں نے جہاد کے مقاصد اور اہداف کا خیال نہیں رکھا۔ وہی کچھ کیا جو عالمی کفر کی خواہش تھی۔ اقتدار کی خاطر چند حریص لوگوں کے آپس کے اختلافات اور اس کے نتیجے میں دار الحکومت کابل اور ملک کے کونے کونے میں اٹھنی والی خانہ جنگیوں کے باعث نہ صرف یہ کہ نظام قائم نہ ہو سکا... بلکہ مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ لاکھوں ہم وطن ہجرت پر مجبور ہوگئے۔

یہ تو ظاہری اور مادی نقصانات ہیں۔ مذہبی اور روحانی نقصانات تو بہت زیادہ ہیں۔ اس قدر بڑی خانہ جنگی میں جہادی گروپوں کے مبتلا ہونے سے لوگوں کے دلوں میں جہاد کی عظمت کم ہوگئی۔ اس عظیم اور تاریخی جہاد کو کمیونسٹوں اور نیشنلسٹوں نے فساد کا نام دیا۔ عام ذہنیت بھی بڑی حد تک ان سے متاثر ہوئی۔ اسلام کا محافظ پورا حلقہ اور خصوصاً مجاہدین دنیا میں ایک ناکام گروپ کی حیثیت سے جانے لگے۔ روس کی شکست کے ساتھ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب اسلام کی باری ہے اور وہی انسانی معاشرے کو تحفظ فراہم کرے گا۔ مگر بدقسمتی سے جب تنظیمیں آپس میں گتھم گتھا ہو گئیں تو اسلامی نظام کے نام پر ایسا نظام بنایا گیا کہ لوگ پرانے ہر نظام پر شکر کرنے لگے۔ یہ حالت ہر گزرتے دن کے ساتھ بد سے بدتر ہوتی جا رہی تھی۔ افغان عوام ایسے مرحلے پر پہنچ گئے کہ تاریخی لحاظ سے ان سے اتحاد و یگانگت کی امید رکھنا تو درکنار... ان کی آپس کی امیدیں بھی خاک میں مل چکی تھیں۔ اس لیے دشمن کا خیال تھا کہ یہ قوم اب ہمیشہ کے لیے تقسیم ہو چکی ہے۔

یہ وہ وقت تھا، جب افغانستان تقسیم کے خطرات کا شکار ہو رہا تھا۔ دنیا افغانستان کی شکست و ریخت کا انتظار کرنے لگی تھی۔ جنگ میں شامل گروپوں میں ایسے کچھ انتہائی منحوس چہرے بھی تھے، جو ملک کی تقسیم پر خوش اور راضی تھے۔ وہ دنیا، جسے افغانوں نے روس کے شر سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا تھا... اس میں ایک بھی ایسا ملک نہیں تھا، جو افغانوں کو اس بری حالت سے نکالتا اور انہیں نجات دلاتا۔ چوں کہ اس عظیم جہاد کے ثمرات ضایع ہو رہے تھے، اس لیے ان حالات کو دیکھ کر دنیا بھر کے مسلمان شدید اذیت میں مبتلا ہو رہے تھے۔ روسیوں کے بعد جب کچھ رہنماء آپس میں لڑ پڑے تو دنیا بھر کے بڑے بڑے علماء، داعی اور خیر خواہوں نے ان کے درمیان مصالحت کی کوششیں کیں، مگر فریقین نے جنگ روکی اور نہ ہی ان میں اجتماعی مفادات کے تحفظ کی فکر پیدا ہوئی۔ ہر طرف سے مایوسی تھی۔ غریب عوام کو کوئی بھی ایسا شخص نہیں مل رہا تھا، جس کی جانب امید کی نگاہیں اٹھتیں۔

ہر طرف سے مایوسی کی اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں عظیم فراست کا مالک، ملک و ملت کا غم خوار، مدبر، ہمت اور جرأت کا پہاڑ، حریت اور آزادی کی علامت... ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شر و فساد کے خلاف ایک گاؤں میں تلوار بہ کف میدان میں نکلا۔ اس چھوٹی سی جماعت کو اللہ تعالی نے قندھار میں بڑی کامیابی سے نوازا تو افغانستان بھر کے علماء اور دینی مدارس کے طلبہ ان سے ملنے لگے۔ اسی سے طالبان تحریک بنی، جس کی پشت پر پوری قوم کھڑی ہو گئی۔ دشمن کی ہر چال ناکام ہو گئی۔ یہی ملا محمد عمر مجاہد تھے، جنہوں نے غوری، غزنوی اور ابدالی کے جغرافیہ کی ایسی حفاظت کی کہ اس ملک کے تقسیم کنندگان تہران، کولاب، استنبول اور ماسکو کی جانب بھاگ گئے۔ ملک پر لسانی، علاقائی اور قومی تعصبات کے منڈلاتے ہوئے کالے بادلوں کو اس بادِ نسیم نے دوشنبہ اور تہران سے بھی پرے بھگا دیا تھا۔

دشمن کل تک افغانستان کی قومی وحدت سے انکار کر سکتا تھا، مگر کیا وہ آج ایسا کر سکتا ہے؟ آپ دیکھ لیں کہ شمالی علاقوں میں مجاہدین امارت اسلامیہ کی اطاعت میں دشمن کے خلاف کون سا احساس اور جذبہ لے کر لڑتے ہیں اور ان کے درمیان آپس میں کون سا رشتہ ہے! اقتدار اور ڈالر کے بھوکوں نے کل سے جو راگ الاپنا شروع کیا ہے اور اسی بنیاد پر جارحیت کو طول دینے کی کوشش کی جا رہی ہے، وہ کیسے تقسیم کی باتوں کا تکرار کر سکتے ہیں؟! کیوں کہ قوم نے تقسیم کی سازشیں عملی طور پر ناکام بنا دی ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں ہر

زبان، خطے اور قوم سے تعلق رکھنے والے مجاہدین ایک مضبوط رسی میں بندھے ہوئے۔ افغان عوام نے اس وقت اپنے تاریخی اقدار اور مقام کا تحفظ کیا اور اپنی قومی وحدت کا مظاہرہ پیش کیا۔ اگر قوم میں اتحاد و اتفاق نہ ہو تو تاریخ وار لارڈز اور ڈاکوؤں اور چوروں کے قصے ہی لکھے گی۔ خانہ جنگیوں، عصمت کی حفاظت کے لیے کابل شہر کی تیسری اور چوتھی منزل سے چلانگ لگانے والی خواتین اور باعفت بہنوں کے ناموس کے لٹنے کی وہ داستانیں تاریخ میں محفوظ ہیں، جنہیں کمزور دل لوگ پڑھ ہی نہیں سکتے۔ جاہ طلب، ڈالروں کے بھوکے اور بے حمیت لوگ جس وقت اسلامی بھائی چارے کے احساس کو ختم کرنے، تعصبات پھیلانے، قوم کو تقسیم کرنے اور ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے ہماری تاریخ میں سیاہ باب کا اضافہ کر رہے تھے، ملا محمد عمر مجاہد پوری جرأت اور متانت کے ساتھ تلوار ہاتھ میں لیے ان وحشیوں کے مقابلے کے لیے نکلے۔

اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ جہاد اور افغانی تاریخ کی عظمتوں کے اس عظیم وارث نے جب اپنے طلبہ ساتھیوں کے ساتھ مل کر تلوار اٹھائی تو جیسے چمن کو مالی مل گیا۔ خزاں زدہ چہروں پر تازگی آگئی۔ امیدوں کے دیے پھر سے جلنے لگے۔ جہاد کا نام اور رتبہ پھر سے زندہ ہو گیا۔ اذانِ بلالی کی صداؤں سے افق بیدار ہونے لگے۔ منبر اور محراب کی آواز میں پھر سے توانائی بھر آئی۔ اسلامی نظام قائم ہو گیا، جو امت مسلمہ کی آرزو تھی۔ دنیا کو دکھا دیا کہ ہم نے جس نظام کو لانے کے لیے قربانیاں دی ہیں، اب ہم اس کے نفاذ پر قادر ہیں۔ اس راہ میں کسی کا ہمارے سامنے رکاوٹ بن جانا ہمیں برداشت نہیں۔ وہی ملک جہاں پہلے کسی کی عزت محفوظ نہیں تھی، اب اکیلی خاتون سفر کا ارادہ کرتی تو بلا خوف وہ گھوم پھر سکتی تھی۔ رقوم کے تبادلے کی مارکیٹ میں صرّاف لوگ رقم کے ڈھیر پر کھلے عام ایک چادر ڈال کر پورے اطمینان سے نماز پڑھنے جاتے اور ان کو چوری کا ذرہ خوف نہ ہوتا۔

اس فتح کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ افغانستان میں گذشتہ 14 سالوں سے جس جہاد کی قیادت ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کر رہے تھے اور اسی کی برکت سے امریکا اور تمام اتحادی شرم ناک شکست سے دوچار ہوئے۔ اب یہ بات تو یقینی ہے کہ ان چودہ سالوں میں دشمن نے انہیں بدنام کرنے کے لیے بے انتہائی کوششیں کی ہیں۔ مگر اس کے پاس ایسا کچھ بھی نہیں، جس سے انہیں بدنام کر دیتے۔ دنیا کے پاس ان کے خلاف بولنے کے لیے بس ایک ہی لفظ تھا کہ وہ ٹیررسٹ ہے اور ٹیررسٹوں کی قیادت کرتا ہے۔ اس لیے اسے مار دیا جائے یا زندہ گرفتار کیا جائے۔

محترم افغان مؤمن صحافیو، تجزیہ کارو، ادیبو اور عام مسلمانو! آئیں علاقائی، قومی، تنظیمی، لسانی اور دیگر تعصبات کی عینک اتار دیں۔ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ تعالی کی شخصیت کے حوالے سے انصاف سے کام لیں اور اپنی تاریخی ذمہ داری ادا کریں۔ ملا صاحب کے کسی فیصلے سے اختلاف ہو سکتا ہے، مگر نقطہ نظر کے اختلاف کے باعث ان کی عظیم خدمات اور شان دار کارنامے نظر انداز نہیں کرنے چاہییں۔ یہ بہت بڑا ظلم اور بے انصافی ہو گی۔

یہ تو ہر باشعور اور امریکی ارادوں سے واقف شخص مانتا ہے کہ امریکا اسلامی دنیا کے ساتھ ساتھ خطے کے بہت سے غیر مسلم ممالک پر بھی قبضہ کرنا چاہتا تھا، مگر افغانستان میں امریکا اور اتحادیوں کو شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ مزاحمت 14 سال سے جاری رہی۔ اس مزاحمت کے نتیجے میں امریکا اور اس کے اتحادیوں کو تاریخی شکست ہوئی اور پوری دنیا اس کے شر سے محفوظ ہو گئی۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلامی دنیا کے ساتھ ساتھ غیر مسلم ممالک بھی ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے مقروض ہیں۔ مجھے یقین ہے تاریخ اس فاتح کو یاد رکھے گی۔ عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے استقامت، حق پرستی، خدا پرستی، بہادری، دیانت داری، ایفائے عہد، اپنے مؤقف پر مضبوطی سے کھڑے ہونے، امانت داری، شریعت کی حفاظت، عوام پر شفقت، امت مسلمہ سے ہمدردی، انسانیت دوستی، دشمن کے مقابلے میں عزم اور صرف اللہ کی ذات پر توکل جیسے زریں ابواب رقم کیے۔

اللہ تعالی نے انہیں بڑی عظمت اور کرامت سے نوازا تھا۔ حقیقت یہی ہے کہ اتنی اچھائیاں، بہادری اور صفات انہی کی ذات میں سما سکتی تھیں۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ ان کی وفات ایسا بڑا حادثہ ہے، جس پر پوری دنیا کو رونا چاہیے اور خصوصاً ہم تو آنکھوں سے آنسو کی بجائے خون بہالیں۔ مگر چوں کہ طبعی طور پر اتنے بڑے غم کے ساتھ اطمینان سے بھرپور روحانی خوشی کی بہت سی باتیں اور اسباب بھی موجود ہیں، اس لیے اللہ تعالی نے یہ غم تمام مسلمانوں پر ہلکا کر دیا ہے۔ چوں کہ وہ ایک دن کے لیے بھی اپنے ملک سے باہر نہیں گئے، مگر پھر بھی داخلی اور خارجی دشمن تمام تر کوششوں کے باوجود زندہ گرفتار کرنے یا مار دینے پر قادر نہ ہو سکے۔ دشمن کی یہ ناکامی اور اپنے امیر کے اس بڑے غم سے مسلمانوں کا بچ جانا تمام مسلمانوں کے لیے انتہائی خوشی کی بات ہے۔

جب اہل حل وعقد شوری کے تمام ارکان ملا اختر محمد منصور صاحب کی امارت پر متفق ہو گئے، امارت اسلامیہ کے تمام چھوٹے اور بڑے ذمہ داران، عام مجاہدین اور مخلص عوام اور یہاں تک کہ جہادی تنظیم القاعدہ کی قیادت نے بھی جوش جذبے سے بیعت کر لی۔ اختلافات کا جو خطرہ تھا، وہ اللہ تعالی نے کلی طور پر بند کر دیا۔ مکار دشمن نے اختلاف ڈالنے کی بہت کوشش کی۔ مسلمانوں کو تشویش میں ڈالنے اور عوام میں بداعتمادی پھیلانے کے لیے اپنے غلام ذرائع سے اس حوالے سے بہت زیادہ منفی پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ کہا گیا کہ نئے امیر کے تقرر کے معاملے پر طالبان میں اختلافات ہیں۔ دشمن کی تمام کوششوں کی ناکامی اللہ تعالی نے دنیا کو دکھا دی۔ بیرونی جارحیت سے ملک و قوم کی آزادی اور یہاں خالص اسلامی نظام کے قیام تک جہادی جاری رہے گا۔ کبھی بھی اپنے مؤقف سے دست بردار نہ ہوں گے... بلند اہداف پر کسی سے کوئی سودے بازی کریں گے نہ دشمن کی جارحیت تسلیم کریں گے... اپنا سفر چھوڑیں گے اور نہ دشمن کے سامنے جھکیں گے۔ ان شاء اللہ

مولوی عبدالہادی مجاہد

جس نے دین و سیاست کو یک جا کیا

اسلام میں مذہب اور سیاست میں علیحدگی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

"دینِ اسلام" مذہب اور سیاست کے درمیان علیحدگی کو تسلیم نہیں کرتا۔ اسلام... اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کے تمام مادی اور روحانی معاملات میں رہنمائی کے لے آیا ہے۔ پیغمبر ﷺ نے یہی کام اپنی مبارک زندگی میں عملی طور پر کر کے دکھایا ہے۔ اسلام میں یہ عقیدہ اور تصور باہر سے آیا ہے کہ دین کی روحانی اور معنوی تعلیمات پر ایک علیحدہ طبقہ عمل کرے گا اور سیاست، نظامِ حکومت اور معاشرے کے معاملات دوسرا طبقہ سنبھالے گا۔ اسی لیے تو حضور ﷺ اور ان کے بعد خلفائے راشدین مسلمانوں کی حکومت اور نظام کے رہنماء بھی تھے اور ان کے دینی رہنماء اور امام مسجد بھی۔

تاریخِ اسلام میں جب بھی معاشرے کو سیاسی اعتبار سے مسجد اور محراب سے قیادت اور رہنمائی ملی ہے... مسلمان قوت، سربلندی اور فتوحات حاصل کرتے رہے۔ اس کے برعکس جب بھی مسلمانوں کی سیاسی قیادت قوم پرستوں نے کی تو مسلمان ذلت اور آپسی جنگوں کا شکار ہو کر حکومت اور نظام گنوا بیٹھے۔ مذہب اور سیاست کے درمیان علیحدگی کے نظریہ کو مغربی اصطلاح میں سیکولرازم بھی کہا جاتا ہے، جو کلیسا کے منحرف دین کے خلاف یورپ کی الحادی بغاوت کا نتیجہ ہے۔ اس نظریے نے ایک جانب اگر یورپیوں کو کلیسا کے استبداد کے مقابلے کے لیے کھڑا کیا تو دوسری جانب یورپی استعماروں نے اسلامی دنیا میں اپنے نظریے کی اشاعت اور پھیلاؤ کے لیے مسلمانوں کو بھی اسلامی نظام کی حاکمیت سے محروم کر دیا۔

مذہب اور سیاست کی علیحدگی سے اسلامی دنیا کو نقصانات:

خلافتِ عثمانیہ کے آواخر میں سلطان عبدالحمید خان اور کچھ دیگر افراد کے استثناء کے ساتھ جب نظام اور عسکری قیادت کے معاملات ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں چلے گئے، جو سیکولر مغربی نظریات سے متأثر تھے تو اسلامی دنیا میں اُس یورپی نظریے کی اشاعت کے لیے راہ ہم وار ہوگئی۔ جس کے نتیجے میں شریعت کی حاکمیت اور خلافت کا نظام ختم ہو گیا۔ عالمِ اسلام کو یورپی ممالک نے اپنی جارحیت کا شکار بنایا۔ آخر میں پوری اسلامی دنیا میں ایسا مغربی نظام وجود میں آیا، جو شریعت کی حاکمیت کی راہ میں رکاوٹ اور مذہب و سیاست کی علیحدگی کا باعث تھا۔

اسلامی دنیا پر مسلط مغربی نظاموں نے نہ صرف یہ کہ شریعت کے عملی نفاذ کا راستہ روکا، بلکہ مسلمان عوام پر کمیونزم، فاشسٹ لبرل ازم، امریکی پراگمیٹزم کی معاصر یورپی منافقت میکاؤلی ازم کے تمام جرائم آزمائے گئے۔ اسلامی ممالک کا استقلال ختم ہوکر رہ گیا۔ ان ممالک کو سیاسی، عسکری، اقتصادی، فکری، ثقافتی اور اجتماعی لحاظ سے روس، امریکا اور یورپ کا غلام بنا دیا گیا۔

افغانستان میں سیکولر ازم کون لایا؟

دین اور سیاست کی علیحدگی کے فتنے سے افغانستان بھی محفوظ نہیں رہا۔ پہلی بار اِس بیرونی نظام اور فکر کی تھیوری "محمود طرزی" لایا تھا، جو خود سیکولر کمال ازم اور یورپی نظریات سے شدید متأثر تھا۔ بعد ازاں امان اللہ خان نے طاقت، جیل، فکری مرعوبیت اوراستبدادی حکومت کے زور پر اس نظریے کے لیے عملی اقدامات شروع کیے۔ مغربی لوگ محمود طرزی کو افغانستان میں سیکولرازم کا باپ مانتے ہیں۔ یہ شجرۂ خبیثہ آہستہ آہستہ افغانستان میں بھی جڑ پکڑنے لگا۔ جس کا نتیجہ... امان اللہ خان کے ان فسادات میں... جسے اصلاحات کا نام دیا جاتا ہے، ظاہر شاہ کے گھٹیا نظام میں... داؤد خان کی جمہوریت میں... کمیونسٹوں کے انقلاب ثور اور حالیہ امریکی کٹھ پتلی جمہوریتوں کی شکل میں ظاہر ہوا۔ افغانستان میں دین اور سیاست کی علیحدگی کے نظریے سے شریعت اسلامیہ سے دور ایسے حالات، نظام اور قوانین سامنے آئے... جنھوں نے ایک بار پھر افغانستان میں امان اللہ خان کی شکل میں ترکی کے مصطفی کمال کو دوسرا جنم بخشا ہے۔ دوسری مرتبہ اسی نظریے نے یہ ملک روسیوں کی گود میں ڈال دیا اور اب یہ تیسرا مرحلہ ہے، جس نے یہ ملک امریکا اور اس کے اتحادیوں کے حوالے کر دیا ہے۔ افغانوں نے مغرب زدہ سیکولر حکمرانوں کے جرائم کا کفارہ ہر بار ہزاروں لاکھوں شہداء کی قربانی سے ادا کیا ہے۔ وہ اب تک اپنا معاشرہ بے دینی کے جرائم اور منفی اثرات سے پاک کرنے میں مصروف ہیں۔

سیکولر زدہ مسلمان:

عالمِ اسلام میں سیکولر حکمرانوں کی جانب سے بے دینی کے پھیلنے سے کروڑوں

کی تعداد میں ایسے لوگ پیدا ہوئے، جن کے صرف نام اسلامی ہیں۔ ان کی بقیہ زندگی میں کہیں اسلام نظر نہیں آتا۔ ان کی زندگی کے تمام معاملات دینی تعلیمات سے یکسر خالی ہیں۔ وہ سیکولرازم، کمیونزم، لبرل ازم اور دیگر خود تراشیدہ قوانین کے مطابق چلتے ہیں۔ یہ سیکولر لوگ اسلام کے بجائے اپنی وفاداری مغرب کے ساتھ وابستہ رکھتے ہیں۔ انہیں کی صف میں کھڑے رہتے ہیں۔ گذشتہ ایک صدی میں عالمِ اسلام کے بہت سے ممالک جیسے برصغیر ہند، ترکی، عرب دنیا اور افغانستان کی بہت سی اسلامی شخصیات، اسلامی اور سیاسی جماعتوں نے سیکولرازم کے خاتمے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے نظریات پیش کیے ہیں اور باقاعدہ کتابیں لکھیں۔ اسلامی سیاست اور نظام کے دعوے اور نعرے اٹھائے، مگر جب عملی طورپر سیاست اور نظام میں داخل ہوئے یا حکومت کا حصہ بنے تو پھر انہیں لوگوں نے سیکولر ازم کا ساتھ دیا۔ عملی طورپر ان کی سیاست اور حکومت سیکولرازم کے اصولوں پر کاربند رہی۔ اپنے سیاسی اور فکری انحرافات کی تطہیر کے لیے اسلامی احکام میں تحریف اور تاؤیل کی۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ لوگ بہت سے مقامات پر مجاہدین کے خلاف مغربی صلیبی عسکری اتحاد کا حصہ ہیں۔

ملا محمد عمر مجاہد اور سیکولر نظریات کے خلاف جنگ:

مذکورہ بالا صورت حال کے برخلاف ملا محمد عمر مجاہد ایسے واحد مسلمان رہنماء تھے، جو منبر اور محراب سے اٹھے اور اپنا نظام بھی خالص اسلامی اصولوں کے مطابق بنایا۔ انہوں نے سیاست کو پھر سے اسلامی بنایا۔ انہوں نے سیاست اور نظام میں سیکولرازم یا دیگر نظریات کی پیوندکاری تسلیم نہیں کی۔ انہوں نے ثابت کیا کہ مسلمان اپنی نجی زندگی میں بھی مسلمان ہے اور کفریہ نظریات اور اصولوں سے دور رہ کر اپنا نظام اسلامی بنا سکتا ہے۔

ملا محمد عمر مجاہد ایک سچے مسلمان رہنماء کی حیثیت سے نہ تو کافروں کی فوجوں سے مرعوب ہوئے، نہ ورلڈ آرڈر سے مرعوب ہوئے، نہ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کے قوانین کی بندگی تسلیم کی۔ کسی کے ساتھ کسی کفریہ عسکری یا سیاسی معاہدے میں شریک ہوئے نہ خود کو مشرق یا مغرب کے آگے مقبول کروانے کی خاطر اپنے نظام میں غیروں کے قائم کردہ معیارات کا خیال رکھا۔ نہ کسی کی سیاسی، اقتصادی اور عسکری پابندیوں اور دھمکیوں کے آگے ہتھیار ڈالے۔ ان کا عقیدہ تھا مسلمان کی سیاست اور ان کا نظام بھی اسلامی ہونا چاہیے۔ کچھ بونے مفکرین کو شاید ان کی جانب سے اس طرح کا مؤقف اپنانا سادہ لوحی یا معاصر دنیا کے سیاسی حالات سے بے خبری کا نتیجہ نظر آتا ہو، مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ سادہ اور بے خبر نہیں تھے۔ انہوں نے اسلام کی حقیقی روح کا خیال رکھا تھا۔ وہ ایک مضبوط باشعور مسلمان تھے۔ مَیں انہیں قریب سے جانتا ہوں۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی فکر اور سیاست کے خلوص کا راز اسی میں تھا کہ انہوں نے دیگر معاصر سیاستدانوں اور رہنماؤں کی طرح نہ معاصر مغربی سیاسی فلسفیوں کے نظریات پڑھے تھے اور نہ ان پر اعتماد رکھتے تھے۔ ان کے عقائد اور سیاسی افکار کا سرچشمہ جان جاک روسو، مونٹسکو، ہوبز، جان لاک، سپینوزا، میرابو، ڈارون، کانٹ، سارٹر، میکاولی، فریڈ، مارکس، نیچہ، چرچل اور فوکو یاما نہیں تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور صدیق، فاروق، عثمان، علی، سلمان، ابوذر، بلال، خالد اور ابن عبدالعزیز رضی اللہ تعالی عنہم کے قصے سنے تھے۔ ان کے سادہ... مگر پکے اور خالص افکار ان کی پالیسی بن گئی تھی۔ اسی لیے آخری سانسوں تک شریعت کے التزام کو دنیا کی باتوں اور فرمائشوں پر ترجیح دیتے رہے۔ عالمِ اسلام میں اسلامی فکر اور سیاست پر بڑے اور گہرے اثرات چھوڑے۔ وہ وقت گزرنے کے ساتھ اَور بھی واضح ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کچھ لوگ اس تجزیے کو ایک فکری انتہاء سمجھیں اور خیال کریں کہ میں مرحوم ملا محمد عمر مجاہد کی فکر اور اقدامات کی تاثیر ان کے حقیقی اندازوں سے زیادہ ظاہر کرنے کی کوشش کررہا ہوں۔ مگر مَیں ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ کبھی اس طرح کے لوگ سید قطب، عبداللہ عزام اور اسامہ بن لادن کو بھی صرف افراد ہی سمجھتے تھے۔ ان کے افکار اور سیاسی و عسکری اقدامات کو سطحی سمجھتے تھے کہ ان کی تاثیر کا حلقہ بہت محدود ہے۔ بعد میں دنیا نے دیکھا کہ انہی محدود افراد کے افکار اور اقدامات کے نتیجے میں پوری دنیا میں ایسی مجاہد نسل اور ایک سیاسی و جہادی تھیوری وجود میں آئی، جس نے پورے کفر کو بے بس کرکے رکھ دیا ہے۔ بڑی عسکری قوتوں کو للکارا اور ایسی قوت بن گئے، جس کا مقابلہ کرنے سے پوری دنیا عاجز ہے۔

وہ بڑے اقدامات جو ملا محمد عمر مجاہدنے اسلامی سیاست اور فکر کے سلسلے میں اٹھائے.....

1... روسیوں اور کمیونزم کے خلاف جہاد کے نتائج کو ضایع ہونے سے بچانا:

روسیوں اور کمیونسٹوں کے خلاف افغانستان کا جہاد، جس میں دیگر مسلم ممالک نے بھی ہزاروں کی تعداد میں اس لیے قربانیاں دی تھیں کہ افغانستان روسیوں اور کمیونسٹوں کے تسلط سے آزاد ہوکر یہاں اسلام نافذ ہو جائے۔ مگر مختلف عالمی اور علاقائی حلقوں اور بہت سے جہادی رہنماؤں کے غلط عزائم اور اقدامات کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ اس وقت یہ خواہش پوری نہ ہو سکی، بلکہ قریب تھا ساری قربانیاں ضایع ہوجائیں اور افغانستان کا زمینی وجود بھی ختم ہو جائے۔

اس وقت خانہ جنگی اور جہادی صفوں کے انحراف کی وجہ سے افغانستان پر ایسی وحشت مسلط ہوگئی تھی، جس نے لوگوں کو چنگیز کے مظالم یاد دلائے۔ ان اختلافات اور خانہ جنگیوں کے باعث افغانستان بڑی تباہی کے دہانے پہنچ گیا تھا۔ مجاہدین بدنام ہو گئے تھے۔

درج بالا تمام تر نامناسب حالات کے باوجود ملا محمد عمر مجاہد نے اپنی جہادی اور اصلاحی تحریک کے ذریعے نہ صرف افغانستان کو بڑی تباہی سے بچایا، بلکہ ایک مثالی نظام بھی بنایا اور جہاد کو دوبارہ وقار بخشا۔ ان کے ہاتھوں یہ سب کچھ حادثاتی طور پر نہیں ہوا۔ بلکہ یہ سب کچھ کرنے کا ان کا پہلے سے عزم تھا۔

ایک دن امارت اسلامیہ کے "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کے وزیر مولوی محمد ولی صاحب شہید نے ملا محمد عمر مجاہد کے عزائم اور ہمت کے واقعات سنائے۔ کہنے لگے:

"یہ ان دنوں کی بات ہے، جب تحریک کو شروع ہوئے دوسرا یا تیسرا ہفتہ تھا۔ ان دنوں نہ وہ رہبر تھے نہ امیر المؤمنین... میں ملا محمد عمر کے مدرسے سے کچھ فاصلے پر ایک مسجد میں طلباء کو پڑھا رہا تھا۔ قندھار، ہرات شاہراہ پر قائم ایک چین پر لڑائی اور فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ مَیں نے پوچھا تو بتایا گیا کہ "ملا محمد عمر نے مسلح ڈاکوؤں اور چوروں کے خلاف جنگ شروع کر رکھی ہے۔" میں نے بھی کتاب بند کر دی اور اپنے طلباء کے ساتھ ان سے مل گیا۔ ایک دن ہماری لڑائی مغرب کی جانب سے قندھار شہر کے قریب پہنچی، ایک دن صبح سے شام تک جنگجوؤں سے ایسی جگہ میں لڑتے رہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان ایک پل تھا۔ شام کے وقت جنگ ختم ہو گئی۔ مَیں اور ملا محمد عمر ایک مورچے میں بیٹھے تھے۔ مجھے تشویش تھی کہ ہم دو بندے صبح تک یہاں کامیاب مزاحمت کر پائیں گے یا رات کو ہی دشمن ہمیں پکڑ لے گا۔ میرے دماغ میں تو یہی سوچ تھی، جب کہ ملا صاحب کچھ اور ہی سوچ رہے تھے۔ انہوں نے پریشانی اور تشویش کی اس رات میں مجھ سے کہا:

"مولوی صاحب! یہ جنگ مختصر عرصے یا دوچار دن کی بات نہیں اور نہ ہی قندھار پر قبضے کے بعد ہم اسی پر اکتفا کرلیں گے۔ ہم ان شاء اللہ مسلسل جہاد کرتے رہیں گے۔ قندھار پر قبضہ کریں گے، پھر پورے افغانستان کو مفسدین سے پاک کریں گے۔ اسلامی حکومت قائم کریں گے۔ یہ بہت طویل راستہ ہے۔ خوف اور پریشانی کو دل میں جگہ نہیں دینی ہوگی۔"

مولوی محمد نبی صاحب نے مزید کہا:

"اس تاریک اور خوف کی رات میں ملا محمد عمر کی یہ باتیں بظاہر بہت سخت اور ناممکن عزائم تھے۔ میں سنتا رہا، مگر مجھے ایسا ناممکن لگ رہا تھا کہ جیسے وہ کہہ رہے ہوں آسمان تک چڑھیں گے..... مگر مَیں آج دیکھ رہا ہوں کہ ملا صاحب نے اللہ تعالی کے فضل اور نصرت سے اپنے تمام عزائم کی تکمیل کرلی ہے۔ فسادات اور جنگوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی کا فضل، احسان اور ملا محمد عمر مجاہد کی تحریک نہ ہوتی تو آج نہ افغانستان ہوتا، نہ یہاں مجاہدین کا وجود ہوتا، نہ امریکا اور ناٹو کو شکست ہوتی اور نہ عوام میں آزادی کا جذبہ موجود ہوتا۔ کمیونسٹوں کے وہ دعوے سچے ثابت ہوجاتے جو وہ کچھ جہادی تنظیموں کے متعلق کیا کرتے تھے کہ جہاد اور مجاہدین یہ امریکی ایجنٹ ہیں اور یہ پروگرام امریکا نے انقلاب ثور کے خلاف شروع کر رکھا ہے۔

2... ملا کو سیاسی بنانا اور حکومت تک پہنچانا:

گذشتہ طویل زمانے سے اسلامی دنیا اور افغانستان میں علماء اور متدین لوگ سیاست اور حکومت کے دائرے سے نکال دیے گئے تھے۔ معاشرے کی سیاسی، عسکری اور اجتماعی قیادت کے معاملات دین سے بے خبر اور باغی سیاست دانوں، ظالم بادشاہوں کے ہاتھ میں تھے۔ دین کے باغی حکام نے اسلام کی خاطر کام کرنے والے لوگوں کے خلاف جنگ اور دباؤ سے کام لیا۔ ان پر پابندیاں عائد کر کے راستہ روکنے کا ہر ممکن طریقہ آزمایا۔ قتل، پھانسی، جیلیں، منفی پروپیگنڈا اور نفسیاتی جنگ سمیت تمام حربے بروئے کار لائے گئے۔ یہ حالات افغانستان سمیت پوری اسلامی دنیا میں تھے۔ بجائے اس کے کہ اسلام سے منسوب سیاسی جماعتیں اور ادارے خالص انقلابی اقدامات کر کے جہادی اسٹریٹیجی کے ذریعے حالات کو بدلنے کی خاطر اقدامات کرتے اور اس کے لیے لوگوں کی ذہن سازی کرتے۔ مگر افسوس ایسا نہ ہو سکا اورانہی جماعتوں نے جمہوریت کی رسی تھام لی۔

معاصر دور کی اسلامی سیاسی جماعتوں اور تحریکوں کے برعکس ملا محمد عمرمجاہد نے دین بیزار معیارات کو یکسر نظر انداز کر دیا۔ فطری طریقے سے نظام اور سیاست کے امور کی لگامیں پھر سے علماء اور مجاہدین کو تھما کر ملا کو پھر سے سیاسی بنا دیا۔ ملا کو پھر سے امیر، وزیر، سفارت کار، گورنر، فوجی، پولیس سربراہ، انتظامی سربراہ، قاضی، نگران، ضلعی گورنر، استاد، سیاست دان، صحافی، ادیب اور مبصر بنا دیا۔ ملا اور معاشرے کے درمیان ٹوٹے ہوئے روابط کو پھر سے ایسے مضبوطی سے جوڑا کہ اس رشتے کوتوڑنے کے لیے سیکولر قوتوں کی ساری کوششیں ناکام ہوگئیں۔ ملا کو سیاست اور جنگ کی عملی تربیت دی۔ سیاسی، فکری اور عسکری لحاظ سے امریکی مفاد میں یک قطبی بننے والی دنیا کو پھر سے دو قطبی کر دیا۔ البتہ ملا محمد عمر مجاہد کی جانب سے ملا اور طالب کو سیاسی بنا دینے کے حوالے سے ایک بات قابل توجہ ہے۔ وہ یہ کہ طالبان کی تحریک میں ملا عملی طورپر سیاسی میدان میں نکل تو آیا، مگر افسوس کہ اسلامی سیاست کے معاصر علوم، کفر اور گمراہی کی معاصر قوتوں کو پہچاننے، معاشرے کے ساتھ اسلامی معاملہ کرنے کے لیے ضروری تعلیم اور عالمی قوتوں کو مخاطب کرنے والی ادبیات نے اب تک ملا اور طالب کے تعلیمی نصاب میں داخل ہونے کا راستہ نہیں پایا۔ اگر طالب اور ملا کی تعلیم، نصاب اور اس کے مدرسے کا ماحول ایسا ہی رہ جائے تو یہ خوف ہے کہ ملا عمر مجاہد کے افکار اور ان کا راہِ عمل آئندہ نسلوں کے لیے ایک فکری مکتب نہیں، بلکہ افغانی تاریخ کے صفحات میں محض ایک خوش گوار اور زریں حادثے کے طور پر رہ جائے گا۔ اس لیے چاہیے کہ طالبان کی سیاسی اور جہادی

تحریک کے فکری اور تعلیمی ذمہ داران اس ورثے کو محفوظ کرنے کے لیے اپنی سطح سے آگے نکل کر اقدامات کریں۔

3... طالب علم کو جہادی جذبہ دینا اور دین کے دفاع میں کھڑا کرنا:

مغربی تعلیمی نظام نے اسلامی دنیا میں لوگوں کو معلومات سے بہرہ ور تو کیا، لیکن دین داری اور روحانیت سے محروم کر دیا۔ مسلمانوں کو اسلحہ بنانے اور جنگی وسائل تیار کرنے کا ہنر تو سکھا دیا، مگر اسلام اور اپنی سرزمین کے دفاع کے لیے اسلحے کے استعمال کا جذبہ اور عزم ان سے چھین لیا۔ اسلامی دنیا میں ایسے وفادار اور ماہر و چالاک غلام پیدا کیے کہ مغرب سے زیادہ یہ لوگ مغرب کے مفادات کے تحفظ کے لیے مخلص ہیں۔ اسی لیے تو عظیم مغرب شناس فلاسفر علامہ محمد اقبال نے اسلامی دنیا میں مغربی تعلیمی اداروں اور ان کے شاگردوں کے کردار کی اس طرح تشخیص کی ہے۔

مکتب از تدبیر او گیرد نظام

تا بہ کام خواجہ اندیشد غلام

یہ مغرب زدہ لوگ ہمیشہ کبھی ترقی پسند، کبھی روشن خیال، کبھی لبرل، کبھی کمیونسٹ اور کبھی غیر جانب دار بن کر دشمن کی صف میں کھڑے ہوئے۔ مغربی تعلیم نے انہیں غیرت اور دفاع کی فطری حس سے بے بہرہ کر دیا ہے۔ اسی لیے تو علامہ اقبال اس تعلیم کو یوں دیکھتے ہیں۔

من آں علم و فراست با پر کاہی نہ می گیرم

کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مرد غازی را

میں وہ فراست اور ہوشیاری بھوسے کے ایک تنکے سے بھی نہیں خریدتا، جو غازی کو تلوار اور ڈھال سے بیگانہ کر دے۔ ملا عمر مجاہد ایک ایسے عسکری اتحاد کے مقابلے میں جنگ جیت گئے، جس میں پچاس سے زیادہ ممالک کی فوجیں شامل تھیں۔ انہوں نے اسلامی دنیا کے نوجوانوں میں جہاد اور آزادی کے مطالبے کی ایسی روح پھونکی کہ اب دنیا کے تمام سیاسی اور فکری جادو گر اسے ختم کرنے سے عاجز آگئے ہیں۔ یہ سلسلہ اور بھی پھیلے گا۔ ان شاء اللہ

4... سچے مسلمان حاکم کا نمونہ پیش کرنا:

مسلمانوں نے ایک طویل عرصے سے حقیقی مسلمان حاکم کا نمونہ نہیں دیکھا۔ یہ اس لیے کہ اسلامی دنیا کی بیسویں اور اکیسویں صدی کے تقریبا تمام حکام وہ لوگ ہیں، جنھوں نے یورپ، روس یا امریکا کے تعلیمی اداروں یا یونی ورسٹیوں میں پڑھا ہے۔ اسلامی ممالک میں مغربی اور مسیحی مشنریز کی جانب سے بنائے گئے تعلیمی اداروں سے فارغ ہوئے ہیں۔ وہ دین کی کوئی فکر نہیں رکھتے۔ دین داری کا بھی بظاہر اتنا ہی مظاہرہ کرتے ہیں کہ عوام کو دھوکہ دے سکیں۔ اسلامی دنیا کے موجودہ حکام فکری لحاظ سے سیکولر، سیاسی لحاظ سے میکاوَلی کے پیروکار ہیں، جو اپنے مقصد کی خاطر ہر کام کو جائز سمجھتے ہیں۔ عزائم اور ارادوں کے اعتبار سے ان کفریہ ممالک کے شہری اور شکل وصورت کے لحاظ سے مغرب کی فوٹو کاپی ہیں۔ عوام سے ان کا سلوک چور، ظالم اور جھوٹے کا ہوتا ہے۔ ثقافتی حوالے سے اپنی تہذیب کے دشمن اور غیروں کی تہذیب کے نمائندے ہیں۔ یہ اقتدار تک خاندانی موروثیت، فوجی بغاوت اورر مغربی جمہوریت کے ذریعے پہنچتے ہیں۔ جس میں رائے دہندہ کی سمجھ داری، عقل، تجربہ اور دیگر استعدادوں کو نہیں دیکھا جاتا۔

مگر ملا محمد عمر مجاہد موجودہ زمانے کے حکام کے برعکس ایک سچے مسلمان حکمران کا نمونہ تھے۔ وہ امت کے درمیان مسجد اور محراب سے اٹھے ہوئے دین دار شخص تھے۔ دین کے تقاضوں اور روح سے واقف رہنماء تھے۔ وہ شریعت سے واقف تھے۔ اکثر ایسے کپڑے اور ایسی پگڑی پہنتے، جس کا زیادہ دھونے سے رنگ اتر چکا ہوتا۔ آخر تک انہیں نہ اپنا گھر ملا نہ جائیداد اور زمین۔ وہ خود حاکم تھے، مگر ہمیشہ اپنے عزائم اور ارادوں کے حوالے سے علمائے شریعت سے پوچھتے اور ساتھیوں سے مشاورت کے بعد کوئی قدم اٹھاتے۔ اپنے دورِ حکومت میں ہر بدھ کے روز قائدین اور ذمہ داران سے مشاورت کرتے۔

ملا محمد عمر مجاہد ایک طاقت ور حاکم تھے، مگر ان کی زندگی فضول خرچیوں اور اسراف سے پاک تھی۔ ہمیشہ علمائ، مجاہدین اور تحریک کے ذمہ داران کے ساتھ عام زندگی گزاری۔ ان کے خیال میں ان کے نظام کی مضبوطی کا راز شریعت کے نفاذ اور عوام کو تحفظ فراہم کرنے میں تھا۔ وہ استطاعت کی حد تک امت کی وحدت کی کوششیں کرتے رہے۔ انہوں نے امت کی بڑی جہادی شخصیات کو اپنے نظام میں جگہ بھی دی اور اسلحہ اور وسائل فراہم کیے۔ مہاجرین کے لیے باعزت زندگی کے وسائل مہیا کیے۔ انہوں نے نظام حکومت میں امت کی وحدت کے لیے مسلمان مجاہدین اور مہاجرین سے ویزے اور پاسپورٹ کا مطالبہ نہیں کیا۔ یہ اس لیے کہ امت کی وحدت اور مسلمانوں کے بھائی چارے کے عقیدے کے مقابلے وہ ان چیزوں کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دنیا بھر کے دیگر مخلص مسلمان بھی انہیں اپنا امیر اور رہبر مانتے تھے۔ اگر وہ خود اپنے مسائل میں جھگڑے نہ ہوتے تو اس حوالے سے مسلمانوں کے لیے اور بھی بہت سے کام کر جاتے۔

آخر میں عرض ہے کہ مَیں خود ان کی وفات پر بہت رنجیدہ ہوں۔ اللہ غفور ورحیم سے ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں۔ ان کے خاندان سے تعزیت کرتا ہوں۔ اسلامی فکر اور محاذ کے مجاہدین سے پورے احترام سے امید رکھتا ہوں کہ اس عظیم شخصیت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر کام کر کے سیاست پر ان کی تاثیر کو نمایاں کرنے کے لیے اپنی ذمہ داری ادا کریں۔ اس سے پہلے کہ مغرب کے کینہ پرور مصنفین اور مفکرین کی جانب سے اس عظیم شخصیت کے بارے میں مسخ شدہ تاریخ دنیا کے سامنے آجائے، خود ہی ان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کی تدوین اور توثیق کر دیں۔

اے امیر المومنین!

حماد نیازی

ہمارے محترم قائد!

ہمیں معلوم ہے آپ فانی دنیا سے اس حالت میں گئے ہیں کہ آپ کے دل میں بہت سی حسرتیں باقی تھیں۔ آپ نے موت کو لبیک کہا، لیکن دوبارہ سے امارت کے قیام کی تمنا آپ کے دل میں رہ گئی ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کا سفر مکمل کیا، لیکن پیارے وطن پر اب تک طاغوتی قوتوں کا قبضہ ہے۔

ہمیں معلوم ہے آپ تمام مظلوم و محکوم مسلمانوں کے رہبر تھے۔ آپ نے امریکا اور نیٹو کو شکست دی، لیکن آپ نہیں دیکھ سکے کہ آپ کے بعد امریکا کس طرح رُو بہ زوال ہے!

آپ نے زندگی کی تمام لذتیں مظلوم افغانوں کے لیے قربان کر دیں۔ ساری زندگی اللہ کی راہ میں گزار دی۔ اس مبارک راہ میں آنکھ کی قربانی دی اور کئی بار زخمی بھی ہوئے۔ آپ نے زندگی اسلامی نظام کے نفاذ، مظلوم مسلمانوں کی آزادی و خود مختاری اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد میں گزار دی۔ آپ کی ساری زندگی مشقتوں سے عبارت تھی۔ آپ نے کبھی زندگی کی آسائش سے فائدہ نہیں اٹھایا اور نہ کبھی دنیا کی عارضی لذتوں سے مستفید ہوئے۔

محترم امیر!

آپ ابھی آرام کریں۔ سکون سے سو جائیں۔ تشویش نہ کریں۔ آپ کے پیروکار آپ کے مقدس مشن پر عمل پیرا ہیں۔ آپ کے مقدس مشن سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کا مشن پورا کیا جائے گا۔ آپ کے روحانی فرزندوں نے اس شخص کو اپنا امیر منتخب کیا، جن پر آپ نے اپنی زندگی میں بھرپور اعتماد کر کے اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ آپ نے امریکا اور نیٹو کو شکست دے کر ان کا غرور خاک میں ملا دیا۔ ہم بھی ان کی طاقت پہاڑوں میں دفن کر کے دنیا کے لیے عبرت کا نشان بنا دیں گے۔ اب وہ زوال کی آخری ہچکولے لے رہا ہے۔ ہمارے دلوں میں یہ ارمان ہے کہ کاش آپ زندہ ہوتے اور امریکا اور نیٹو کی شکست کا مزہ اٹھاتے، لیکن تقدیر کا کھیل کچھ اَور تھا۔

محترم قائد!

ہم نے آپ کی زندگی میں ہی دیکھا، جو آپ کے راستے سے الگ ہوئے، وہ گم راہ ہو گئے۔ وہ آج تک شرمندہ ہیں۔ ہم ایک قدم بھی راہِ حق سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اور نہ ہی امارت اسلامیہ سے غداری کریں گے۔ اب کامیابی کی کشتی ساحل کے قریب پہنچ گئی ہے۔ شہداء کی روحیں بہت جلد خوش خبری سنیں گی کہ افغانستان آزاد ہوا اور فرسودہ جمہوری نظام زمین بوس ہو کر اسلامی نظام ہو گیا ہے۔

محترم امیر!

اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہی تو افغانستان کی فتح کے بعد جذبہ جہاد سے لبریز نوجوانوں کے لشکر دیگر مظلوم و محکوم مسلمانوں کی آزادی کے لیے روانہ ہوں گے۔ کشمیر کو آزاد کرایا جائے گا۔ مسجد اقصیٰ پر سفید پرچم لہرایا جائے گا۔ عراق کی طرف جائیں گے۔ بغداد کے شہداء اور اولیاء کی ارواح کو فتوحات کی خوش خبری سنائیں گے اور تمام دنیا پر خلافت کا سایہ قائم کیا جائے گا یا آپ کی طرح زندگی کی آخری سانس تک جہاد اور قربانی کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔

محترم قائد!

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ روزِ محشر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھائیں۔ ہم دعا کرتے ہیں آخرت میں ہم اور آپ سب اکٹھے ہو جائیں۔

آمین، یارب العالمین

نئے امیر کے خطاب سے چند نکات

نئے امیر محترم ملا اختر محمد منصور نے اپنے پہلے خطاب میں بڑے تحمل، اخلاص اور مؤثر انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کا خطاب سامعین کے دل پر اثر انداز ہوا۔ انہوں نے بلاجھجک امارت اسلامیہ کے سربر آوردہ رہنماؤں اور شیوخ کے سامنے سنجیدگی کے ساتھ عام فہم اور نرم لہجے میں اپنے زرین خیالات کا اظہار کیا۔ ملا منصور حفظہ اللہ کے خطاب کے چیدہ چیدہ نکات پیشِ خدمت ہیں۔

1... وہ رہبری شوری (سپریم کونسل) کے رکن تھے، لیکن انہوں نے رہبری شوری کے اس اجلاس میں شرکت نہیں کی، جس میں نئے امیر کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ انہوں نے سپریم کونسل کے سامنے چند ابتدائی باتیں عرض کیں اور امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع دی۔ لیکن انتخابی اجلاس میں شرکت نہیں کی، تاکہ وہ آزادانہ طور پر اپنے نئے امیر کا فیصلہ کرلیں۔

2... انہوں نے شوری کو یقین دہائی کرائی کہ شوری جو بھی فیصلہ کرے، وہ قبول کریں گے۔

3... انہوں نے اتحاد پر زور دیا اور یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ ناراض ساتھیوں کو منانے کے لیے بھرپور کوشش کریں گے۔

4... اپنے خطاب میں اس طرف بھی اشارہ کیا کہ امارت اسلامیہ میں اختلافات پیدا کرنے کے خدشات وہ اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کے نتائج سے بھی پوری طرح آگاہ ہیں۔

5... انہوں نے یہ اہم بات کی کہ اگر آپ میں سے کسی نے کوئی افواہ سنی تو اس پر یقین کرنے سے پہلے اس کی تحقیق کریں۔

یقینا یہ بہت اہم بات ہے۔ انہوں نے ان تمام پروپیگنڈوں اور افواہوں کو مسترد کر دیا، جو مغربی میڈیا کی جانب سے ان سے متعلق شایع کیا جارہا تھا۔

6... انہوں نے نام نہاد مذاکرات کا ڈھنڈورا بھی مسترد کر دیا۔

اپنے خطاب میں مصالحت اور مذاکرات کا ڈھنڈورا دشمن کا پروپیگنڈہ قرار دیا اور یہ واضح کردیا کہ مجاہدین اور مسلمان ایسے پروپیگنڈوں پر کان نہ دھریں۔

7... انہوں نے مجاہدین پر زور دیا کہ وہ اخلاص، للّٰہیت، تقوی اور توکل کا معیار اپنائیں۔

8... اہلیت کی بنیاد پر خدمات کے مواقع فراہم کیے جائیں گے۔

9... مجاہدین کی صف میں لٹیروں، قاتلوں اور جرائم پیشہ عناصر کے خلاف کارروائی کرنے پر زور دیا گیا، جن کی وجہ سے جہاد بدنام ہو رہا ہے۔

10... مجاہدین کو عوام کے ساتھ حسنِ سلوک کی ہدایت کی اور عوام کی حمایت اور تعاون حاصل کرنے پر زور دیا۔

11... تمام معاملات کو شریعت اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل کرنا اور دشمن کے ساتھ ایسے سلوک سے گریز کرنا، جو خلاف شریعت ہو۔

محترم ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کے خطاب میں یہ مذکورہ چند نکات نہایت اہم اور غور طلب ہیں۔ اگر ان پر عمل درآمد کیا جائے تو امت کے اتحاد کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ ان تمام عوامل کا سدباب کیا جائے گا، جو آپس کے اختلافات کو ہوا دینے، طالبان اور عوام کے درمیان دوریاں پیدا کرنے اور مقدس جہاد کو نقصان پہنچانے کا باعث بنیں گے۔

فتوحات کا سلسلہ جاری ہے

ابو عابد

ملکی اور بین الاقوامی میڈیا پر یہ خبر بریکنگ نیوز کے طور پر چلائی جا رہی تھی کہ "سرپل میں 100 افغان سکیورٹی اہل کاروں نے طالبان کے سامنے ہتھیار ڈال دیے ہیں، جس کے بعد یہ ضلع طالبان کے قبضے میں چلاگیا ہے۔ہلمند کا ضلع نوزاد بھی طالبان نے فتح کر لیا ہے۔کندوز میں حکومتی کنٹرول کا واحد علاقہ 'اقتاش' بھی طالبان کے قبضے میں ہے۔ کنڑ کے ضلع مروره میں بھی 8 چیک پوسٹیں طالبان نے فتح کی ہیں۔"

اب میڈیا میں ایسی خبریں روز کا معمول بن گئیں ہیں۔اس سے قبل بھی افغانستان کے طول وعرض سے طالبان کے حملوں کی رپورٹیں دی جاتی رہی ہیں، لیکن حالیہ دنوں میں افغانستان کے مختلف علاقوں میں حملوں نے دوسری صورت اختیار کرلی ہے۔'مختلف اضلاع کی فتوحات، دشمن کا اپنے بڑے مراکز سے فرار اور بڑی تعداد میں حکومتی فورسز کا ہتھیار ڈالنااور جہاد کی راہ میں عوامی حمایت' وہ عوامل ہیں، جنھوں نے اس جہادی جدوجہد میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔گزشتہ مہینے کی کچھ اہم فتوحات کا مختصر خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:

3 جولائی 2015 کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع جلریز میں افغان ملیشیا کی 14 چیک پوسٹیں فتح ہوئیں۔ 40 سے زاید اہل کار ہلاک اور ان کا تمام اسلحہ مجاہدین نے غنیمت کر لیا۔ان اہل کاروں کو کابل اور بامیان جانے والی شاہراہ کی سکیورٹی سنبھالنے کے لیے تعینات کیا گیا تھا، جہاں وہ طالبان کے ایک بڑے حملے میں فنا کے گھاٹ اتر گئے، جس سے کابل گورنمنٹ کو سخت دھچکا لگا۔

6 جولائی کو صوبہ فاریاب کے ضلع پشتون کوٹ میں مجاہدین کے ایک بڑے حملے کے نتیجے دشمن کی 6 چیک پوسٹیں فتح ہوئیں اور بہت سے علاقے دشمن کے چنگل سے چھڑالیے گئے۔اسی دن اسی صوبے کے ضلع قیصار میں بھی مجاہدین نے ایک اہم بازار اور 8 دیہات دشمن کے وجود سے پاک کر لیے اور دشمن اہل کاروں کو اپنی چیک پوسٹ چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا۔یاد رہے کہ فاریاب وہ صوبہ ہے، جس میں رواں جہادی آپریشن کے دوران بدخشان، کندوز اور بغلان کی طرح اہم کامیابیاں مجاہدین کو حاصل ہوئی ہیں۔

اس واقعے کے بعد ہلمند کے ضلع کجکی میں مجاہدین نے دشمن کی 3 چیک پوسٹیں فتح کر لیں اور بڑی مقدار میں اسلحہ بھی مجاہدین کو غنیمت کے طور پر ملا۔

12جولائی کو مجاہدین نے ملک کے مرکزی صوبے بغلان کے ڈنڈ غوری نامی علاقے سے ملحقہ گورکند کد کا اہم فوجی اڈہ فتح کر لیا اور وہاں تعینات فوجی فرار ہوگئے۔یہ اس صوبے میں دشمن کا آخری فوجی مرکز تھا، جس کی فتح کے بعد اس ضلع میں اشرف غنی حکومت کی عمل داری مکمل طور پر ختم ہوگئی ہے۔

13 جولائی کو مجاہدین نے فاریاب کے علاقے شیریں تگاب میں دشمن کی 22 چیک پوسٹیں فتح کیں، جس کی وجہ سے 40 دیہات... جو اس سے قبل افغان ملیشیا کے مراکز تھے... اب مجاہدین کے قبضے میں آگئے ہیں۔اس فتح کے دو دن بعد اسی صوبے کے ضلع المار میں مجاہدین نے دشمن کی 12 چیک پوسٹیں فتح کر لیں، جس سے دشمن کو 42 کے قریب دیہات سے ہاتھ دھونا پڑا۔المار میں فتح ہونے والے علاقوں میں ایک اہم علاقہ "قرابیہ" ہے، جو اسٹریٹیجک اہمیت کا حامل ہے۔اس کی فتح کے بعد دشمن کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی ہے۔کیوں کہ اس علاقے سے مجاہدین بہت آسانی سے صوبہ فاریاب کے علاقے 'میمونہ' کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔

25 جولائی کو صوبہ بدخشان کے ضلع وردوج میں تیرگران کے علاقے میں دشمن کے ایک اہم فوجی اڈے کے تمام اہل کار مجاہدین کے سامنے سرنڈر ہوگئے۔اس واقعے میں 120 اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالے۔ان ہتھیاروں میں 10 ہیوی مشین گنیں، 10 آر پی جی راکٹ لانچر، 90 کلاشنکوفیں، 2 توپیں، کئی مارٹر گولے ور اس کے علاوہ بے شمار گولیاں اور فوجی گاڑیاں بھی شامل ہیں۔

اس فوجی اڈے کے ساتھ دشمن کی 6 چیک پوسٹیں بھی فتح ہوئی ہیں اور اس علاقے کے 12 بڑے دیہاتوں سے دشمن کا صفایا ہو گیا ہے۔وردج میں فوجی اڈے کی فتح نے حکومت اور اس کے تعلق داروں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ حکومت کے اعلیٰ افسران اپنے اُن اہل اکاروں پر برس پڑے، جنہوں نے اس واقعے کے صحیح حقائق میڈیا کو بتائے تھے۔اور انہوں نے طالبان کی خبر کی تائید کیوں کی ہے کہ ضلع ہمارے کنٹرول سے نکل گیا ہے؟

وردج میں اہل کاروں کا اتنی بڑی تعدا میں سرنڈر ہونا ایک بڑا واقعہ تھا، لیکن اس واقعے کے دو روز بعد اسی قسم کا ایک واقعہ صوبہ سرپل کے ضلع کوہستانات میں پیش آیا، جہاں افغان ملیشیا کے 100 اہل کاروں نے متفقہ طور پر طالبان کے سامنے ہتھیار ڈال دیے تھے۔ انہوں نے حکومتی حمایت سے تائب ہوکر اپنے زیرِ کنٹرول علاقے مجاہدین کے سپرد کر دیے۔مجاہدین نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ضلع کوہستانات کے مرکزی ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا اور ایک دن کی جھڑپ کے بعد یہ ضلع بھی مکمل طور پر مجاہدین نے فتح کر لیا۔ضلع کوہستانات کی فتح کے دوران دوسرے غنائم کے ساتھ مجاہدین کو دشمن کی 13 فوجی گاڑیاں بھی غنیمت کے طور ہاتھ آئیں۔یاد رہے کہ دشمن سے حاصل ہونے والے غنائم نے خاص طور پر اسلحے اور بلٹ پروف گاڑیاں جہادی آپریشن کی اثرپذیری میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

رواں سال کی فتوحات میں دشمن کے متعدد اضلاع اور فوجی مراکز طالبان نے فتح کیے ہیں۔مجاہدین نے بھاری اسلحہ سے لیس کئی فوجی ٹینک بھی غنیمت کیے ہیں، جن میں اکثر بلٹ پروف ہیں۔

28 جولائی کو مجاہدین نے صوبہ کندوز میں افغان ملیشیا کے زیرِ کنٹرول واحد علاقہ 'اقتاش' جو 45 دیہات پر مشتمل ہے، فتح کیا۔اسی طرح قلعہ زال میں بھی مجاہدین نے خاطر خواہ پیش رفت کی ہے۔حکومتی ترجمان بھی یہی کہتے رہے کہ مجاہدین نے ان بلٹ پروف گاڑیوں سے استفادہ کیا، جو انہوں نے چہار درہ اور دشتِ ارچی میں افغان فوج سے جنگ لڑ کر بطور غنیمت حاصل کی تھیں۔ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ ملک کے مشرقی صوبے کنڑ کے ضلع مرورہ اور جنوبی صوبے ہلمند میں ضلع موسیٰ قلعہ مجاہدین نے فتح کر لیا ہے۔ان عظیم فتوحات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک میں جاری جہادی آپریشن اور فتوحات نے ایک نئی شکل اختیار کرلی ہے اور آئے روز مجاہدین کی کارروائیوں میں شدت دیکھنے میں آ رہی ہے۔

قندوز کی فتح... مگر کیسے...؟

عبد اللہ

تجزیہ کار اس بات کو بہت اہمیت دے رہے ہیں کہ "وہ لوگ... جنہیں کچھ عرصہ پہلے تک... بلکہ ابھی تک ناتجربہ کاری کا طعنہ دیا جاتا رہا ہے اور اب بھی ان کاندھوں پر بندوق لٹک رہی ہوتی ہے، لیکن پاؤں کو کانٹوں سے بچانے والا جوتا ٹوٹا ہوا ہے... وہ "قندوز جیسی فتح" کا سہرا اپنے سر پر سجانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔"

طالبان کی اس اہم کامیابی کی وجہ سے سوشل میڈیا پر ایک جشن کا ساسماں ہے۔ اس فتح کو جن الفاظ سے یاد کیا جا رہا ہے، یوں محسوس ہوتا ہے کہ ساری دنیا کی ہمدردیاں سمٹ کر طالبان کی قدموں میں آ ڈھیر ہوئی ہیں۔ بے سروسامان لوگوں کے ساتھ محبت کا یہ عالم... اللہ اللہ! جذبات کی آبشاریں ہیں، جو آنکھوں سے بہہ کر مرجھائے ہوئے چہروں کا غبار دھو رہی ہیں۔ دوسری طرف افغان حکومت کے وہ مظالم... جن کا تذکرہ ایک ذمہ دار افغان عہدیدار نے کیا ہے کہ:

"میں سمجھتا ہوں، قندوز جیسا اہم دفاعی شہر ہمارے ہاتھوں سے بلاوجہ نہیں نکلا۔ اس کا یہ سبب قابلِ توجہ ہے کہ ہماری حکومت شہریوں کو انصاف، بنیادی ضروریات اور امن وامان دینے سے عاجز آ گئی ہے۔ افغان حکومت میں قومی خزانوں کے حوالے سے بڑھتے ہوئے غیر ذمہ دارانہ رویے نے شہریوں کو یہ جرأت دی ہے کہ وہ کھُل کر طالبان سے ہمدردی کا اظہار کریں۔"

یہ ایک پرانی روایت ہے کہ جب کوئی مخالف اپنے دشمن کو کسی بھی طرح شکست سے دوچار کرتا ہے تو کم ظرف دشمن اپنی شرمندگی چھپانے کے لیے پروپیگنڈے کا سہارا لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے شکست خوردہ افغان حکومت نے کہنا شروع کیا ہے کہ "ہم قندوز واپس لینے کی تیاری کر رہے ہیں... ہماری فوجیں بہت جلد قندوز سے طالبان کا قبضہ چھڑوا لیں گی... امریکا ہماری مدد کر رہا ہے... ہم نے جوابی کارروائی میں پچاس سے زاید 'شدت پسندوں' کو ہلاک کر دیا ہے..." لیکن خبریں فراہم کرنے والے ادارے کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ 'یہ واضح رہنا چاہیے کہ اب تک افغان حکومت کے اِن دعووں کی تصدیق نہیں ہو سکی ہے۔'

طالبان اچھی طرح جاننے لگے ہیں کہ جنگ میں جنگ سے زیادہ سیاست وحکمتِ عملی کو بروئے کار لایا جائے تو مقصد حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ آج کی دنیا کی وہ حقیقت ہے، جو جنگوں کا اہم حصہ بن گئی ہے۔ مخصوص ذہنیت والے مٹھی بھر تجزیہ کار یہ کہہ رہے ہیں کہ 'محسوس ہوتا ہے افغان فوج کا قندوز شہر سے فرار... درحقیقت 2001ء کے سانحات کے مردہ جسم میں روح پھونکنے کے مترادف ہے۔ اس بات کا بہت امکان ہے کہ سرکاری فوجوں کی پسپائی طالبان کو چاروں طرف سے گھیر کر مارنے کی پالیسی ہو۔ کیوں کہ ایسا تب ہوا تھا، جب امریکا کے شدید حملوں کی وجہ سے قندوز طالبان کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ اور دوستم کے ذریعے طالبان کو ہتھیار ڈالنے کا کہا گیا اور سرنڈر ہونے والوں کو بند کنٹینروں میں 'بھر' کر کڑکتی دھوپ میں گلنے سڑنے کے لیے چھوڑ دیا گیا تھا۔' سازشوں، غداریوں اور دھوکوں کا ایک بازار تھا، جس کی گرمی نے طالبان کو 'جُھلسا' کر رکھ دیا تھا۔ لیکن کیا وہ شہر... جو پسپائی کے بعد سب سے پہلے طالبان کے ہاتھوں سے نکلا تھا، اُس کے باسی آج بھی وہ پرانی تاریخ دُہرانے کی کوشش کریں گے، اس حوالے سے تجزیہ کار مختلف آراء سامنے لا رہے ہیں۔ کچھ کا کہنا ہے کہ قومی عادات میں تبدیلی کم ہی واقع ہوتی ہے، البتہ وہ عادات ترقی ضرور کرتی ہیں اور آئندہ کسی موقع پر وہ کسی نئے روپ میں جلوہ گر ہو کر ایسا طوفان اٹھاتی ہیں کہ لوگ پرانے قصوں کو بھول جاتے ہیں۔ اس لیے "شمالی اتحاد" کے حوالے سے خدشات اپنی جگہ برقرار ہیں... لیکن کیا یہ درست ثابت ہو پائیں گے یا نہیں، اس بارے میں کوئی بھی رائے یا فیصلہ ظاہر کرنا آنے والے وقت کے ذمہ ہے کہ وہ کیا دکھاتا ہے؟

البتہ کچھ لوگوں کا ماکہنا ہے کہ اب حالات بہت مختلف ہوگئے ہیں۔ اور خانہ جنگی کے بعد اُٹھنے والے طالبان اور آج افغان حکومت کے ظلم وستم کے بعد "بطور حق پسند فریق" غالب آنے والے طالبان میں بہت فرق ہے۔ ایک دنیا نے اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ افغان حکومت اور طالبان میں سے کون سا فریق ایسا ہے، جو افغان معاشرے سمیت پورے خطے کے لیے مفید اور کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ پہلی دفعہ طالبان کو قندوز پر "قبضہ جمانے" میں کیا مشکلات درپیش تھیں اور آج طالبان کو قندوز پر "فتح کا جھنڈا لہرانے" میں کیا آسانیاں میسر رہی ہیں۔ اگر اس اہم اور بنیادی نکتے کو سمجھ لیا جائے تو یہ کہنا مشکل نہیں ہے کہ اب طالبان کو قندوز اپنے ہاتھوں میں رکھنے میں افغان حکومت کے علاوہ علاقائی طور پر ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہوگا، جو طالبان کو تنگ کر سکے۔ ایک صاحب کا کہنا ہے:

"قندوز کو بے وفا مت سمجھا جائے۔ اگر نائن الیون کے بعد قندوز نے سقوط میں پہل کی تھی تو اب واپسی میں بھی پہل کی ہے۔ صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ رہا ہے۔ اور قندوز یہ بھی بتانا چاہتا ہے کہ 'ضروری نہیں کہ ہر پشتون مخلص ہو اور ہر فارسی، تاجک اور ازبک غدار ہو۔'
شکریہ اے قندوز جان!!!"

یقیناً یہ ایک درست رائے ہے، لیکن اگر قندوز پر طالبان کا قبضہ برقرار رہتا ہے تو بعد ازاں قندوز کے شہریوں نے اپنا پرانا، لیکن افسوس ناک عمل نہ دُھرانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو ہمیں صدقِ دل سے اس حقیقت کا اعتراف کرنا ہوگا کہ ایسا سب کچھ طالبان کی اُن متاثر کن پالیسیوں کی بدولت ہوا ہے، جو افغانستان کے معروضی حقائق کا ادراک کرتے ہوئے طے کی گئی ہیں۔ جنگ زدہ افغانستان اور اُس کے ستائے ہوئے عوام امن کا نعرہ لے کر اُٹھنے والے طالبان سے کس چیز کی توقع رکھتے ہیں، یہ وہ بنیادی شے ہے، جسے طالبان نے سمجھ لیا ہے۔ درست بات یہی ہے کہ 'اچھے سے اچھا کر دِکھانا' اُسی وقت ممکن ہوتا ہے، جب پس پردہ لاتعداد تلخ وشیریں تجربوں کی کمک موجود ہو۔ قندوز کی فتح کے بعد امیر المؤمنین حفظہ اللہ کی جانب سے جاری ایک اعلامیہ اس امر کی نشان دہی کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

" قندوز کے شہری اپنے جان ومال کی حفاظت کے متعلق تشویش میں مبتلا نہ ہوں۔ وہ بے فکر رہیں اور اپنی زندگی اور روزمرہ کے کاموں کو معمول کے مطابق جاری رکھیں۔ ہم حالیہ جنگ سے متاثر ہونے والی تاجر برادری، مزدور طبقے اور ہنر مندوں سمیت ہسپتال، اسکول، میونسپلٹی اور عوامی خدمات میں مصروف تمام ساجی ارکان سے کہنا چاہتے ہیں کہ حاصل ہونے والی امن کی اِس فضا میں اپنے کام اور مصروفیات کسی قسم کے خوف اور تشویش کا احساس کیے بغیر جاری رکھیں۔ مجاہدین ان کے بھائی ہیں اور ان کے جان ومال کے تحفظ کے لیے اپنی ذمہ داری سے آگاہ ہیں۔ واضح رہے کہ مجاہدین کسی کو تکلیف پہنچانے یا کسی کی عزتِ نفس کی توہین کرنے کی فکر میں نہیں ہیں، بلکہ ان کی تمنا اور آرزو یہ ہے کہ وہ عوام کو زیادہ سے زیادہ آرام اور سہولیات فراہم کرسکیں۔"

اسی طرح افغان عوام کا وہ طبقہ... جو اپنی قومی غیرت کا گلا گھونٹ کر امریکا کی کٹھ پتلی افغان حکومت کا حصہ بن گیا تھا، امیر المؤمنین حفظہ اللہ کا ان کے بارے میں بیان کافی تسلی بخش ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"سرکاری اداروں سے منسلک وہ افیسرز یا سیکورٹی اہل کار... جو بعض جنگی محاذوں پر ہماری مخالفت میں لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا ہماری طرف سے کسی انتقام کے خوف سے رُوپوش ہیں... اُن کے لیے ہمارا پیغام یہ ہے کہ امارت اسلامیہ کا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ دشمن میڈیا نے ہمارے بارے میں جو منفی پرپیگنڈا کیا ہے، وہ سراسر غیر حقیقی ہے۔ امارت کے مجاہدین کو اپنے عوام سے انتقام لینے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ مجاہدین اپنی آمد کے ساتھ مجرموں کے لیے 'عام معافی' کا پیغام ساتھ لائے ہیں۔ جب ایسے لوگ ماضی میں مجاہدین کا ٹارگٹ تھے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ غیر ملکی استعمار اور کٹھ پتلی حکومت کی صف میں عملی طور پر کھڑے تھے۔ اگر وہ اب اس قومی غیرت کو داغ دار کرنے والے منفی کردار سے منحرف ہوتے ہیں اور مخالف صف سے اپنا رابطہ منقطع کرتے ہیں تو امارت اسلامیہ کی جانب سے جاری عام معافی کا 'پروانہ' لے کر آجائیں، اُن کے لیے ہمارے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم انہیں گلے لگائیں گے۔ وہ اطمینان سے 'دعوت وارشاد پروگرام' کے ذریعے مجاہدین سے رابطہ کرسکتے ہیں، تاکہ انہیں اپنے جان ومال کی حفاظت کا احساس مل سکے۔"

اسی طرح افغانستان میں مختلف خدمات کی انجام دہی میں مصروف این جی اوز کے بارے میں یہ فیصلہ کتنا دانش مندانہ ہے:

"صوبہ قندوز میں انسانی امداد کے کارکنوں، خصوصی کمپنیوں اور مواصلاتی نظام کے کارکنوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اپنے طے شدہ امور کو نارمل طریقے سے جاری رکھیں۔ اگر کوئی مسئلہ اور ضرورت پیش آتی ہے تو اپنی شکایات کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے 'این جی اوز، کمپنیوں کے کنٹرول و تنظیم کمیشن' سے درج ذیل نمبروں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے، تاکہ مسائل کو بروقت حل کرکے معمول کے امور جاری رکھیں جائیں۔ رابطے کے نمبر:

مرکزی نمائندہ:0702470268

نمائندہ قندوز:0786231649

این جی اوز اور کمپنیوں کے کنٹرول و تنظیم کمیشن"

عیدالاضحی کے موقع پر امیر المؤمنین کی جانب سے پیغام میں کہا گیا تھا کہ "ہم اپنی منزل کے قریب پہنچ گئے ہیں۔"

قندوز جیسا اہم شہر، بلکہ صوبائی دارالحکومت فتح کرلینا کوئی معمولی کامیابی نہیں ہے۔ اس سے پہلے 'نوزاد اور موسیٰ قلعہ' پر فتح کے پرچم لہرانے کا مطلب یہ ہے کہ افغان حکومت میں وہ دم خم نہیں ہے، جس کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ 'اشرف غنی جلد یہ علاقے طالبان سے واپس چھین لیں گے۔' ہم افغان حکومت کی یہ دھمکیاں برسوں سے سنتے آرہے ہیں، لیکن عملی طور پر کچھ بھی تو نہیں ہوتا۔ موسیٰ قلعہ کی جنگ میں طالبان کی فتح کے بعد وہاں کے ضلعی گورنر 'محمد شریف' نے برطانوی خبر رساں ایجنسی 'رائٹرز' سے بات کرتے ہوئے کہا:

"بدھ کو طالبان کے حملے کے بعد وہ شہر سے نکل گئے تھے۔ ہم کئی دنوں سے اضافی مدد مانگ رہے تھے، لیکن کوئی بھی نہیں آیا، جس کی وجہ سے یہ ہوگیا۔"

افغان حکومت کے دن اتنے بُرے ہوگئے ہیں کہ وہ واقعتاً کچھ کرنے کے قابل ہی نہیں ہے۔ سیکڑوں فوجیوں کا ایسی شرم ناک حالت میں قندوز سے پسپائی اختیار کرلینے سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اول تو افغان فوج کی اکثریت طالبان سے جنگ کرنا ہی نہیں چاہتی۔ اور دوسرا یہ کہ اگر وہ مجبوری کے تحت جنرل شیر محمد کریمی کے حکم کی تابع داری کرتی ہے تو طالبان سے جنگ کے دوران بھاگ جاتے ہیں اور اُن کی پہلی کوشش یہی ہوتی ہے کہ کسی طرح طالبان کی صفوں میں جا پہنچیں۔ وہ جان کی امن پانے کے لیے طالبان کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔ طالبان کی صفوں میں شامل ہوجانے کی ایک دل چسپ وجہ یہ بھی سامنے آئی ہے کہ یہاں 'اندھی موت کے امکانات' کم ہوجاتے ہیں۔ وہ اس طرح کی افغان فوج یا پولیس میں کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ اُن کا ہی کوئی اہل کار گولیوں کی بوچھاڑ کرکے اپنے ہی ساتھی اہل کاروں کو امریکی کٹھ پتلی کی 'بھینٹ' چڑھا دیتا ہے، جب کہ طالبان کی صفوں میں ایسا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تیسرا یہ کہ اب نیٹو یا امریکا کے لیے طالبان سے لڑنے کے لیے درکار پہلے جیسی دل چسپی برقرار نہیں رہی۔ وہ یہاں سے فرار چاہتی ہے، تاکہ تھکے ماندے، نفسیاتی اور جسمانی امراض میں گھرے ہوئے امریکی فوجی اپنے ملک جاکر آرام کرسکیں۔ اگر امریکا کو جنگ کا پانسہ پلٹنا ہے تو اسے فضا سے زمین پر آنا ہوگا اور افغان فوج میں اتنی جرأت پیدا کرنا ہوگی کہ وہ طالبان کے سامنے ڈٹ کر کھڑی ہوسکے۔ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ افغان حکومت طالبان کی اس فتح کو ٹھنڈے پیٹوں ہضم نہیں کرپائے گی، اس لیے اس کی کوشش ہے کہ قندوز کو واپس حاصل کیا جائے۔ اس بات کا بہت قوی امکان ہے کہ طالبان کے ہاتھوں فاریاب میں عبرت ناک شکست کا مزہ چکھنے والے دوستم بھی افغان حکومت کے ساتھ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں گے، لیکن سوال یہ ہے کہ امریکی امداد کے باوصف افغان حکومت کی یہ کاوشیں کارآمد ثابت ہوں گی؟ اگر ایسا ناممکن نہیں تو بے حد مشکل ضرور ہے اور اس کے لیے بڑے دل گردے کی ضرورت پڑے گی۔ اور یہی وہ چیز ہے، جس کا طالبان دشمنوں کے ہاں ہمیشہ سے بحران رہا ہے۔

اگر امریکا اور اشرف غنی ایسا کچھ نہیں کرسکتے اور دوسروں سے امداد کی بھیک مانگتے رہنا ہے تو پھر انہیں اس بات کے لیے تیار رہنا ہوگا کہ سارے کا سارا افغانستان طالبان کے ہاتھوں میں چلا جائے۔ سچ یہ ہے کہ اب افغان فوج میں جنگ کے لیے کوئی دل چسپی نہیں ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ امریکا کا پٹھو بن کر اپنے ہم وطنوں کے ساتھ جان لیوا لڑائی لڑی جائے، جو سراسر گھاٹے کا سودا ہے۔ اور یہ وہ اہم سبب ہے، جس نے طالبان کو قندوز میں فاتحانہ قدم رکھنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

ملا خبیر احمد مجاہد

بہادری، ہمت، شجاعت اور روحانیت کے عظیم مینار

مولوی میر احمد گل ہاشمی شہید کو نذرانہ عقیدت

مولوی میر احمد گل ہاشمی شہید رحمہ اللہ افغانستان کی مجاہد پرور زمین کے عظیم سپوت تھے ۔ میرے پاس ان کی دینی غیرت، جہادی خدمت، اور قربانیوں کے تذکرے اور تمثیل کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔

کیوں کہ مولوی میر احمد گل ہاشمی کی زندگی، جہاد، طالب علمی، فراغت، سمجھداری، تدبیر اور بالاخر شہادت غرض کوئی بھی پہلو چھیڑا جائے تو وفا، دیانت، اطاعت، متانت اور اسلامی جذبہ خودداری کے لامتناہی باب ملیں گے۔

میں نے درجہ بالا الفاظ لکھنے کی جرات اسی لیے کی ہے کہ میرے سامنے شہید کی زندگی کے قیمتی لمحات اور کارنامے موجود ہیں۔ کیوں کہ ہم نے کئی سال زمانہ طالب علمی ایک ساتھ گذارا ہے، ہم درس رہے ہیں۔ اللہ تعالی نے انہیں خصوصی جہادی اور سیاسی فراست نوازا تھا اس لئے وہ میرے جہادی رہنما بھی رہے۔

ان کی سیاسی اور جہادی زندگی غیرت، بہادری، اطاعت اور برداشت سے بھرپور تھی۔ امارت اسلامیہ افغانستان کے قیام اور اٹھان سے قبل جب افغانستان کے ہر صوبے کے لیے اہل سنت والجماعت اتحاد کی بنیاد رکھی گئی میر صاحب صوبہ لوگر کی کابینہ میں ممتاز خدمات سرانجام دینے لگے۔ امارت اسلامیہ کے طلوع، حاکمیت اور امریکی جارحیت کے دوران اور پھر شہادت تک انہوں نے مختلف اہم ذمہ داریاں نبھائیں۔ اس مقدس راہ میں تکالیف، زخم اور جیلوں کے طرح طرح کے مراحل گذارے۔ اللہ تعالی نے تمام ادوار اور مراحل میں انہیں کامیاب رکھا۔

میر احمد گل ہاشمی کون تھے؟

مولوی میر احمد گل ہاشمی شہید مرحوم میر عبداللہ کے بیٹے تھے ۔ نسبا سادات تھے ۔ 42 سال قبل صوبہ لوگر مرکز کے مضافاتی گاوں "پادخواب شانہ" میں آنکھیں کھولیں۔ والد محترم اور دادا روحانی ہستیاں اور مستجاب الدعوات بزرگ رہے تھے ۔ عوام اور خواص میں انہیں خاص مقام حاصل تھا۔

تعلیم اور تدریس:

زمانہ طالب علمی اور پھر فراغت کے بعد کی زندگی سب کے سب خاکساری، ادب اور محبت سے بھرپور رہی۔ اپنے دور میں ممتاز اور ذہین طلبہ میں سے سمجھے جاتے تھے۔ اور جو کتابیں اساتذہ سے پڑھتے اللہ تعالی نے ان کتابوں کی تدریس کی قوت بھی انہیں عطا کی تھی۔ میر صاحب شہید نے اپنے ہاتھوں لکھی ہوئی سوانح اور آپ بیتیوں میں لکھا ہے کہ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی سے حاصل کی ہے۔ ثانوی تعلیم پڑوسی ملک پاکستان میں مختلف دینی مدارس سے حاصل کی ہے اور دستار فضیلت دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں باندھی ہے۔

اللہ تعالی کے دین کا یہ نامور سپاہی جن کا تعلق ایک بزرگ اور روحانی خاندان سے تھا مگر ساری زندگی کسی نے ان سے نہیں سنا یا محسوس نہیں کیا کہ انہوں نے کہا ہو کہ میں سید، ہاشمی یا بڑے علمی اور روحانی مرتبے کا مالک ہوں۔ اور میرا احترام کیا جائے۔ ہر استاد کے ہاتھ کو بوسہ دیتے حالانکہ اساتذہ ان سے کہتے کہ دیکھو تم سید ہو ہمارے ہاتھ مت چومو۔ مگر میر صاحب کا کمال تھا کہ ساری زندگی اپنے اساتذہ سے اسی ادب، عقیدت اور عاجزی سے ملتے رہے۔

ان کے ایک استاد شیخ القرآن والحدیث مولانا محمد اسماعیل رحمانی کہتے ہیں: مولوی میر احمد گل ہاشمی نے ان سے بہت سی کتابیں پڑھیں، باوجود اس کے کہ انتہائی ذہین تھے، مضبوط مطالعہ کرتے، وقت کبھی ضائع نہیں کرتے تھے، کتاب، مدرسے اور اساتذہ سے بے انتہا محبت رکھتے تھے۔ کبھی کبھی ساتھی ان سے کہتے کہ میر صاحب تم سادات ہو کوئی تعویذ دو یا کوئی دم کر دو۔ وہ مسکرا کر کہتے مجھے سب آتا ہے، اور ہر طرح کے تعویذ کی اجازت بھی حاصل ہے اور اللہ کے فضل سے میری تعویذ موثر بھی ہے مگر اس میدان میں بہت سے لوگ ہیں۔ وہی کافی ہیں۔ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔

میر صاحب کی زندگی کا سیاسی اور جہادی پہلو:

میر صاحب نے زمانہ طالب علمی کے دوران جب ان کی جوانی عروج پر تھی جہادی اور عملی جدوجہد سے انہیں خاص لگاو تھا۔ زمانہ طالب علمی کے سالانہ تین ماہ کی چھٹیاں دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ روسیوں اور ان کے کمیونسٹ کٹھ پتلیوں کے خلاف جہاد میں گذارتے، اہل سنت والجماعت کی صوبائی انتظامیہ کے اہم رکن تھے۔ مسلمانوں کے درمیان اصلاح، اتحاد اور منکرات کے خاتمے کے لیے انہوں نے بہت سی کوششیں کی۔ 1994 میں جب افغانستان کو شرپسندوں سے نجات دلانے کے لیے اسلامی نظام کے نفاذ کی خاطر عالی قدر

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی قیادت میں طالبان کی اسلامی تحریک کا آغاز ہو گیا میر صاحب ایک مخلص سپاہی اور کارکن کے طور پر میدان میں اترے۔ ان کے محاذ کے ایک قریبی ساتھی مولوی نذیر احمد اخندزادہ نے طالبان تحریک کے آغاز اور میر صاحب کے اخلاص کے بارے میں کچھ یوں کہا:

"غالباً جمعرات کا دن اور تحریک کے طلوع کے تازہ دن تھے، عصر کے وقت میر صاحب ہمارے مدرسے میں آئے، اس وقت ہم سرحد ور سک روڈ کے شیر داد گڑھی میں دارالعلوم ضیاء الاسلام میں مقیم تھے۔ مدرسے کے احاطے میں داخل ہوتے ہی مجھے کہا مدرسے کے سارے بڑے طلباء کو مسجد میں جمع کرو۔ ایک انتہائی اہم خبر لے کر آیا ہوں۔ خود وضو میں مصروف ہو گئے۔ جب طلبہ مسجد میں جمع ہو گئے تو میر صاحب نے اپنی گفتگو شروع کی جس میں تین اہم نکات کی طرف توجہ دلائی۔

اول: میڈیا کے تبصروں اور صحافیوں کی رپورٹوں پر توجہ مت دو کیوں کہ آج کے میڈیا کی حیثیت مغرب کے لاوڈ سپیکر سے زیادہ کچھ نہیں۔ میری بات سنو میں پورے یقین سے کہتا ہوں قندہار میں جو تحریک شروع ہوئی ہے۔ یہ لوگ واقعتاً سچے طالب ہیں۔ ہم نے اس حوالے سے مکمل تحقیق کرلی ہے یہ دینی مدارس کے طلبہ ہیں۔ ملک کو شکست وریخت سے بچانا چاہتے ہیں۔ افغانستان کی صورتحال بہت خراب ہے۔ آپس کے اختلافات نے افغانستان کو اب راکھ کا ڈھیر بنادیا ہے۔ اسلامی شرائع اور احکام کی توہین کی جارہی ہے، لوگوں کے جان ومال کو خطرات لاحق ہیں۔ جتنا جلد ہوسکے جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہو جاو۔

دوم: ہر صوبے کے طلبہ اپنا ایک عسکری ذمہ دار متعین کر دیں اور کل سے اس ذمہ دار کی قیادت میں افغانستان کی جانب سفر کریں۔

سوم: جن ساتھیوں کے پاس کرائے کے پیسے نہ ہوں وہ کچھ دن صبر کریں اور کچھ ہمدرد مسلمانوں سے جہاد کے لیے چندہ کر کے اس سے اپنے کرائے کا بندوبست کریں۔

اسلام اور راہ جہاد کا یہ عظیم فرزند مختلف محاذوں اور خط اول پر اپنے فداکار مجاہدین کے ساتھ معرکے کے میدان میں اترے اور اکثر اہم خطوط پر جہاں دشمن نے بہت انتظامات کیے ہوتے میر صاحب نے اس کی حفاظت اور دشمن پر فاتحانہ حملوں میں کلیدی کردار ادا کیا۔

مثال کے طور پر کابل کی فتح کی تاریخی جنگ جو ملابور جان شہید کی قیادت میں انہوں نے پکتیا کے کچھ علاقوں سے شروع کی۔ وہاں سے دشمن کا صفایا کرنے کے بعد مشرقی کی فتح اور پھر کابل تک جا پہنچے۔ ان تمام فتوحات میں میر صاحب نے بڑی تکلیفیں برداشت کیں اور جراتوں کی حیران کن داستانیں رقم کیں۔ یہاں تک کہ ملابور جان کی شہادت کے دن میر صاحب بھی آمنے سامنے فائرنگ میں شدید زخمی ہو گئے۔

اسی طرح میر صاحب تخار کے بنگی کے محاذ پر خط اول پر، لغمان میں دولت شاہ، لوگر میں پل قندہاری، کاپیسا میں تگاب، الہ سائی اور نجراب کے اضلاع میں، شمالی علاقوں میں شکر درہ، چاریکار، پل متک اور بگرام دولاری کے خط اول کے محاذوں پر اسی طرح بامیان کے حاجی گگ اور ننگرہار اور کنڑ کے مختلف حصوں میں امارت اسلامیہ کے ایک بہادر جہادی رہنما کی حیثیت سے انہوں نے جراتوں کے ناقابل فراموش کارنامے رقم کیے۔

صلیبی جارحیت اور میر صاحب:

مولوی میر احمد گل شہید نے اپنے ایک لکھے ہوئے انٹرویو میں صلیبی جارحیت کے خلاف جہاد کے آغاز اور حالات کے بارے میں بتاتے ہوئے لکھا ہے: جب امارت اسلامیہ نے صلیبی جارحیت کے باعث شہروں سے ملک کے دور دراز اور قبائلی علاقوں کی جانب عقب نشینی کرلی تو ساتھی منتشر ہو گئے۔ جب تک ساتھی پھر سے مربوط ہو کر منظم ہوتے اس میں چند ماہ لگے۔ مختصر وقفے کے بعد عملی جہاد کا آغاز کر دیا اور ضلع لوگر کے تمام علاقوں میں باوجود اس کے کہ حالات انتہائی پیچیدہ اور حساس تھے مگر ساتھیوں کی ہمت اور عوام کا تعاون اور اخلاص تھا کہ جارحیت پسندوں پر حملے شروع ہو گئے۔ مجاہدین نے لوگر میں ایسے حالات میں مکار دشمن پر حملے شروع کر دیے جب ان کا میڈیا مسلسل یہ پروپیگنڈہ کر رہا تھا کہ امریکی اور دیگر بیرونی فوجیوں کی گاڑیوں اور ٹینکوں وغیرہ پر کوئی اسلحہ بھی موثر نہیں ہوتا۔ جو بھی امریکی اڈوں کے قریب جاتا ہے یا حملے کی کوشش کرتا ہے وہ کئی کلومیٹر دور سے انہیں دیکھ لیتے ہیں۔ B52 طیاروں سے زمین پر ایک یا دو انچ کی چیز بھی دیکھ سکتے ہیں اور نشانہ بنا سکتے ہیں۔ مگر یقین کریں ہمارے لیے یہ سارے پروپیگنڈے ایک ایک جھوٹ ثابت ہو گئے۔

ضلع لوگر کے ایک معروف مجاہد جو، اب امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں ضلع غزنی کے

میر صاحب دو مرتبہ گرفتار ہوئے۔ ان کے جیل کے ساتھی موسی فرہاد کا کہنا ہے کہ دوران قید انہیں ایک انتہائی سخت مقام میں انہیں ڈالا گیا تھا۔ اس عرصے میں انہیں بہت زیادہ تکلیفیں دی گئیں۔ اس دوران ان کا وزن 100 کلو سے کم ہو کر 60 کلو تک آپہنچا۔ ان کا جسم انتہائی کمزور ہو گیا تھا۔ جن لوگوں نے انہیں پہلے دیکھا تھا ابھی دیکھ کر وہ پہچان ہی نہ سکے کہ یہ وہی میر صاحب ہیں۔ مگر باتیں اور ہنسی مذاق میں وہ وہی شخص تھے۔ کسی طرح کی تکلیف وہ محسوس نہیں ہونے دیتے تھے۔ ہر ایک کو تسلی دیتے، کبھی جیل کا سربراہ یا کوئی افسر آتا تو وہ ان سے دو ٹوک انداز میں واضح بات کرتے۔ مگر بداخلاقی سے احتراز کرتے۔ ساتھیوں سے کہتے کہ ایسی کوئی حرکت ہرگز نہیں کرنا کہ جس سے ہم انہیں کوئی بے آبرو اور آوارہ لوگ یا گھبراہٹ کا شکار نظر آئیں۔ ان سے پوری نزاکت، احترامانہ لہجے اور اخلاق کے ساتھ واضح حقائق بیان کرتے ہوئے بات کریں۔ جب تک وہ ہم سے بداخلاقی یا بے احترامی سے پیش نہیں آتے۔

جہادی ذمہ دار ہیں مولوی محمد قاسم صمیم کہتے ہیں: جب صلیبی جارحیت کو ابھی چند ماہ ہی ہوئے تھے میر صاحب لوگر میں ہمارے گھر آئے ان کے ہمراہ ضلع چرخ کے مولوی احمدی صاحب بھی تھے۔ میر صاحب نے کہا کہ ہمیں صلیبی جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد شروع کر دینا چاہیے۔ میں نے کہا کچھ عرصہ انتظار کرتے ہیں تاکہ حالات کچھ واضح ہو جائیں۔ مگر میر صاحب نے کہا کہ انتظار کرنا گناہ ہے۔ جہاد فرض عین ہے، اپنی استطاعت کے مطابق جہاد کو ترتیب دے دینی چاہیے۔ بس اس کے بعد ہم نے احمد صاحب اور ضلع چرخ کے مولوی محمد شہید رحمہ اللہ کے تعاون سے ایک میل راکٹ لانچر اور دو کلاشنکوف حاصل کر لیے۔ پہلی بار ہم نے ضلع چرخ کی عمومی شاہراہ پر رات کے ایک بجے گھات لگایا۔ جب دشمن کی مٹر گشت کی گاڑیاں وہاں پہنچیں ہم نے نعرۂ تکبیر کے ساتھ راکٹ فائر کیا۔ جس میں جارحیت پسندوں کی ایک جیپ مکمل تباہ ہو گئی۔ اس کے بعد برکی برک اور مرکز کے پل عالم کے علاقے کے مضافات میں بم دھماکوں اور راہوان کے حملے کیے۔ اس طرح میر صاحب کی کوششوں سے لوگر میں جہادی تحریک زندہ ہو گئی۔

جہاد کے آغاز کے بعد پہلی کارروائیوں متعلق میر صاحب نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا: پہلی بار ہم نے لوگر کے تنگی اور اغجان کے علاقے میں صلیبی فوجیوں کی ایک کانوائے پر کاری بم دھماکہ کیا جس میں کئی گاڑیاں تباہ ہو گئیں اور بہت سے فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے وہ بم مجاہدین نے خود بنایا تھا اور اس کا ریموٹ کارڈلیس ٹیلیفون سے بنایا گیا تھا۔ میں نے اسی وقت اپنے ساتھیوں سے کہا امریکی جھوٹ آپ لوگوں نے دیکھ لیا۔ کس طرح طالب کے ہاتھوں بنائے ہوئے بم نے ان پر موت نازل کر دی اور ان کی ساری تدبیریں الٹی ہو گئیں۔ اسی طرح ایک رات، میں اور ہمارے کچھ ساتھی "پاد خواب شانہ" اور "ابچکان" کی دشت میں امریکی فوج کی ایک کیمپ کے قریب اس پر مارٹر فائر کرنے کے لیے گئے۔ رات کے ایک بجے کا وقت تھا۔ ہم راکٹ لوڈ کر رہے تھے کہ ایک امریکی ہیلی کاپٹر ہمارے اوپر سے گذرا اور کیمپ کے گرد چکر لگانے لگا۔ مجھے خان محمد شہید اور طالب شہید نے کہا میر صاحب ہیلی کاپٹر نے ہمیں دیکھ لیا ہے اور پھر سے گھوم کر ہم پر حملہ کرے گا۔ میں نے کہا ہیلی کاپٹر کیمپ کے اوپر اپنے معمول کے گشت پر ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ایسا ہی ہوا۔ ہیلی کاپٹر نے کیمپ کے اوپر چند چکر لگائے اور پھر گردیز کی جانب چلا گیا۔ پھر ہم نے کیمپ پر راکٹ فائر کیے اور بھاری نقصان پہنچایا۔ میر صاحب نے کہا میں نے اسی وقت اپنے ساتھیوں سے کہا اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکیوں کا ایک اور جھوٹ ثابت ہو گیا۔ ہم نے دیکھ لیا کہ کیمپ سے چند سو کلومیٹر کے فاصلے پر بھی وہ ہمیں دیکھ نہ سکے۔

میر صاحب لکھتے ہیں: پھر ہم دن بدن با اعتماد ہونے لگے اور ہمارے حوصلے بڑھنے لگے، ہر جگہ دشمن پر فیصلہ کن حملے اور کارروائیاں ہونے لگیں۔

ذمہ داریاں:

باوجود اس کے کہ شہید میر صاحب لوگر کے مجاہدین کے ایک معروف اور مقبول رہنما تھے اور سینکڑوں سربکف مجاہدین ان کے زیر کمان تھے مگر انہوں نے کبھی اس کی پروانہ کی کہ انہیں بڑا عہدہ دیا گیا یا چھوٹا، اطاعت اور خدمت کا جذبہ ان کی رگوں میں ہمیشہ خون کے ساتھ دوڑتا رہا۔ جب طالبان کی تحریک پکتیا پہنچی ضلع سید کرم جو بدامنی سے بھرا علاقہ تھا یہاں تک کہ پکتیا کے مرکز گردیز کو اس بدامنی سے خطرات لاحق ہو جاتے تھے۔ امارت اسلامیہ کی جانب سے میر صاحب کو اپنے سرفروش ساتھیوں کے ہمراہ وہاں بھیجا گیا۔ قیادت نے اس نیت سے انہیں وہاں بھیجا کہ ان کے ساتھی وفادار اور بہادر ہیں، خود میر صاحب کا جنگی تجربہ بھی زیادہ ہے اس لیے انہیں ضلع سید کرم کا پولیس سربراہ متعین کیا گیا۔ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میر صاحب آپ کے پاس درجنوں کی تعداد میں وفادار اور بہادر مجاہدین ہیں۔ آپ کا بڑا نام اور بڑی حیثیت ہے۔ آپ صرف ضلع سید کرم کے پولیس سربراہ بننے پر رضامند ہو گئے ہیں۔ آپ کو تو پورے صوبہ پکتیا کا گورنر ہونا چاہیے تھا۔ میر صاحب نے مسکرا کر جواب دیا قیادت نے اسی کو ضروری سمجھا ہو گا، یا مجھ میں صلاحیت اور طاقت اتنی ہی انہیں نظر آئی ہو گی، دوسری بات یہ کہ تحریک ہمارا گھر ہے اس کے سارے چھوٹے اور بڑے عہدے ہمارے ہیں۔

اسی طرح امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں جب مولوی خوشحال ملنگ شہید کاپیسا کے گورنر اور مولوی محمد شریف سعید شہید ان کے نائب تھے میر صاحب عسکری ذمہ داریوں کے علاوہ صوبائی مستوفیت کے بھی ذمہ دار تھے۔ اسی طرح غزنی چھاونی کے نائب سربراہ، ننگرہار کے چند سوریزرو فوج کے سربراہ اور ضلع چپرہار کے ضلعی گورنر کے طور پر بھی انہوں نے پوری دیانت اور جذبہ خدمت کے ساتھ کام کیا۔

صلیبی جارحیت کے بعد میر صاحب مرحوم پانچ سال کے لیے لوگر کے ذمہ دار کے طور پر متعین ہوئے اور پوری ہوشیاری اور بہادری سے اس عرصے میں جہاد کی رہنمائی کرتے رہے۔ اس کے ساتھ عمومی عسکری کمیشن کے رکن بھی رہے۔ کچھ عرصہ کے لیے پرائیوٹ اداروں کے کمیشن کے سربراہ بھی رہے۔ اس کے بعد دو مرتبہ صوبہ ننگرہار کے گورنر بھی بنے۔ ننگرہار کی گورنری کے دوران میر صاحب جنگ میں گرفتار ہو گئے اور شدید تکالیف برداشت کیں۔ آزادی کے بعد دوسری مرتبہ پھر ننگرہار کے گورنر بنے۔ بالآخر شہید بھی اسی حال میں ہوئے جب وہ ننگرہار کے گورنر تھے۔

میر صاحب کی بہادری کا دلچسپ واقعہ:

مولوی محمد قاسم جو میر صاحب زمانہ طالب علمی کے قریبی ساتھی رہے کہتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانے میں ہم پشاور بورڈ کے علاقے میں ایک مدرسے میں پڑھ رہے تھے۔ مدرسے کے برابر میں ایک کھلا میدان تھا۔ اس علاقے میں ننگرہار کا ایک قبائلی رہنما بھی رہتا تھا۔ ایک رات اس کے بیٹے کی شادی تھی۔ رقص و سرود کی محفل تھی اور مجرے کے لیے رقاصاوں کو بھی لایا گیا تھا۔ طلبہ رات کو مطالعہ کر رہے تھے مگر موسیقی کی آواز اتنی اونچی تھی کہ ہمارے لیے پڑھنا مشکل ہو گیا۔

اسی وقت میر صاحب آئے، مجھے اور دیگر ساتھیوں سے کہا کہ یہ انتہائی کمزوری ہو گی کہ

ہمارے پڑوس میں یہاں موسیقی اور مجرے کی محفلیں سجائی جائیں اور ہم کچھ بھی نہ کہیں۔ آؤ اس پر حملہ کریں اور ان بدکاروں کو اس میدان سے بھگادیں۔ میں نے کہا یہ کیسے ممکن ہوگا کیوں کہ انہوں نے اپنے لیے حفاظتی انتظامات کیے ہوں گے اور ہم خالی ہاتھ ہیں۔ میر صاحب نے کہا مدرسے کے احاطے میں اینٹیں رکھی ہیں یہ اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور حملہ کردیتے ہیں۔

بعد ازاں میر صاحب نے بہت سے طلبہ کو جمع کیا، حملے کی ترتیب بنائی اور رات کو ایک بجے موسیقی اور مجرے کی اس محفل پر حملہ کردیا۔ اللہ تعالی کی نصرت سے میر صاحب اپنے اس مخلصانہ کام میں کامیاب ہوگئے اور وہ حرام کی محفل اجڑ گئی۔ لوگ علاقے سے بھاگ گئے۔ یہ ان کے جراتمندانہ کردار کی ایک جھلک تھی۔

میر صاحب کی برداشت اور استقامت:

میر صاحب صرف عام حالات میں بہادر اور ہوشیار نہیں تھے بلکہ مشکل حالات کا بھی جب سامنا ہوتا تو وہ صبر، استقامت اور حوصلے سے کام لیتے۔ ان کے موقف میں تزلزل یا بے جا تغیر نظر نہ آتا۔ ہمیشہ ساتھیوں کو حوصلہ بلند رکھنے کی باتیں کرتے، خوف اور وہم کی باتیں کبھی ان کی زبان پر نہ آتی تھیں۔

امریکی جارحیت کے ابتدائی ایام تھے۔ یعنی تقریبا تین یا چار ماہ گذرے تھے۔ اکثر ساتھی منتشر اور ایک دوسرے سے بے خبر تھے۔ دشمن کا پروپیگنڈا بھی عروج پر تھا۔ میں (راقم) بھی گھر میں روپوش تھا۔ اور یقین کریں مجھے ایک قسم کی ذہنی تکلیف لاحق ہوگئی تھی کہ اب کیا ہوگا۔ ایک دن عصر کے وقت ایک مجاہد میرے گھر آیا اور کہا کہ میر صاحب یہاں آئے ہیں اور شام کو یہاں آئیں گے۔ ہمیں اس کا انتظار تھا کہ میر صاحب جس راستے سے آئیں گے ایسا نہ ہو کوئی انہیں دیکھ لے۔ شام کو جب اندھیرا ہوگیا میر صاحب ہمارے گھر کے سامنے ایک پہاڑی پر سے نمودار ہوئے اور اتر کر پیدل ہمارے گھر کی طرف آنے لگے۔ انہیں دیکھ کر مجھے ایک طرف تو خوشی ہورہی تھی مگر دوسری طرف تشویش، کہ کہیں ان کی نگرانی نہ کی جارہی ہو کیوں کہ امریکی ہیلی کاپٹروں کا گشت مسلسل جاری رہتا تھا۔ میں نے حیرت سے کہا پہاڑی کے پیچھے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر امریکی کیمپ قائم ہے تم وہاں سے کیسے گذرے۔ ہنس کر کہا اسی طرح پیدل اس کے پاس سے گذر کر آیا ہوں، میرا مقصد یہی تھا کہ کیمپ کا کچھ اندازہ ہوجائے تاکہ رات کو کبھی کبھی کوئی مارٹر فائر کرنا ہو تو آسانی رہے۔ پھر انہوں نے سقوط کے دنوں کے دردناک واقعات سنائے، اس کے بعد کچھ قائدین اور ساتھیوں کے روابط کا ذکر کیا۔ اس طرح عملی جہاد کا عزم ظاہر کیا اور اپنے آنے کا مقصد بھی یہی ظاہر بتایا۔ پھر میں نے ان سے چند سوالات پوچھے کہ میر صاحب یہ کیسے ممکن ہے کہ اس طرح کے حالات میں جب امریکی اجازت کے بغیر کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا، سارا ملک امریکی جاسوسوں کے نرغے میں ہے۔ امریکی وسائل دیکھو اور ادھر نہتے مجاہدین!!؟

مضبوط اعصاب کے مالک میر صاحب نے میرے مزاج کے مطابق اعتماد اور حوصلے کے ایسے کچھ واقعات سنائے کہ میری رگوں میں خون دوڑنے لگا اور میرا ذہن اس بات پر آمادہ ہوگیا کہ پھر سے عملی مزاحمت شروع کردیں۔ میر صاحب کی اس مجلس کا خلاصہ یہ تھا "ہماری دعوت صرف ایک ہے۔ جسے قوم اور عوام نے ہمارے ساتھ تسلیم کرلیا۔ عوام اور امت مسلمہ کو ہم اپنی غیرت کا امتحان دے چکے ہیں۔ اب دشمن کا صرف ایک رعب اور خوف طاری ہے۔ اس کا خاتمہ بہادری سے ہوگا۔ جب مجاہدین چند کارروائیاں کریں گے اور امریکیوں کا ناپاک خون زمین پر گرے گا تو اللہ تعالی مہربان ذات ہے کام بن جائے گا۔"

میرے خیال اسی رات کے بعد میر صاحب نے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ پہلی بار امریکیوں کے بڑے کیمپ "خدر" پر حملے کیے۔ ہر رات کو مارٹر کے گولے فائر کرکے کیمپ کو نشانہ بنایا جاتا۔ اسی آغاز نے عوام اور مجاہدین کے ذہنوں میں یہ حوصلہ بڑھادیا اور یہ بات بٹھادی کہ امریکیوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

میر صاحب دو مرتبہ گرفتار ہوئے۔ ان کے جیل کے ساتھی موسی فرہاد کا کہنا ہے کہ دوران قید انہیں ایک انتہائی سخت مقام میں انہیں ڈالا گیا تھا۔ اس عرصے میں انہیں بہت زیادہ تکلیفیں دی گئیں۔ اس دوران ان کا وزن 100 کلو سے کم ہوکر 60 کلو تک آپہنچا۔ ان کا جسم انتہائی کمزور ہوگیا تھا۔ جن لوگوں نے انہیں پہلے دیکھا تھا بھی دیکھ کر وہ پہچان ہی نہ سکے کہ یہ وہی میر صاحب ہیں۔ مگر باتیں اور ہنسی مذاق میں وہ وہی شخص تھے۔ کسی طرح کی تکلیف وہ محسوس نہیں ہونے دیتے تھے۔ ہر ایک کو تسلی دیتے، کبھی جیل کا سربراہ یا کوئی افسر آتا تو وہ ان سے دوٹوک انداز میں واضح بات کرتے۔ مگر بداخلاقی سے احتراز کرتے۔ ساتھیوں سے کہتے کہ ایسی کوئی حرکت ہرگز نہیں کرنا کہ جس سے ہم انہیں کوئی بے آبرو اور آوارہ لوگ یا گھبراہٹ کا شکار نظر آئیں۔ ان سے پوری نزاکت، احترامانہ لہجے اور اخلاق کے ساتھ واضح حقائق بیان کرتے ہوئے بات کریں۔ جب تک وہ ہم سے بداخلاقی یا بے احترامی سے پیش نہیں آتے۔

فرہاد کے بقول خلاصہ یہ کہ میر صاحب شہید مدبر، ہوشیار اور تقوی دار شخص تھے۔ عبادت بہت زیادہ کرتے تھے۔ بہت کم وقت میں جب وہ جیل سے نکل رہے تھے انہوں نے 25 پارے قرآن کریم حفظ کرلیا تھا۔ اللہ تعالی ان کی تمام تکالیف اور قربانیاں قبول کرے۔

شہادت:

راہ اسلام کا یہ عظیم مجاہد اور امارت اسلامیہ کا یہ معروف رہنما جن کی جہادی خدمات اور کارناموں نے اسلام اور افغانستان کے دشمنوں کی آنکھوں میں کانٹے بچھادیے تھے دشمن ان کی شخصیت برداشت نہ کرسکی۔ بالاخر انہیں رواں ہجری قمری سال 1436 کے 24 شعبان المعظم کو جمعہ کے دن بزدلانہ حملہ میں شہید کردیا گیا۔ اللہ تعالی ان کی شہادت قبول فرمائے اور انہیں بلند درجات عطا فرمائے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

میر احمد گل ہاشمی صاحب کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں میں ہزاروں افراد کی موجودگی میں ادا کی گئی۔ اور پھر انہیں اپنے گاؤں "پاد خواب شانہ" کی جامع مسجد اور مزار کے احاطے میں اپنے علاقے کے عظیم ولی اللہ میر سید ولی کے مزار کے برابر میں دفن کیا گیا۔

ان کی روح شاد، جہادی کارنامے تا ابد یادگار اور مشعل راہ رہیں۔ آمین

میر صاحب کے پسماندگان میں 5 بیٹے ہیں جن میں سے بڑے صاحبزادے رفیع اللہ ہاشمی ان کے جانشین ہیں۔

واہ میرے دشمن!

نسیم خان محمدی

یہ میرے دشمن کا ہی کمال ہے کہ وہ جیسا چاہے، حسن کی کرشمہ سازی کرتا ہے۔ یہ دولت اُس کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔ اب اس مہارت پر شاباش نہ دینا ہماری دشمنی کے بھی شایانِ شان نہیں ہے۔ آخر وہ دشمن ہی کیا، جس میں اعترافِ حقیقت کا مادہ نہ ہو۔ اسی لیے ہم اُسے سلام پیش کرتے ہیں اور اس بات پر نازاں ہیں کہ سچ کو جھوٹ اور افسانے کو حقیقت بنانے کا کمال اسی کے نصیب میں رہے تو ہم بھی خوش رہیں گے۔

لیکن دوسری طرف مجاہدین کی 'غزنی جیل' پر دھماکہ خیز کارروائی نے اُس کے چھکّے بھی چھڑا دیے ہیں۔ اسی لیے تو وہ پیچ و تاب کھائے جاتا ہے۔ اسے کسی پل چین نصیب نہیں ہو رہا۔ وہ اپنی شرمندگی چھپانے کی خاطر پروپیگنڈا ہتھیار استعمال کر رہا ہے۔ طالبان نے افغانستان کے وسطی صوبے غزنی کی مرکزی جیل پر حملہ کر کے 450 سے زاید اپنے مجاہد اور مظلوم ساتھیوں کو رہائی دلوائی ہے، جہاں وہ اشرف غنی حکومت کے کارندوں کے ہاتھوں ظلم، جبر اور درندگی کا شکار تھے۔ غزنی کے نائب صوبائی گورنر محمد علی احمدی نے میڈیا سے بات چیت کے دوران بتایا تھا:

"حملہ آور فوجی وردیوں میں ملبوس تھے۔ وہ جیل کے مرکزی دروازے تک رسائی حاصل کرنے میں اسی لیے کامیاب ہو گئے تھے۔ یہی وجہ رہی ہے کہ ہمارے "سپاہی" ان کی حقیقت پہچاننے سے قاصر رہے ہیں۔ ہماری جیل انتظامیہ کی اسی غفلت نے حکومت کو بڑے نقصان کا سامنا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ حملہ نہایت منظم انداز میں کیا گیا تھا، ہم حملہ آوروں کو پہچان نہ سکنے کی وجہ سے مار کھا گئے ہیں۔"

واضح رہے کہ پہلے کی طرح کہ..... جب طالبان کی طرف سے مختلف جیلوں پر اسی نوعیت کے حملے کیے جا چکے ہیں، جیسا کہ جون 2008 میں قندھار کی "سرپوسا جیل" میں طالبان کے فدائی حملے کے بعد تقریباً 900 قیدی فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے... اور سن 2011 میں قندھار ہی میں تقریباً 500 طالبان جنگ جو جیل میں کئی سو میٹر سرنگ کھود کر فرار ہوئے تھے..... غزنی جیل کی کاروائی بھی ایسے ہی سابقہ حملوں کے طرزِ عمل کا ایک تازہ نمونہ ہے۔

محمد علی احمدی کے نے کہا ہے:

"طالبان نے اپنے اسی نوعیت کے حملوں میں پرانا طریقہ اختیار کیا تھا۔ ان کے ایک ساتھی نے پہلے جیل کے داخلی دروازے پر خودکش (فدائی) حملہ کیا، جس راستہ صاف ہو گیا تو بقیہ "شدت پسندوں" کو اندر داخل ہونے کا موقع مل گیا۔ پیر کی صبح ہونے والی یہ لڑائی بہت خوں ریز تھی۔"

صوبائی نائب گورنر نے جھوٹ بولتے ہوئے اپنے ہلاک اہل کاروں کی تعداد میں ایک صفر "0" کی کمی کرتے ہوئے میڈیا کو باور کرایا کہ ہمارے صرف "4" پولیس اہل کار ہلاک ہوئے ہیں، جب کہ 7 اہل کار کافی زخمی حالت میں دیکھے جا رہے ہیں۔ البتہ یہ بتاتے ہوئے صوبائی نائب گورنر کے چہرے پر "فاتحانہ جوش" کا تاثر نمایاں تھا کہ "ہماری پولیس نے جوابی کاروائی کرتے ہوئے حملہ آوروں کے 3 ساتھی ہلاک کر دیے تھے۔"

خبر رساں ادارے "ibcurdu.com"... جسے ہم نے ابتداء میں "ماہر دشمن" کے لقب سے یاد کیا تھا... نے زیبِ داستاں کے لیے بات کو مزید بڑھاتے ہوئے طالبان پر میڈیائی حملہ کرنے کی خاطر ایک خطرناک عیاری سے کام لیا ہے۔ "حسن کی کرشمہ سازی" کرنے والے خبر ساز نے لکھا ہے:

"واضح رہے دسمبر 2014 میں 13 سالہ طویل جنگ کے بعد افغانستان سے امریکی افواج کا انخلا شروع ہوا تھا، لیکن ابھی بھی مقامی افواج کو تربیت کی فراہمی اور مدد کے لیے 12 ہزار 500 غیر ملکی اہل کار افغانستان میں موجود ہیں۔ تاہم ..... نیٹو افواج کے انخلا کے بعد سے یہاں طالبان کی کارروائیوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ رواں سال افغان طالبان کے حملوں کی شدت اور تیزی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس سال کے ابتدائی چار ماہ میں ایک ہزار سے زاید افغان شہری ہلاک ہو چکے ہیں..... جب کہ ہلاک ہونے والے اہل کاروں کی تعداد بھی سیکڑوں میں ہے۔"

آپ نے دشمن کی منافقت کا اندازہ کیا؟ یعنی کہ میرے دشمن کو نیٹو کے جزوی انخلا کے بعد سے ہی طالبان کے حملوں میں تیزی دکھائی دی ہے، انخلا سے پہلے طالبان کے حملوں میں کوئی شدت نہیں تھی، البتہ غیر ملکی افواج نے صرف بقائے انسانیت اور خیر سگالی کے جذبے کی خاطر انخلا کیا ہے۔ اور طالبان کے تیز ترین جنگی حملوں کی شدت بتانے کے لیے ایک ماہ میں ہلاک ایک ہزار افغان شہریوں کی تعداد سامنے رکھی جا رہی ہے۔

واہ میرے دشمن! تیری عیاری کے کیا کہنے...! یعنی کہ افغانستان میں مصروف وہ میڈیا، جس کا حقہ پانی امریکی خرچے پر ہی چل رہا ہے، وہ تک افغان شہریوں کی ہلاکتوں کو امریکی، نیٹو اور افغان فوجیوں کی درندگی کا نتیجہ شمار کرتا ہے.... لیکن یہ تمہاری ہی انسانیت فروشانہ جواں مردی ہے کہ ان شہریوں کو بھی طالبان کے کھاتے میں ڈال دیا ہے۔

یار! شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

کیا اب ایک ہزار افغان شہریوں کی ہلاکت کو طالبان کے نامۂ اعمال میں ڈال کر یہ مطلب لے لیا جائے کہ امریکی، نیٹو اور افغان حکومتی اہل کار افغانستان میں زندگی بانٹ رہے ہیں! کیا ان کے پاس بندوقوں، ٹینکوں، بمبار جہازوں، توپوں، ڈرون طیاروں اور کیمیائی ہتھیاروں کے جو گودام بھرے پڑے ہیں، وہ درحقیقت "روحوں کا ذخیرہ" ہیں، جنہیں وہ بندوق کی نال میں ڈال کر افغان شہریوں کے مردہ سینوں میں گھسیڑ دیتے ہیں، جس سے وہ دوبارہ سے جی اٹھتے ہیں۔ اور اسی کے نتیجے میں اگر اب کبھی افغانستان میں مردم شماری کی گئی تو گولیوں اور بموں کی تعداد کم اور زندہ افغانوں کی زیادہ نکلے گی...!؟

واہ رے دشمن! تیری کوئی بھی گل سیدھی نہیں ہے....... فیا للعجب! ارے عیسائیو اور ان کے نمک خوارو! کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات یہی تھیں...؟

نئی قیادت، نئی آزمائشیں اور نئی ذمہ داریاں

شاہد

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

"مَیں اپنی قیادت میں کبھی بھی ایسا کوئی کام نہیں کروں گا، جو آئندہ نسلوں کے لیے شرمندگی کا باعث ہو۔"

محترم امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے اس مختصر جملے میں سفارتی خاموشیوں اور تمام چہ مگوئیوں کا جواب دیا، جو شیخ اسامہ شہید رحمہ اللہ کے حوالے سے دنیا میں پیدا ہو رہی تھیں۔ امارت اسلامیہ نے اپنی تدبیر کے تحت شیخ اسامہ کو ذرائع ابلاغ سے مصلحۃً الگ کر دیا تھا اور دنیا اپنی تمام ترٹیکنالوجی کے باوجود ان کا پتہ نہ پا سکی۔ دنیا، افغانستان میں موجود اسامہ رحمہ اللہ کو کبھی صومالیہ، بنگلہ دیش اور کبھی دیگر افریقی ممالک کا مہمان سمجھتی رہی۔ جب جاسوس اداروں کی تلاش کی کوششیں ناکام ہو جاتیں تو کہتے کہ طالبان نے یا تو شیخ اسامہ کو مار دیا ہے یا جیل میں ڈال دیا ہے یا اپنے ملک سے باہر نکال دیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ محترم ملا صاحب کے اس بامعنی جملے نے تمام شکوک و شبہات کا منطقی جواب دے دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے آخر تک شیخ اسامہ یا کسی اور مجاہد کے بارے میں ایسا قدم نہیں اٹھایا، جو باعث عار ہو۔ نہ کسی مادی تعاون کے بدلے کسی مغربی ملک سے کوئی خفیہ معاملہ کیا، بلکہ یہ سب کچھ ایمان کے نور سے انجام دیا اور ایک الگ ممتاز تاریخ اپنے عوام کے سامنے میراث میں چھوڑی۔

21 ویں صدی کے عمر ثالث امیر المؤمنین کی امارت اور قیادت تو تقریباً تمام مسلمانوں کے درمیان متفقہ ہے اور کسی نے ان کے متعلق کوئی شرعی دلائل پر مبنی تنقید نہیں کی ہے، جس کا جواب دینے کی ضرورت پڑے۔ بلکہ ان کا غیور فقر، مؤمنانہ فراست، قائدانہ رحم دلی اور محبت، افغانستان کی آزادی سے بے انتہاء محبت، دنیا کے مظلوم مسلمانوں اور مجاہدین کی مدد، جہادی فتوحات، جارحیت پسندوں کے مقابلے میں استقامت اور سنجیدہ سیاست کا مظاہرہ اور وہ تمام نیکی اور سعادت مندی کی علامات اللہ تعالی نے ان کی قائدانہ ذات میں جمع کر دی تھیں۔

واقعتاً 30 جولائی 2015 کا دن آنسوؤں اور آہوں کا دن تھا اور کوئی مسلمان ایسا نہیں رہا ہو گا، جس نے اس دن آنسو نہ بہائے ہوں۔ 22 سال تک جہادی قیادت کے بعد افغان عوام نے ایک ایسا دن بھی دیکھا، جب ملا محمد عمر مجاہد اس فانی دنیا سے کوچ کر گئے۔ 31 جولائی 2015 افغانستان کی تاریخ میں وہ دن ہے، جب امارت اسلامیہ بہت سی پریشانیوں سے کامیاب باہر نکلی اور بہت سے متضاد اندازوں اور خیالات کے برخلاف یہ دن اس قافلے کی وحدت اور اتحاد کا دن ثابت ہوا۔ اسی دن امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کے ارکان اور علماء نے اپنی تدبیر اور فراست سے ایسے شخص کو امارت اسلامیہ کی سربراہی کے قابل سمجھا، جسے امارت اسلامیہ کے بانی امیر المؤمنین نے اپنی زندگی میں اپنا نائب متعین کر دیا تھا اور انہی کو امارت کی قیادت کے لیے منتخب کیا تھا۔ نئے سربراہ محترم ملا اختر محمد منصور صاحب کے تعین نے بہت سے حلقوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ ممتاز دانش ور رحیم اللہ یوسفزئی نے اپنی ایک حالیہ تحریر میں لکھا ہے:

"ملا محمد عمر کی عدم موجودگی میں ملا منصور ان کے منتخب نائب کے طور پر طالبان کی سربراہی کا کام کرتے رہے۔ اپریل 2013 کے بعد جیسا کہ کہا جاتا ہے "جب ملا عمر کا انتقال ہوا تھا" تب سے ملا منصور عملی طور طالبان کے سربراہ بنے۔ اسی وقت سے طالبان تحریک کے سب سے بڑے "فیصلہ کن" ادارے "رہبری شوری" کے مشورے سے تمام فیصلے ملا منصور کی جانب سے ہوتے رہے۔ ملا منصور جو طالبان کے پیچیدہ سیاسی معاملات کا انتظام کرنے اور اسی طرح افغانستان میں بغاوت کے متعلق بے مثال تجربہ رکھتے تھے، طالبان تحریک کے نئے "امیر" یا سربراہ کے طور پر دوسرے ہر کسی فرد سے بڑھ کر فیصلہ کن برتری رکھتے تھے۔ اس لیے حیرت کی بات نہیں کہ رہبری شوری کی ایک بڑی اکثریت یعنی 18 سے 20 ارکان نے ملا عمر کے

جانشین کے طور پر ملا منصور کی حمایت کی۔ طالبان کی "متوازی حکومت" کے گورنروں، میدان جنگ کے کمانڈروں اور دیگر افراد نے کئی تقریبات میں، جو افغانستان اور پاکستان میں ہوں، ملا منصور کی بیعت کی۔ چوں کہ ملا عمر نے خود ملا منصور کو اپنے معاون کے طور پر منتخب کیا تھا، ان کے حامی یہ استدلال کرتے ہیں کہ وہی جانشینی کے لیے بہترین مناسب شخص ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ ملا منصور کو ہٹا کر ان کی جگہ کسی اور کو امیر بنانے سے طالبان کی عسکری اہمیت کم اور جنگجوؤں کا حوصلہ ختم ہو جائے گا۔ اگرچہ طالبان کے حامی رہنماء اور روحانی شخصیات ملا منصور اور ان کے مخالفین کے درمیان ثالثی کی کوششیں کر رہے ہیں، مگر ملا منصور کے حامیوں کا استدلال ہے کہ ملا منصور سے بیعت کا سلسلہ مکمل ہو چکا ہے، اسے پھر سے دہرایا نہیں جاسکتا۔"

وہ عمل جس نے امارت اسلامیہ کو شکست وریخت، نفاق اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچایا، وہ نئے سربراہ کی حیثیت سے محترم ملا اختر محمد منصور صاحب کا تعین تھا۔ وہ ایک تجربہ کار رہنماء، سنجیدہ اور صاحب برداشت شخصیت ہیں۔ امید ہے بہت جلد ملا صاحب کی وفات کے بعد پیدا ہونے والا اختلاف اپنی فراست اور تدبیر کی روشنی میں ختم کر دیں گے۔ ملا صاحب مرحوم کے خون پسینے سے وجود پانے والی امارت اسلامیہ کو ماضی کی طرح مضبوط اور پورے ملک میں مزید وسعت دیں گے۔ درحقیقت ان حساس اوقات میں جب مجاہدین جارحیت پسندوں کے ساتھ جنگ میں مصروف ہیں، مجبوریاں اور تنزلی کے عوامل ماضی کی بہ نسبت زیادہ ہو گئے ہیں۔ کچھ حلقے نہیں چاہتے کہ افغانستان جہاد کے ذریعے فتح ہو جائے اور امارت اسلامیہ کا پرچم جہاد کے مراکز سے اتر کر نام نہاد مغربی مصالحت کے لیے میز پر غلام انتظامیہ کے ساتھ بیٹھنے پر مجبور ہوا جائے۔ اپنی خواہشات کے مطابق ان سے فیصلے کروانے پر مجبور کیا جائے۔ خوش قسمتی سے نئی قیادت نے اپنے پہلے خطاب میں ان تمام سازشوں پر پانی پھیر دیا۔ امارت اسلامیہ کے لیے جہاد کا راستہ متعین کرنے، مذاکرات کو سمجھنے اور جمہوریت کو نجات کا راستہ نہ سمجھنا اور اس طرح کے دیگر فیصلے.... جناب منصور صاحب کے وہ پُر معنی جملے تھے، جن کی گہرائی میں انصاف پسند آدمی امارت اسلامیہ کے نئے زعیم کی پالیسی معلوم کر سکتا ہے اور مخالفین کے ان تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دے سکتا ہے، جو بے تحقیق اور بے سمجھے ان کے متعلق کی جاتی تھیں۔

اس طرح کے حساس لمحات میں جب کہ امارت اسلامیہ کی نئی قیادت مذاکرات کو مجاہدین کی کامیابی نہیں، بلکہ فتح کا راز جہادی تحریک کے تسلسل میں سمجھتی ہے...

جانتے بوجھتے کچھ انٹیلی جنس حلقوں اور جہادی صف کے غیر سنجیدہ اور جفاشعار لوگوں کی جانب سے میڈیا کے میدان میں اچانک محترم امیر المؤمنین رحمہ اللہ کی وفات کی خبر نشر کرنا اور کچھ حلقوں کے ورغلانے پر اس سازش کو اتنی ہوا دینا کہ واشنگٹن، لندن، پیرس اور کابل کے حکمرانوں تک نے اس کی تائید اور توثیق میں حصہ لیا۔ یہ واضح طور پر رواں جہاد کے خلاف مرتب شدہ منصوبہ تھا، جس کے مرتبین چاہتے تھے کہ رواں جہادی قوت کی شدت ختم ہو جائے اور فتوحات سبوتاژ ہو جائیں۔

الحمد للہ! نئی قیادت اور شوری نے اپنے عزم اور ارادے سے بیعت کی تجدید کر کے سب کچھ تہس نہس کر دیا اور دشمنوں کی تمام سازشیں ادھوری رہ گئیں۔ ابھی جب امارت اسلامیہ ایک تاریخی مرحلے سے گذر رہی ہے اور اس کے معاملات تاریخ کے حافظے میں منتقل ہو رہے ہیں، دیکھا جائے گا کہ اس حساس موضوع کو کس عینک سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر موجودہ حالات بتا رہے ہیں کہ اس تاریخی مرحلے پر تاریخ ساز موقع پر ناراض ہو جانا یا اس کے خلاف اعلانیہ باتیں کرنا یا اس پر ایسی تنقید کرنا کہ اسلام دشمن اسی تنقید کو اپنے لیے استدلال بنائیں، یہ امیر المؤمنین کی روح، ہزاروں فدائیوں کے خون اور امارت اسلامیہ کے روشن اہداف سے بڑی غداری اور ایسی خیانت ہو گی، جسے اللہ تعالی ان کی رسوائی اور شرم کا سبب بنائیں گے۔

امارت اسلامیہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں، نہ کسی ایک یا دو بندوں نے اس کی بنیاد رکھی ہے۔ اس امارت سے صرف افغانستان ہی، نہیں بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی امیدیں وابستہ ہیں۔ دنیا کے مظلوم طبقات اپنی نجات کے لیے اس کی راہیں دیکھ رہے ہیں۔

باوجود اس کے کہ امارت اسلامیہ پیش آنے والی آزمائشوں اور مشکلات سے دن بدن نجات حاصل کر رہی ہے اور منزل مقصود کو کی بہت کم مسافت باقی رہ گئی ہے۔ نئی قیادت کی ذمہ داریوں میں یہ بات شامل ہے کہ جن طالبان نے تحریک کے آغاز سے امارت اسلامیہ کے باغ کے بار آور ہونے تک ایک مخلص مالی کی طرح کردار ادا کیا، انہیں صف سے دور اور ناراض حالت میں نہ چھوڑیں، بلکہ ان کی ماضی کی قربانیوں کو دیکھتے ہوئے انہیں راضی کریں اور امارت اسلامیہ کی صف میں شامل کر کے امارت کی صف مزید مضبوط کریں۔ تاکہ اسلام دشمنوں کی تمام سازشیں ناکام ہو جائیں اور امارت اسلامیہ وسیع جغرافیہ پر تمام افغانوں اور مسلمانوں کا مشترکہ گھر بن جائے۔

پامیر زیارمل

ملا محمد عمر... بڑی کامیابی

2002 میں طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد پہلی بار مَیں نئے افغانستان لوٹا اور اپنے آبائی وطن قندھار کا بہت دل چسپ سفر کیا۔ قندھار کے سفر کے بعد جب میں واپس ماسکو آیا تو فوراہی..."طالبان آئندہ مختصر عرصے میں مسلح مزاحمت کا آغاز کریں گے"... اس عنوان سے تحریر لکھی۔ مَیں نے اس تحریر میں پیش گوئی کی تھی کہ طالبان بہت جلد خالی ہاتھ، مگر طاقت ور دل سے افغانستان کے پڑوسیوں سمیت دنیا کے پچاس بڑے ممالک کے ساتھ جنگ کا آغاز کریں گے۔ اس وقت تمام افغان عوام اور عالمی قوتیں یہ سمجھتی تھیں کہ افغانستان پر امریکا اور اس کے اتحادیوں نے طالبان کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا ہے۔ کسی کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ طالبان ایک بار پھر اٹھیں گے۔

میں نے اپنی یہ تحریر بعض ذرائع ابلاغ کو بھیجی۔ سب نے بیک زبان یہی جواب دیا کہ یہ تحریر شایع نہیں ہو گی۔ میں تب سولہ سالہ لڑکا تھا۔ ایک اخبار کے ایڈیٹوریل انچارج نے میری تحریر کا جواب ان الفاظ میں بھیجا:

"بیٹا! جب تمہارے ہونٹوں سے ماں کا دودھ صاف ہو جائے، تب اس طرح کی تحریریں لکھنا۔ طالبان کو بھول جاؤ۔ یہ لوگ اب نہیں رہے۔ کوئی بھی اتنی بہادری نہیں دکھاتا کہ دنیا کے طاقت ور ترین ملک امریکا سے براہ راست لڑے۔ تم نے لکھا ہے کہ طالبان ایک بار پھر مسلح جنگ شروع کریں گے اور امریکا کو افغانستان سے نکال باہر کریں گے۔ تم بچے ہو اور عالمی سیاست کے متعلق ابھی نہیں جانتے۔ جب تم یونی ورسٹی پڑھ لو، پھر آنا... مَیں تمہیں اپنے اخبار میں ملازمت اور اچھی تنخواہ دوں گا۔ آئندہ تم ایسی تحریر لکھ کر میرے پاس نہ بھیجنا۔"

چند سال بعد سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ طالبان نے ایک بار پھر ہتھیار اٹھا لیے ہیں اور امریکا سے جنگ شروع کر دی ہے۔

میں نے 2010 میں اس عنوان سے تحریر لکھی..."طالبان نے افغانستان کی علاقائی جنگ کا خاتمہ کر دیا"... میں نے اس تحریر میں تاکید کی کہ طالبان بہت جلد افغانستان کے نہ صرف پشتون رہائشی علاقوں، بلکہ شمال سمیت ملک کے کونے کونے میں پورے ضلع اور صوبوں پر قبضہ کر لیں گے۔ تحریر میں لکھا تھا کہ افغانستان کی جنگ میں بڑی تبدیلی آئی ہے اور یہ جنگ اپنی پرانی روایتی شکل بدل چکی ہے۔ میں نے تحریر کے ایک حصے میں یوں لکھا تھا:

"جنگ زدہ افغانستان نے چند عشروں کی مسلسل جنگ کے بعد نئی جہتیں اختیار کر لی ہیں۔ طالبان شمال میں اپنے بہت سے حامی پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس لیے اندرونی جنگ کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ آج کے بعد افغانستان میں آئیڈیالوجی کی جنگ ہو گی اور جنگ وہی فریق جیتے گا، جو بلند مورال اور مضبوط آئیڈیا رکھتا ہے۔"

میں نے یہ تحریر حسب سابق اس بار بعض اخبارات کو اشاعت کے لیے بھیجی، مگر پھر بھی سب نے بیک زبان کہا کہ "یہ تحریر شایع نہیں ہو گی۔" ایک اخبار کے انچارج نے یوں جواب بھیجا:

"آپ کی تحریر کا بہت بہت شکریہ۔ مگر ہم اس کی اشاعت سے قاصر ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ 'طالبان افغانستان کے شمال میں، جہاں جہاں تاجک، ازبک اور دیگر اقوام کے لوگ رہتے ہیں، وہاں تک وسیع علاقے قبضے میں کر لیے ہیں۔' میں افغان امور سے زیادہ واقف نہیں، مگر یہ جانتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے۔ کیوں کہ طالبان پشتون ہیں اور افغانستان کے شمال میں بالشت بھر زمین پر بھی قبضہ نہیں کر سکتے۔"

مگر سب جانتے ہیں کہ افغانستان کا شمالی صوبہ بدخشاں وہ واحد صوبہ تھا، جو طالبان دور حکومت میں شمالی اتحاد کی زیر قبضہ رہا تھا۔ مختصر یہ کہ آپ افغانستان کے اندرونی حالات سے ناواقف ہیں۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ افغانستان کا شمالی حصہ جنگ کا سب سے گرم محاذ ہے۔

میں نے 2014 میں تحریر لکھی، جس کا عنوان تھا..."طالبان اپنے سربراہ کی تبدیلی کی تیاری کر رہے ہیں"... میں نے اس تحریر میں دنیا میں پہلی بار بڑے عالمی دانش مندانہ معیار کے مطابق یہ اعلان کیا تھا کہ طالبان سربراہ ملا محمد عمر وفات پا چکے ہیں۔ واضح

رہے اس سے قبل صرف تجزیہ کار طالبان کا حوصلہ گرانے کے لیے ہر سال بے بنیاد دعوے کر کے ملا عمر کی وفات کی خبر دیتے تھے۔ میری تحریر سے تمام دانش ور اور تجزیہ کار جاگ اٹھے۔ مگر پھر بھی اس بار بے شمار اخبارات نے مجھ سے توقع کی کہ انہیں یہ تحریر شایع کرنے کی اجازت دے دوں۔ یہ تحریر آپ اس لنک پر روسی زبان میں پڑھ سکتے ہیں۔

(http://www.mgimo.ru/news/experts/document264196.phtm).

اس تحریر کے پڑھنے کے بعد کئی افغان دانش وروں اور ذرائع ابلاغ نے مجھ سے امید رکھی کہ ملا محمد عمر کی وفات کے بعد طالبان تحریک کے مستقبل کے متعلق تحریر لکھوں۔ میں نے بھی... "ملا محمد عمر کی سب سے بڑی کامیابی"... کے عنوان سے تحریر لکھی۔ مگر آج تک مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ تحریر شایع ہو جائے گی، مگر اب جب طالبان نے باقاعدہ طور پر اپنے سربراہ کی وفات تسلیم کرلی ہے تو آپ کی توجہ کی نذر کرنے کے لیے اس تحریر کا خلاصہ پیش کر رہا ہوں۔ جس سے بہت سے قارئین کو حیرت ہوگی۔ مگر مستقبل یہ واضح کر دے گا کہ میرے اندازے کتنے ٹھیک تھے....

ملا محمد عمر کی سب سے بڑی کامیابی

ہمہ پہلو اور گہری تحقیقات کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ افغان طالبان کے مؤسس اور امارت اسلامیہ کے سربراہ ملا محمد عمر کا انتقال ہوا ہے یا انہیں مار دیا گیا ہے؟ اگرچہ میں یقینی طور پر ان کی موت کی یقینی تاریخ نہیں بتا سکتا، مگر میرا اندازہ یہی ہے کہ ایک سال قبل انہوں نے دنیا سے پردہ پوشی کرلی ہے۔ ملا محمد عمر کی وفات تاریخ کے ایک پہر کا اختتام اور دوسرے کا آغاز ہے۔ جس سے نہ صرف افغانستان اور پاکستان کے خطے، بلکہ پوری دنیا کے سیاسی اور عسکری معاملات پر گہرا اثر پڑے گا۔ اگر ملا عمر واقعتاً وفات پاچکے ہیں تو یہ طالبان کے مخالفین... خصوصاسب سے زیادہ امریکیوں کے لیے انتہائی پریشانی کی خبر ہے۔ معزز قارئین کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ جانے پہچانے دشمن کی وفات امریکیوں اور ان کے ہاتھوں بنی ہوئی کابل انتظامیہ کے لیے پریشانی کی بات کیوں ہوگی؟ اس سوال کا جواب آپ کو ذیل کی تحریر میں ملے گا۔

افغانستان اور عالمی دنیا کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ تمام سیاسی تحریکیں اور جماعتیں جن کے سربراہ کا انتقال ہو جاتا ہے، وہ یا تو مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہیں یا جدت کھو کر بالآخر شکست کھا جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر جب 2001 میں شمالی اتحاد کے کچھ ارکان نے بیرونی اداروں کی رہنمائی اور نگرانی سے احمد شاہ مسعود کا خاتمہ کیا تو یہ اتحاد عملاً کتنے حصوں میں تقسیم ہو گیا اور ان کا پرانا اثر و نفوذ ختم ہو گیا۔

دوسری بہترین مثال عراق کے صدر صدام حسین کی ہے۔ صدام حسین کی فوج نہ صرف خطے، بلکہ عالمی سطح پر بہت مضبوط سمجھی جاتی ہے۔ مگر دارالحکومت بغداد سے صدام کے فرار اور پھانسی کے بعد عراق کی سابقہ طاقت ور فوجیں ختم ہو گئیں اور صدر صدام حسین تاریخ کے اوراق کا حصہ بن گئے۔ ان کے تمام افعال کے متعلق فیصلہ آئندہ پشتیں اور اللہ تعالی کے معاملے میں وہی مہربان ذات کرے گی۔

اگر ملا عمر کا انتقال ہو چکا ہے تو ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ طالبان اپنے سربراہ کی عدم موجودگی میں بھی خود کار طریقے سے کامیابی سے اپنی سیاسی اور عسکری پیش رفت کر سکتے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ملا عمر نے اپنا تحریکی نیٹ ورک ایسا بنایا ہے، جو کبھی شکست نہیں کھائے گا۔ کیوں کہ اس طرح کے نظام کے بننے سے ایک شخص... چاہے جو بھی ہو تحریک یا جماعت کی زندگی پر زیادہ اثر نہیں ڈالتا۔ نیٹ ورک سسٹم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ایک نیٹ ورک کے سربراہ یا پورے نیٹ ورک کے خاتمے سے مجموعی طور پر تحریک پر زیادہ منفی اثر نہیں پڑتا۔ اگر ملا عمر کی زیر قیادت قائم نیٹ ورک ختم ہو جائے تو ایک اور طالب رہنماء اس نیٹ ورک کو سنبھال سکتا ہے۔ نئے سربراہ کی وفات کے بعد اس کی جگہ کوئی اور لے لیتا ہے اور یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہو گا۔ اگر ملا عمر ایک سال سے زاید عرصہ قبل وفات پا چکے ہیں تو ہم علی الاعلان کہہ سکتے ہیں کہ ان کی سربراہی کی سب سے بڑی کامیابی اور قابل فخر بات نیٹ ورک سسٹم کا بنانا ہے، جو ان کی وفات کے بعد بھی زندہ ہے۔

سیاسی نیٹ ورک سسٹم بیسویں صدی کے 90 کی دہائی میں سیاسی یونی ورسٹی کی ایک مثال کے طور پر الگ ہو گیا۔ سیاسی نیٹ ورک سسٹم کی تشکیل پر زیادہ توجہ انگریزی اور جرمن سیاسی یونی ورسٹیوں میں دی جاتی تھی۔ اس شعبے میں زیادہ ماہر شخصیات ر کیللی، ر روڈز، دمیرچ، ت بورتٹیل، ج ہاکنسون، ج جاہنسن اور دیگر ہیں۔ سیاسی نیٹ ورک سسٹم کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، جن کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک خصوصیت تو یہ ہے کہ طالبان رہنماء اور سب سے زیادہ ملا محمد عمر خود نمائی سے احتراز کرتے ہیں۔ اپنے متبعین اور پیروکاروں کو اسی بات کی دعوت دیتے ہیں کہ ان کے لیے نہیں، بلکہ نظریے کے لیے جان دیں۔

آخر میں اتنا مزید کہوں گا کہ طالبان نے اگر اپنے سیاسی نیٹ ورک سسٹم میں کوئی تبدیلی نہیں لائی اور ابھی کی طرح کسی مخصوص رہنماء کے بجائے نظریے کو اولیت دیتے رہے تو یہ کبھی بھی شمالی کی طرح سیاسی اور عسکری میدان میں شکست نہیں کھائے گی۔

افغانستان

اگست 2015 میں

احمد فارسی

نوٹ: اس تحریر میں صرف ان واقعات اور دشمن کو پہنچنے والے ان مالی اور جانی نقصانات کا ذکر کیا گیا ہے، جو دشمن کی جانب سے منظرِ عام پر آئے ہیں۔ دشمن نے ان واقعات کی تصدیق بھی کی ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے الامارہ اور دوسری ویب سائٹس کا وزٹ کیجیے۔

ماہِ اگست بھی گزشتہ مہینوں کی طرح اہم جہادی واقعات کا مظہر تھا۔ اس ماہ مجاہدین ملک کے وسیع علاقوں پر اپنا کنٹرول سنبھالنے میں کامیاب رہے۔ اس کے ساتھ ملکی اور غیر ملکی غاصبوں کو بھی شدید نقصانات سے دوچار ہونا پڑا۔ جن کی مکمل تفصیلات درج ذیل ہیں:

جارحیت پسندوں کو پہنچنے والے نقصانات:

غیر ملکی اتحادی جارحیت پسند گزشتہ مہینوں کی طرح اس ماہ بھی بڑے جانی اور مالی نقصانات سے دوچار ہوئے۔ مختلف واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس ماہ 20 سے زاید اتحادی جارحیت پسند فوجی ہلاک ہوئے۔ لیکن جھوٹے میڈیا اور پُر فریب دشمن نے اس ماہ صرف تین فوجیوں کی موت کی تصدیق کی۔ اس طرح ان جارحیت پسند فوجیوں کی تعداد 8 ہو گئی، جن کی موت کی دشمن نے 2015 میں تصدیق کی ہے۔ 2001 سے اب تک مرنے والے فوجیوں کی تعداد 3494 ہو گئی ہے، جن میں 2346 صرف امریکی اور 453 برطانوی فوجی شامل ہیں۔

یاد رہے کہ جارحیت پسند صرف ان افراد کو فوجی قرار دیتے ہیں، جو طالبان کے ساتھ مقابلے میں ہلاک ہوئے ہوں۔ جب کہ باقی انجینئرز، ڈاکٹرز وغیرہ کے اموات کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ابھی تک عوامی ردِ عمل اور دنیا کے سامنے رسوائی سے بچنے کے لیے مرنے والے فوجیوں کی صحیح تعداد منظرِ عام پر نہیں لائے۔

کٹھ پتلی حکومت کو پہنچنے والے نقصانات:

کٹھ پتلی حکومت بھی اس ماہ سخت حملوں کی زد میں رہی۔ اس لیے ان کے نقصانات کا گراف آئے روز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ کٹھ پتلی فوج، پولیس اور قومی ملیشیا کے اہل کار مختلف حملوں میں کام آتے ہیں۔ نمونے کے طور پر چند واقعات ملاحظہ فرمائیں:

8 اگست بروز ہفتہ صوبہ بدخشان میں 19 اہل کار اپنے کمانڈر سمیت ہلاک ہوئے۔ اسی روز کٹھ پتلی دشمن نے اپنے 20 اہل کاروں سمیت 4 کمانڈروں کی ہلاکت کی خبر دی۔ اسی طرح 12 اگست بروز بدھ صوبہ ہلمند کے ضلع موسیٰ قلعہ میں پولیس کے دو کمانڈر ہلاک ہوئے۔ اگلی صبح صوبہ بدخشان کے ضلع ارغنجن میں سیکیورٹی فورسز کے کرنل مسلح حملے میں ہلاک ہوئے۔

18 اگست کو قندھار میں ایک کمانڈر، جب کہ ہلمند میں ایک کمانڈر اپنے 7 باڈی گارڈز سمیت ہلاک ہوا۔

24 اگست بروز ہفتہ صوبہ جوزجان کے ضلع خماب میں ایک کمانڈر تین ساتھیوں سمیت اپنے انجام کو پہنچا۔ اگلے دن صوبہ روزگان کے نام نہاد علماء رئیس کی گاڑی بارودی سرنگ کے دھماکے میں تباہ ہوئی، جس میں متعلقہ فرد کو بھی ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا۔

دشمن کو پہنچنے والے مالی نقصانات:

مالی لحاظ سے بھی اگست میں دشمن کو توقع سے زیادہ نقصانات اٹھانا پڑے ہیں۔ ایسا دن نہیں گزرتا، جب مجاہدین ان کی فوجی لحاظ سے محفوظ اڈوں پر قبضہ نہ کرتے ہوں۔ اس کے ساتھ دشمن کے درجنوں ٹینک اور فوجی گاڑیاں بھی مجاہدین کے حملوں میں تباہ ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ اس ماہ کی 4 تاریخ کو صوبہ زابل کے ضلع شنکی میں دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر اور 14 کو صوبہ کاپیسا میں ایک ڈرون طیارہ مجاہدین نے مار گرایا، جس کے نتیجے میں دشمن کو بھاری نقصانات اٹھانا پڑے۔

عزم آپریشن:

عزم آپریشن کا سلسلہ اگست میں نہ صرف یہ کہ جاری رہا، بلکہ پہلے سے زیادہ تیز اور کامیاب رہا۔ اس ماہ ہونے والی چند کارروائیوں کا مختصر تذکرہ یہ ہے۔

4 اگست بروز منگل کابل کے صدارتی محل پر مجاہدین نے راکٹ حملہ کیا، جس میں ایک راکٹ صدارتی محل کے اندر، جب کہ باقی راکٹ صدارتی محل کے قریب نیٹو کے مرکز کے اندر گرے۔ دو دن بعد صوبہ لوگر کی تیز رفتار فورسز کے قافلے اور قندھار میں پولیس مرکز مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بنے، جس میں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصانات اٹھانا پڑے۔ اسی دن میڈیا نے قدھار میں ایک کمانڈر سمیت 25 اہل کاروں کی ہلاکت کی خبر دی۔

اسی طرح 7 اگست جمعہ کے دن مجاہدین کے ایک اچانک حملے نے کابل پولیس اکیڈمی کا نقشہ

تبدیل کر دیا اور چند سیکنڈ میں اس کی پہچان ہی ختم ہی کر ڈالی۔ اس حملے میں اکیڈمی میں تربیت حاصل کرنے والے 24 اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ اسی دن دارالحکومت کابل بھی 4 لرزہ خیز حملوں کی وجہ سے لرز اٹھا۔ جن میں ایک حملے کا ہدف ملک میں موجود نیٹو فورسز کا مرکز تھا، جس میں ان کے اپنے اعتراف کے مطابق 9 اہل کار ہلاک ہوئے۔

اس ماہ کی 10 تاریخ کو بھی کابل شہر جانے والی شاہراہ پر ایک زور دار دھماکہ ہوا، جس میں غیر ملکی جارحیت پسندوں سمیت ان کے درجنوں کاسہ لیس بھی ہلاک ہوئے۔ عینی شاہدین کے مطابق اس حملے میں غیر ملکی جارحیت پسندوں کی دو بکتر بند گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

19 اگست بروز بدھ صوبہ ہلمند کا ضلع نوزاد ایک مرتبہ پھر مجاہدین کے کنٹرول میں آگیا۔ اس کے پورے تین دن بعد صوبہ سرپل کے ضلع کوہستانات پر بھی مجاہدین فتح کے جھنڈے گاڑنے میں کامیاب ہوگئے۔ ان اضلاع کی فتح میں دشمن کو بھاری جانی اور مالی نقصانات بھی اٹھانا پڑے۔

اسی طرح 25 اگست بروز منگل امارت اسلامی کے مجاہدین نے امریکی "گھونسلے" باگرام پر بھی متعدد راکٹ داغے اور فضا میں اٹھتے دھوئیں کے بادل بہت زیادہ نقصانات کا پتہ دے رہے تھے، لیکن دشمن نے اپنے نقصانات پر پردہ ڈالا اور میڈیا کو تفصیلات بتانے سے گریز کیا۔

کوہستانات کی فتح کے تین دن بعد مجاہدین نے صوبہ ہلمند میں جارحیت پسندوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کا ایک مشترکہ اور مضبوط مرکز موسیٰ قلعہ بھی فتح کیا۔ اس کے بعد مجاہدین نے صوبہ فاریاب کے شیرین تگاب ضلع میں موجود "گلم جم ملیشیا" کے درجنوں اہل کاروں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اس کے علاوہ بڑی تعداد میں اہل کار لاپتہ بھی ہوئے ہیں۔ اس ماہ کے آواخر میں مجاہدین بے پناہ کامیابیوں کے ساتھ شمالی افغانستان میں شرمناک ماضی کے حامل گلم جم کمانڈر دوستم کو بھی فاریاب سے بھگانے میں کامیاب ہوئے۔ فتوحات کے اس سلسلے کا آخری واقعہ 31 اگست کو پیش آیا، جہاں طالبان نے صوبہ بغلان کے ضلع دهنہ غوری میں "شہر نو" کا سکیورٹی بیس فتح کیا۔ مزدور دشمن نے بھی اس کا برملا اعتراف کیا کہ مذکورہ مرکز تمام فوجی وسائل کے ساتھ طالبان کے قبضے میں چلا گیا ہے۔

سب سے بڑی خبر یہ کہ 27 اگست بروز جمعرات امارت اسلامی کے مجاہدین نے فیصلہ کیا کہ بڑے آپریشن اور دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے لیے ایک مضبوط کمانڈو گروپ تشکیل دیا جائے۔ تاکہ اس کمانڈو گروپ کو بڑے بڑے آپریشنز کی ذمہ داری سونپی جائے۔

دشمن کی صفوں میں مجاہدین کا نفوذ:

مجاہدین نہ صرف فوجی لحاظ سے طاقت ور بلکہ انٹیلی جنس کے شعبے میں بھی نہایت کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں دشمن کی صفوں کے اندر مجاہدین کا نفوذ ایک اہم اور انفرادی حربہ ہے، جسے مجاہدین عرصہ دراز سے امریکی اور کٹھ پتلی حکومت کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ جس کے خاطر خواہ نتائج بھی برآمد ہو رہے ہیں۔ نمونے کے طور پر چند واقعات کا ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

5 اگست بروز بدھ دشمن کی صفوں میں موجود تین مجاہدین (پولیس کار) اہل صوبہ پکتیکا میں 12 پولیس اہل کاروں کو اپنے خفیہ مرکز میں موت کے گھاٹ اتار کر فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ اسی ماہ کی 10 تاریخ کو صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں بھی ایک پولیس اہل کار نے اپنے 6 ساتھیوں پر فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کیا اور بعد میں جائے وقوعہ سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ اس کے بعد 13 اگست بروز جمعرات صوبہ ہلمند کے ضلع موسیٰ قلعہ میں ایک "نفوذی مجاہد" 15 اہل کاروں کو ہلاک کرنے کے بعد زندہ سلامت مجاہدین کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس ماہ کی 17 تاریخ کو صوبہ ہلمند کے ضلع لشکرگاہ میں مجاہدین کے ساتھ رابطے میں رہنے والے دو پولیس اہل کاروں نے ایک کمانڈر سمیت 6 اہل کاروں کو موت کے گھاٹ اتارا اور جائے وقوعہ سے فرار ہوگئے۔ وہ نقصانات، جو دشمن کو نفوذی مجاہدین کے ہاتھوں پہنچتے ہیں، غیر ملکی جارحیت پسند اور اس کے مزدور کاسہ لیس اس کا تدارک کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہے ہیں۔ درجنوں کمیشنز، لاکھوں ڈالرز کے اخراجات کے باوجود یہ مسئلہ ابھی تک ان کے لیے دردِ سر بنا ہوا ہے۔ اور بنا رہے گا ان شاء اللہ۔

مجاہدین کی طاقت پر دشمن کا اعتراف:

یہ پہلا موقع نہیں ہے، جب غیر ملکی اور ملکی دشمن اپنی شکست تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہوں۔ ان پر تباہ کن حملے اور مختلف ضلعوں پر طالبان کے کنٹرول نے انہیں یہ کہنے پر مجبور کیا کہ "طالبان پہلے سے زیادہ طاقت ور ہوگئے ہیں۔" اس سلسلے میں 20 اگست بروز جمعرات صوبہ بغلان کے نام نہاد صوبائی ارکان نے اس صوبے کے ضلع برکی میں حالات کے خراب ہونے کی خبر کے ساتھ اس ضلع کے طالبان کے قبضے میں چلے جانے کی خبر بھی دی۔ یاد رہے یہ رپورٹس ایسے وقت میں منظر عام پر آئیں، جب دوستم شمالی علاقوں کو مجاہدین سے چھڑانے کے بلند بانگ دعوے کر رہا تھا۔ اسی طرح 23 اگست کو ہلمند کے سکیورٹی اہل کاروں نے بھی اس صوبے میں شدید خطرات کے بادل منڈلانے کی خبر دی اور کہا کہ ہلمند میں اس وقت 5 اضلاع سقوط کے خطرے سے دوچار ہیں، لیکن ہم وہاں اپنے اہل کاروں کو مدد دینے میں بے

بس ہیں۔

موسیٰ قلعہ کی فتح سے چند دن قبل 24 اگست کو اس ضلع کے اہل کاروں نے تسلیم کیا کہ ان کے 30 ساتھی اہل کار لاپتہ ہیں۔ ایک دوسری خبر میں مجاہدین کی فوجی طاقت اور جارحیت پسندوں کا متفقہ اعتراف ہے۔ جمعرات کے دن 27 اگست کو امریکا نے ایک اعلامیے میں کہا کہ ان کے تمام شہری افغانستان سے نکل جائیں۔ امریکی سفارت خانے سے جاری ہونے والے اس اعلامیے میں افغانستان کی سکیورٹی حالت کو خطرہ قرار دیا گیا، جب کہ دوسری جانب وہ افغانستان میں فتح کے دعوے بھی کر رہے ہیں۔

مجاہدین کے سامنے سرنڈر اور میدان جنگ سے فرار:

مجاہدین کی جانب سے تباہ کن حملوں، ملک میں مختلف علاقوں کی فتح اور دشمن کے فریب میں پھنسے سکیورٹی اہل کاروں کی ہلاکت نے دشمن کی صفوں میں موجود افغانوں کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اس صف کو چھوڑ دیں۔ 6 اگست کو افغانستان میں نیٹو کے کمانڈر نے واشنگٹن میں بروکنگز کی جانب سے ترتیب دئے گئے اجلاس میں کہا:

"افغانستان فوج سے ہر سال 4000 فوجی بھاگ جاتے ہیں۔ دوسری خبر میں بھی بتایا گیا ہے کہ صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد میں افغان فوج کے اہل کار بہت سے علاقوں سے فرار ہوگئے ہیں اور تمام فوجی وسائل طالبان کے قبضے میں چلے گئے ہیں۔ دوسری جانب بڑی تعداد میں جنگجو دشمن کی صفوں کو چھوڑ کر مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال کر مجاہدین کے شانہ بشانہ لڑتے ہیں۔ 25 اگست کو کابل سے چھپنے والے اخبار 'سرنوشت' نے لکھا کہ "ہلمند کے ضلع موسیٰ قلعہ میں افغان فوج کے 12 اہل کار ڈیوٹی سے فرار ہو کر طالبان میں شامل ہوگئے ہیں۔ 29 اگست کو اسی صوبے ضلع گرمسیر میں بھی 6 پولیس اہل کار اسلحہ سمیت طالبان کو سرنڈر ہوئے۔

امارت اسلامی کے دعوت و ارشاد کمیشن کی جدوجہد کے نتیجے میں صرف اگست میں 428 سکیورٹی اہل کار دشمن کی صف سے الگ ہوگئے۔ اس بارے میں مزید تفصیلات کے لیے مذکورہ کمیشن کی ماہانہ رپورٹ الامارہ ویب سائٹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

عام شہریوں کو پہنچنے والے نقصانات:

عام شہریوں کو مشکلات سے دوچار کرنے اور مجاہدین پر دباؤ ڈالنے کے لیے عام شہریوں کو بطور ڈھال استعمال کرنے کا سلسلہ گزشتہ ماہ کی طرح اس ماہ بھی جاری رہا۔ اس ماہ غیر ملکی جارحیت پسندوں اور ملکی کاسہ لیسوں کی جانب سے مختلف حملوں میں 77 عام شہری شہید ہوئے۔ جن کی تمام تفصیلات امارت اسلامی کی ویب سائٹ پر عام شہریوں کے نقصانات کے عنوان کے تحت موجود ہیں، لیکن کچھ واقعات قارئین کی معلومات کے لیے یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

26 اگست کو صوبہ ننگرہار کے ضلع شیرزاد میں ایک خاندان کے تین افراد امریکی ڈرون حملے میں شہید ہوگئے۔ اس واقعے کے چار دن بعد میڈیا نے صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد سے افغان کاسہ لیس فوج کی جانب سے راکٹ حملے کی خبر دی گئی۔ کٹھ پتلیوں کے اس حملے میں ایک ہی خاندان کے 13 افراد شہید اور کئی زخمی ہوئے۔ اسی طرح اس ماہ کے آواخر میں ننگرہار کے ضلع خوگیانو میں جاری آپریشن کے نتیجے میں 70 افراد کی شہادت کی تائید کی گئی۔

اگرچہ امارت اسلامی نے عام شہریوں کی شہادت کی پرزور مذمت کی اور اس کے تدارک کے لیے بار بار آواز اٹھائی، لیکن خون خوار دشمن ہمیشہ عام شہریوں کو موت کے منہ میں دھکیل کر خود کو بری الذمہ قرار دے کر اس کی ذمہ داری مجاہدین پر ڈال دیتے ہیں، تاکہ ان پر حکام بالا کی جانب سے دباؤ کم ہو۔

قومی وحشی حکومت:

ساری دنیا جانتی ہے کہ وحشت اور درندگی میں کابل ادارے کے خون خوار جنگجو اپنے آقا غیر ملکی اتحادی فورسز سے دو قدم آگے ہیں، لیکن قومی وحشی حکومت کے وجود میں آنے سے ظلم اور درندگی کا بازار گرم پہلے کی نسبت زیادہ گرم رہا۔ اس سلسلے میں 4 اگست کو میڈیا نے خبر دی کہ قندھار میں کوئی ایسا دن نہیں گزرتا، جب سکیورٹی اہل کار عام شہریوں کو پیسوں کے حصول کے لیے اغوا نہ کرتے ہوں۔ چار دن بعد یک اور رپورٹ آئی کہ بامیان میں پولیس اہل کاروں کے خوف سے لڑکیاں اسکول جانے سے کتراتی ہیں۔ "امید زنان" نامی ایک این جی او نے اپنی رپورٹ میں کہا:

"آزادی اور جمہوریت کے نعرے لگانے والے ہمیشہ خواتین کے حقوق کی بات کرتے ہیں، لیکن اس صوبے کی لڑکیاں پولیس کے ہاتھوں اپنی عزت چھن جانے کے خوف سے اسکول جانا گوارا نہیں کرتیں۔"

فاریاب میں دوستم ملیشیا کی لوٹ مار مہم اس بڑے خون خوار کی آمد سے شروع ہوئی۔ 17 اگست کو اتوار کے دن ضلع قیصار کے باشندوں نے کہا:

"گلم جم ملیشیا کے اہل کاروں نے املاک کی لوٹ مار کے بعد ان کے گھروں کو بھی آگ لگادی ہے۔ اسی طرح ایک اور واقعے میں 22 اگست کو ننگرہار کے ضلع حصارک میں مجاہدین کے لیے گھات لگانے کے بہانے عام لوگوں کے دس گھروں کو مسمار کیا گیا۔" دوسری جانب افغان وحشی درندوں نے 22 اور 27 اگست کو دو مختلف واقعات میں طالبان کے شبہے میں ایک چرواہے اور ایک عام راہ گیر کو بغیر کسی تفتیش اور پوچھ گچھ کے 200 گولیاں مار کر شہید کیا گیا۔ ان میں اوّل الذکر واقعے کی ویڈیو مختلف سائٹس پر چلائی گئی، جس میں ایک شخص کو نہایت ہی درندگی سے بغیر کسی ثبوت کے سامنے کھڑا کر کے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی اور آناً فاناً ایک معصوم انسانی جسم میں 200 آہنی گولیاں پیوست ہوگئیں۔ یاد رہے کہ ایک مہینہ قبل کاسہ لیس حکومت کی وزارتِ دفاع کی جانب سے جاری کیے گئے بیان میں اپنے خون خواروں کو اس بات کی اجازت دی گئی کہ ہر مشتبہ شخص پر گولی چلائی جائے، لیکن کابل ادارہ اور انسانی حقوق کی تنظیمیں اس واقعے پر مکمل خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اتنی بڑے جرم کے بعد

بھی انہیں ردِ عمل کی توفیق نہیں ہوئی۔

دوسری جانب "فیر سک" نامی بین الاقوامی این جی او نے اپنی ایک رپورٹ میں جو 24 اگست کو منظرِ عام پر آئی، کہا ہے:

"افغانستان کرپشن کے لحاظ سے 198 ممالک کی فہرست میں پہلے نمبر ہے۔ مزدور حکومت کو یہ اعزاز ایک ایسے وقت میں مل رہا ہے، جب ان کے سربراہ نے تین ماہ میں کرپشن کو جڑ سے اکھاڑنے کا دعویٰ کیا تھا۔

گلم جم کی تاریخ کا اعادہ:

اگست میں وحشی گلم جم کے کمانڈر اور مزدور حکومت کے نائب اور ان کے حامی ملیشیا نے ایک مرتبہ پھر شمال میں اپنی سابقہ تاریخ کی یاد تازہ کر دی۔ انہوں نے شمالی صوبے فاریاب میں افغانستان کے غیور عوام کے خلاف الماس نامی آپریشن کا آغاز کیا۔ علاقے کے کئی افراد کو صرف اس لیے شہید کیا کہ وہ دین دار گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے گھروں کو لوٹنے کے بعد آگ لگا دی گئی۔

5 اگست بروز بدھ ان بدنام زمانہ ملیشیا نے صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں پہلے 22 خاندانوں کے افراد کو چن چن کر شہید کیا اور پھر گھروں کو لوٹنے کے بعد مذکورہ شہداء کے گھروں کو بھی آگ لگا دی۔ کچھ عرصہ بعد قیصار سے بھی ان مظلوموں کی فریاد بھری آواز آئی کہ "گلم جم ملیشیا کے اہل کار ان کے اموال اور عزتوں پر ڈاکا ڈالنے کے لیے ان کی گھروں کی دیواریں پھلانگ کر اندر داخل ہوئے۔ جب مظالم حد سے بڑھ گئے تو سارا دن مغربی خدمت میں لگے رہنے والے ریڈیو چینل "آزادی ریڈیو" نے بھی لوگوں کے اموال کی لوٹ مار اور آبروریزی کی خبر دے دی۔ اس چینل نے 24 اگست کو ایک رپورٹ دی کہ دوستمی ملیشیا کے افراد علاقے کی پشتون آبادی کو طالبان کی حمایت کے "جرم" میں ہلاک کرتے ہیں اور ان کے اہل خانہ کی آبروریزی کی جاتی ہے اور گھروں کو لوٹ لیا جاتا ہے۔ 30 اگست کو مذکورہ علاقوں کے متاثرین اپنے ساتھ ہونے والے مظالم کے ٹھوس ثبوت لے کر دنیا کے سامنے آئے، لیکن عدالت اور انسانی حقوق کے نام نہاد ٹھیکیداروں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔

فرار ہونے والے صلیبیوں کی میدانِ جنگ میں دوبارہ آمد:

دنیا کے مکار صلیبی ایک طرف افغانستان میں شرم ناک شکست کے بعد فرار ہوئے اور اپنی جگہ مقاصد کے حصول کے لیے اپنے کٹھ پتلیوں کو بٹھایا، لیکن دوسری جانب 16 اگست کو ایک مرتبہ پھر وہ میدانِ جنگ میں کود پڑے۔ انگلینڈ کے "ڈیلی مرر" اخبار نے لکھا کہ "انگلینڈ کا ایک خصوصی فوجی دستہ طالبان کے ساتھ لڑنے افغانستان جا چکا ہے۔" اس ماہ کے 30ویں شمارے میں مذکورہ اخبار نے لکھا تھا کہ امریکی فوجی ایک مرتبہ پھر جنگی مشن کے لیے کچھ علاقوں میں گئے ہیں۔ وہ ایک ایسے وقت میں جنگ میں کود رہے ہیں کہ ان کا اور افغان فوج کے ایک باہمی معاہدے کے مطابق امریکی فوج اپنی مرضی سے کسی علاقے کا آپریشن بھی نہیں کر سکتی۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کہاں تک معاہدوں کی پاس داری کی جاتی ہے؟!

دوسری جانب امریکا نے سکیورٹی وجوہات کی بنا پر اپنے شہریوں اور سفارتی عملے کو جلد سے جلد افغانستان سے نکل جانے کا حکم دیا اور امریکی وزارتِ دفاع نے بھی اعلان کیا: "ان کا ملک افغانستان سے اپنی افواج نکالنے کے وعدے پر جلد عمل پیرا ہوگا۔

سازش، وہ بھی عوام کے لہو سے:

غیر ملکی جارحیت پسند اور ان کے کٹھ پتلی مزدور ہمیشہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی غیر انسانی اور ظالمانہ طریقہ کار سے بے گناہ عوام کا خون بہا کر اپنی سیاست کو فروغ دیں اور پھر ان تمام جرائم کا ذمہ دار مجاہدین کو قرار دیں۔ ان سازشی اور ظالمانہ کارروائیوں میں سے 7 اگست بروز جمعہ کابل میں "شاہ شہید" کا واقعہ تھا، جس میں خواتین اور بچوں سمیت سیکڑوں عام شہری شہید ہوئے۔ اس کے ساتھ کئی عمارتیں اور دکانیں بھی زمین بوس ہوگئیں۔ عینی شاہدین نے سکیورٹی اداروں کے اس دعوے کو رد کیا کہ اس واقعے میں طالبان کا ہاتھ ہے۔ مذکورہ واقعہ اس لیے بھی حکومت کی رسوائی کا سبب بنا، کیوں کہ دشمن کی صف کے اندر کے افراد نے اس بات کا اعتراف کیا کہ یہ حملہ طالبان کے حملوں سے کوئی مماثلت نہیں رکھتا۔ کٹھ پتلی حکومت کا اس المناک سانحے کی تحقیقات کا حکم نہ دینا بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ حملہ غیر ملکی جارحیت پسندوں کا کارنامہ ہے۔

دشمن کا غلامی پر اعتراف:

کبھی کبھار غلامی کا بوجھ بھی کسی کے لیے اتنا بھاری ہو جاتا ہے کہ اسے اٹھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ جارحیت کے دوران بھی کچھ مزدور اس بوجھ کے وزنی ہونے کا اعتراف کر چکے ہیں۔ 19 اگست بروز بدھ کٹھ پتلی حکومت کے سربراہ کے اقتصادی مشیر نے آزادی کی 96ویں تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"ہم آزاد نہیں ہیں، کیوں کہ جب تک ہماری سکیورٹی غیر ملکی سنبھالے ہوئے ہیں، اس وقت تک ہم خود کو آزاد نہیں سمجھتے۔"

مجاہدین کی تعلیم سے محبت پر دشمن کا اعتراف:

یہ پہلا موقع نہیں کہ دشمن مجاہدین کے تعلیم و تربیت کے نظام کے ساتھ محبت کا برملا اعتراف کرنے پر مجبور ہوا ہے، بلکہ ہمیشہ ایک اہم حقیقت کے طور پر اس مسئلے کی طرف توجہ دی ہے۔ اس سلسلے میں 21 اگست بروز جمعہ صوبہ لوگر کے صوبائی شوریٰ کے نام نہاد سربراہ نے حکومت کی جانب سے 6 اساتذہ کی گرفتاری کے جواب میں کہا:

"طالبان اس صوبے میں تعلیم و تربیت کے شعبوں پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں۔" 25 اگست بروز اتوار کٹھ پتلی حکومت نے بھی اعترف کیا کہ "قندز میں جہاں طالبان کا قبضہ ہے، وہاں کی تعلیمی صورت حال حکومتی علاقوں سے بہتر ہے۔"

❖❖❖

جنگی جرائم (اگست 2015)

سید سعید

ظلم کی اندھیر نگری کا راج آج بھی پورے جوبن پر ہے۔ دشمن اپنا وار کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ دشمن کا کبھی بھی لحاظ نہیں کرنا چاہیے، لیکن اگر دشمن وہ شخص ہو ....جو کبھی ہمارے وجود اور جسم کا حصہ رہ چکا ہو.... وہ زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس کی پہچان ذرا مشکل ہوتی ہے۔ اگر ہو بھی جائے تو اپنائیت کا احساس غالب آ جاتا ہے، جو اس کی ریشہ دوانیوں کو سمجھنے میں آڑ ثابت ہوتا ہے۔ اب آپ افغان حکومت کا ہی جائزہ لے لیں۔ میرے خیال میں اشرف غنی کی یہ حکومت مذکورہ بالا تمہید کی مثال بننے کے لیے کافی ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس نے غیروں کی خاطر اپنوں پر کیسی درندگی کا مظاہرہ کیا ہے:

4 اگست 2015 کو صوبہ فاریاب ضلع المار کے علاقے قرایہ میں افغان فوج نے بمباری کی، جس سے ایک خاتون سمیت چار افراد شہید ہو گئے، جب کہ فورسز نے شہریوں کے 22 گھروں کو بلاوجہ جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔

اگلے دن 5 اگست کو صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے علاقے قاسم بازار میں قابض افواج نے افغان فوج کے ساتھ مل کر چھاپہ مارا، انہوں نے چھاپے کے دوران ہلکے وبھاری ہتھیاروں کا استعمال بھی کیا، جس کے نتیجے میں ایک معمر شخص شہید اور 6 افراد زخمی ہو گئے۔ جب کہ تین افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ اسی دن صوبہ روزگان کے ضلع دہراود کے علاقے جعفندار کے لمکوچ میں افغان فورسز نے ایک راکٹ داغا، جو ایک مسجد پر جا گرا، جس کے نتیجے میں دو افراد شہید اور چار زخمی ہو گئے۔

14 اگست کو صوبہ بدخشان کے ضلع وردج کے علاقے یومل میں افغان فورسز نے مقامی آبادی پر فائرنگ و گولہ باری کی۔ عام لوگوں کے گھروں میں مارٹر گولے داغے، جس سے ایک شخص شہید اور دو بچوں سمیت 5 افراد زخمی ہو گئے، جب کہ تین گھروں کو جزوی نقصان پہنچا۔

16 اگست کو صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری کے علاقے ملایان میں ملکی فورسز کی فائرنگ سے چار عورتیں اور چار بچے شہید اور دس افراد زخمی ہو گئے۔

19 اگست کو صوبہ لوگر کے دارالحکومت کے قریب فورسز نے راکٹ داغا، جو ایک مقامی شخص کے گھر پر جا گرا۔ جس کے نتیجے میں تین معصوم بچے شہید اور ایک خاتون سمیت دو افراد زخمی ہو گئے۔ اسی دن صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری کے علاقے تاجکان اور سپید خان میں ملکی فورسز کی فائرنگ سے تین بچے شہید ہو گئے۔

21 اگست کو صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری کے مضافات میں فورسز کی فائرنگ سے ایک شخص شہید ہو گیا۔

22 اگست کو صوبہ ننگرہار کے ضلع حصارک کے علاقے ناصر خیل میں فورسز نے چھاپہ مارا، اس دوران انہوں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے پانچ افراد کو زخمی کر دیا۔ جب کہ فائرنگ سے دس گھروں کو نقصان بھی پہنچا۔ اسی دن صوبہ پکتیکا کے ضلع سرحوضہ کے علاقے غاڑوبی میں فورسز کی بلاوجہ فائرنگ سے دو معصوم بچے شہید ہو گئے۔

25 اگست کو صوبہ لغمان کے دارالحکومت مہترلام کے مضافات میں فورسز کی فائرنگ سے ایک خاتون شہید اور تین افراد زخمی ہو گئے۔

اس سے اگلے دن 26 اگست کو صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری کے علاقے قرغان میں فورسز کی فائرنگ سے چار افراد زخمی ہو گئے۔ اسی دن صوبہ ننگرہار کے ضلع شیرزاد کی وادی 'کودخیل' میں قابض افواج کے ڈرون حملے میں تین افراد شہید ہو گئے۔ اسی دن کی دوسری کاروائی میں صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے علاقے باقرخیل میں فورسز کی جانب سے مقامی آبادی پر مارٹر گولے داغے گئے، جو قلعہ ششم کے رہائشی سید حسن کے گھر پر جا گرے، جس کے نتیجے میں ایک معصوم بچہ شہید اور پانچ افراد زخمی ہو گئے۔ اسی دن کی تیسری ظالمانہ کاروائی میں صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت کے علاقے نیازو میں پولیس کی فائرنگ سے ایک شخص شہید ہو گیا۔

28 اگست کو صوبہ پکتیکا کے ضلع 'نکہ' کے علاقے بازک میں امریکی ڈرون حملے میں ایک شخص شہید ہو گیا۔

29 اگست کو صوبہ زابل ضلع دائی چوپان کے علاقے میرزئی اور قلعہ 'سر' میں فورسز کی فائرنگ سے ایک خاتون شہید، جب کہ دو افراد زخمی ہو گئے۔

30 اگست کو صوبہ فاریاب کے ضلع پشتون کوٹ کے علاقے پوگانی میں کمانڈر فتاح نے بلاوجہ فائرنگ کر کے دو افراد کو شہید اور تین کو زخمی کر دیا۔ اسی دن دوسری مرتبہ درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صوبہ پکتیکا کے ضلع خانی خیل کے علاقے چامڑی میں پولیس کی فائرنگ سے ایک معصوم بچہ شہید اور تین بچے زخمی ہو گئے۔ اسی دن کی تیسری درندگی کے طور پر صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے علاقے کروخیل اور یوسف خیل میں ملکی فورسز کی فائرنگ سے ایک شخص شہید اور 16 افراد زخمی ہو گئے۔ اسی دن کی چوتھی سفاکانہ کاروائی میں صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار کے قومی معتبرین نے کابل میں میڈیا کو بتایا کہ افغان فورسز نے ان کے گھروں کو بلا کسی جرم کے آگ لگا دی ہے۔ افغان فوج چھاپوں کی آڑ میں ہمارے گھروں میں لوٹ مار کرتی اور قیمتی اشیاء چوری کر کے اور چھین کر لے جاتی ہے۔ وہ چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرتی ہے۔ ایک مقامی متاثرہ فرد 'ارباب سرور' نے بتایا کہ "یہ جرائم ضلعی گورنر رحمت اللہ اور کمانڈر نظام کے اہل کاروں کی جانب سے کیے گئے ہیں، لیکن یہاں کوئی قانون نام کی چیز نہیں ہے۔ نہ ہی کہیں شنوائی ہوتی ہے کہ جہاں جا کر اپنی شکایت پیش کی جائے۔ سچ یہ ہے کہ افغان فورسز نے ہمارا جینا دشوار کر رکھا ہے۔"

اگست کی آخری تاریخ کو صوبہ ہلمند ضلع نادعلی کے علاقے شاول ماندہ میں امریکی ڈرون حملے میں چار افراد شہید ہو گئے۔

اسی دن صوبہ ہلمند کے ضلع نوزاد کے علاقے الکوکاریز میں پولیس چھاپے میں ایک شخص شہید اور ایک زخمی ہو گیا۔ علاوہ ازیں 8 افراد کو تفتیش کے نام پر حراست میں لے کر ظلم کی کوٹھری آباد کی جا رہی ہے۔

صوبہ ننگرہار کے "خوژیانو سراسری شوری" کے ارکان نے میڈیا کو بتایا کہ ماہ اگست میں افغان فورسز کے آپریشن میں خوژیانو، شیرزاد اور پچیر اگام کے اضلاع میں 35 افراد شہید ہوئے ہیں۔ جب کہ درجنوں زخمی ہوئے۔ دوسری طرف افغان فورسز کے ظلم کے تنگ آ کر سیکڑوں لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اسی آپریشن میں ضلع حصارک میں فورسز کی فائرنگ سے گیارہ افراد زخمی ہوئے اور 13 گھروں کو مسمار کر دیا گیا۔

اقتباسات: بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک نیوز ایجنسی، پژواک، خبریال، لراوبر، نن ایشیاء اور بینوا ویب سائٹس

ذی قعدہ کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کاروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کے مقتولین	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	66	0	0	0	104	37	19	1	5	0
-2	ہلمند	139	0	0	0	278	111	69	7	24	0
-3	غزنی	71	0	0	0	96	37	25	4	12	0
-4	خوست	57	0	0	0	82	57	20	1	8	0
-5	نورستان	19	0	0	0	27	9	7	1	4	0
-6	میدان وردگ	7	0	0	0	31	42	2	5	1	0
-7	کونڑ	20	0	0	0	30	19	8	0	0	0
-8	پکتیکا	17	0	0	0	25	20	4	1	9	0
-9	زابل	22	0	0	0	51	31	1	4	10	0
-10	لوگر	26	0	0	0	97	48	12	5	10	0
-11	کاپیسا	100	0	0	0	147	72	18	8	11	0
-12	روزگان	42	0	0	0	49	81	8	2	6	0
-13	پکتیا	38	0	0	0	80	72	8	3	12	0
-14	فراہ	57	0	0	0	120	54	13	8	10	0
-15	کابل	40	0	0	0	81	33	27	2	3	0
-16	ننگرہار	86	0	0	0	104	49	25	1	0	0
-17	لغمان	22	0	0	0	30	33	6	1	5	0
-18	ہرات	2	0	0	0	10	12	0	2	4	0
-19	نیمروز	36	0	0	1	45	33	11	2	0	0
-20	بادغیس	11	0	0	0	26	10	4	0	0	0
-21	قندوز	28	0	0	0	56	64	20	4	5	0
-22	بغلان	84	0	0	0	115	100	29	2	8	0
-23	فاریاب	20	0	0	0	71	65	3	6	20	0
-24	غور	27	0	0	0	80	48	10	1	5	0
-25	پروان	20	0	3	0	12	8	2	0	0	0
-26	تخار	8	0	0	0	16	16	1	0	2	0
-27	سمنگان	3	0	0	0	4	11	0	0	1	0
-28	بدخشان	8	0	0	0	6	13	2	0	0	0
-29	بامیان	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-30	بلخ	12	0	0	0	13	9	5	0	0	0
-31	جوزجان	10	0	0	0	10	25	2	1	5	0
-32	دائی کنڈی	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-33	سرپل	8	0	0	0	15	11	12	1	0	0
-34	پنجشیر	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
	مجموعہ	1106	0	3	1	1911	1230	373	73	180	0

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے : 1- پروان میں ڈرون طیارہ 2- سرپل میں ایک ہیلی کاپٹر

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

4th Year October 2015